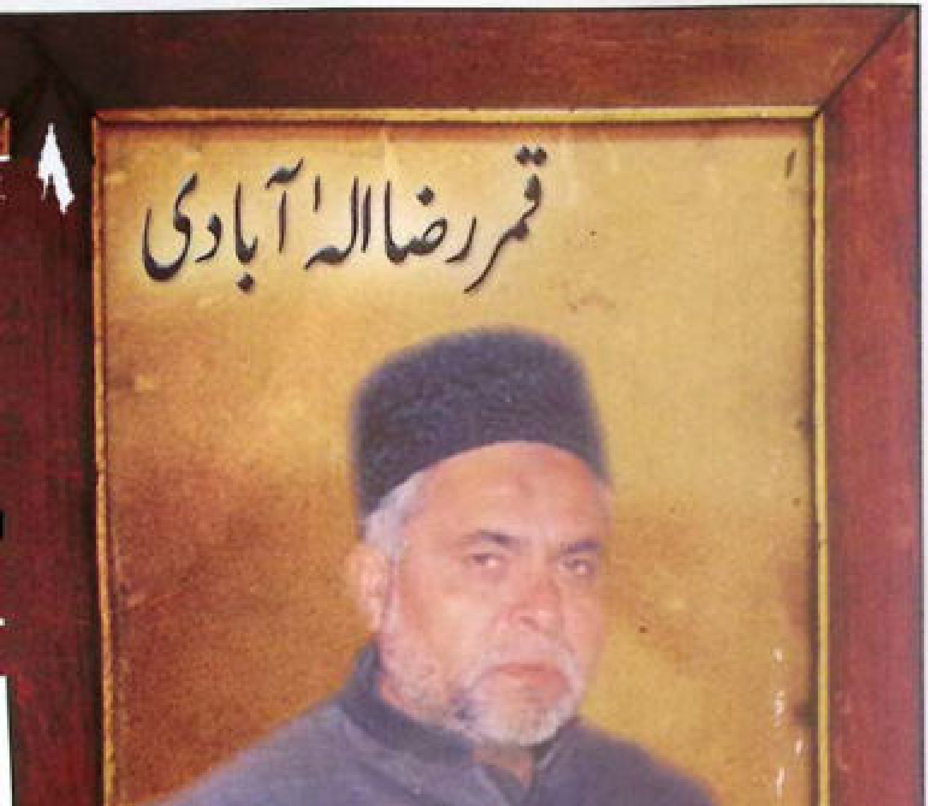
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معجزات ختم المرسلین

.......مؤلف.......

السید قمر رضا جعفری
المتخلص قمر رضا الہ آبادی



......مؤلف......

السید قمر رضا جعفری المعروف خانصاحب

المتخلص قمر رضا الہٰ آبادی

معجزاتِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

maablib.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	معجزات ختم المرسلین صلی علیہ وآلہ وسلم
مؤلف	قمر الہ آبادی
پبلشر	نعیم جعفری
کمپوزنگ	ثناء
سرورق	صہیب گرافکس

maablib.org

MAAB 1431
maablib.org

فہرست

تشکر

شکر ہے اس مالکِ حقیقی کا جس نے مجھ جیسے حقیر انسان کو یہ توفیق عطا کی کہ میں اُس کے جیب کے مختصر ہی سہی کچھ معجزات کو یکجا کر کے قلمبند کر سکا۔ شکر ہے اس رب العزت کا جس نے اس ناچیز پر یہ کرم کیا کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں سجا کر شکرِ خدا کر سکا۔ شکر ہے اُس معبود برحق کا جس نے مجھے یہ عطا کیا کہ میں اُس کے حبیب کی مدح میں یہ کتاب تحریر کر سکا۔

میں اُن تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن لوگوں نے میری حوصلہ افزائی کی۔ میں اُن تمام حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں حصہ لیا۔ خصوصاً نعیم جعفری صاحب کا جنہوں نے میری کتابوں کی تکمیل میں میری مدد فرمائی۔ خداوندِ عالم اپنے حبیبؐ کے اور اُس کی اولادِ طاہرہ کے طفیل تمام مومنین و مومنات کی حاجات شرعیہ کو برلائے۔ آخر میں التماس ہے کہ ایک سورۂ فاتحہ میرے والدین۔ اور میرے ساس سسر کی روح کو پڑھ کر بخش دیں۔

شکریہ آپ کی دعاؤں کا طالب

قمر الہ آبادی عفی عنہ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے وقف ہیں جو عالمین کا رب ہے جس کی رحمت تمام عالمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ جس کی حمد ممکن نہیں۔ جس کی عطا رُکنے والی نہیں جس کی رحمت سے کوئی لمحہ خالی نہیں۔ جس کا احسان اپنی مخلوق پر ہمہ وقت جاری ہے۔ اس کا علم تمام عالمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ جب کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ بس اتنا کہتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے بس اُس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ وہ ہر شہ کو کئی پردوں میں پیدا کرتا ہے۔ جب اُس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اپنے نور سے اس نے ایسی ہستیاں پیدا کیں جو اس کا مظہر ہوں اور اُن ہستیوں کی اطاعت اپنی تمام مخلوق پر واجب کر دی۔

سلام ہو محمدؐ و آل محمدؐ پر جن کی اطاعت کے صدقہ میں کائنات کی ہر مخلوق کو نجات نصیب ہوئی اور جن کی ذاتِ گرامی کو خداوندِ کریم نے جنت و دوزخ کے لئے کسوٹی قرار دیا۔

سلام ہو اُس عظیم ہستی پر جو تمام انبیاؑ و مرسلین کا رہبر ہے سلام ہو اُس پر جس کے طفیل آدم کی توبہ قبول ہوئی نوح کو طوفان سے نجات ملی۔ ابراہیم پر آگ گلزار

ہوئی یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ سلام ہو اس پر جس کے تشریف لانے کی خبر دینا ہر نبی کے لئے باعث شرف قرار پایا۔ سلام ہو اُس پر جس کے تسبیح پڑھنے سے فرشتوں نے تسبیح پڑھنا سیکھی۔ سلام ہو اُس پر جس کے بچوں کو فرشتے جھولا جھلاتے تھے۔ سلام ہو اُس پر جس کے دروازہ سے فرشتے بھیک مانگ کر روٹیاں لے جاتے تھے۔

سلام ہو اُس پر جس کے بچوں کے لئے فرشتے خیاط بن کر جنت سے لباس لاتے تھے سلام ہو اس پر جس کی زبان سے نکلا ہوا ہر جملہ ایک معجزہ ہوتا تھا۔ سلام ہو اس پر جو ہر شخص کو اس کے ارحام کی خبر دیتا تھا۔ سلام ہو اس پر جو خود بھی ایک معجزہ تھا اور اللہ نے اس کو معجزات سے نوازہ تھا۔ سلام ہو اُس پر جسے اللہ نے قرآنِ کریم جیسا معجزہ عطا کیا۔ سلام ہو اس پر جو اس وقت بھی نبی تھا جب کچھ نہ تھا۔ سلام ہو اس کی اولاد پر جن کو اللہ نے علم و حلم و شجاعت و سخاوت۔ طہارت عطا کی اور جن کو اللہ تعالیٰ نے معجزات و کرامت کے ساتھ دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا سلام ہو اُس نبی کریم پر جس کی اولاد کے طفیل یہ دنیاں آج بھی قائم و دائم ہے۔

سلام ہو اُس رسولِ رحمت پر جو دنیا میں رحمت العالمین تھا اور آخرت میں بھی اپنی اُمت کے لئے رحیم و کریم ہو گا۔ سلام ہو اس نبی پر جب وہ دنیا میں آ رہا تھا تو بھی اس کے معجزات ظاہر ہو رہے تھے اور جب وہ اپنے محبوب کے پاس واپس گیا تب بھی معجزات کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ چھوڑ کر گیا۔ سلام ہو اُس پر جس پر

اللہ اور اس کے ملائکہ سلام کرتے ہیں اور جس پر قیامت کے بعد بھی سلام کا سلسلہ نہ ختم ہوگا۔ سلام ہو اس پر جس پر اللہ نے مومنین کو سلام کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔

والسلام

غلامِ آقائے دو جہاں

قمر الہ آبادی

maablib.org

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دنیا میں آنے سے قبل کے معجزات

جہاں تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزاتِ عالیہ کا تعلق ہے تو آپ کی پوری حیاتِ طیبہ ہی ایک معجزہ ہے آپ کے اس دنیا میں تشریف لانے سے لے کر آپ کے پردہ فرمانے تک ہر قدم پر معجزات ہی معجزات بکھرے ہوئے ہیں۔ جن کا احیاء ناممکنات میں سے ہے۔ لاکھوں معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ آپ کا قرآنِ مجید ہے جو آپ کو عطا ہوا جس کی آیات کی تفسیر آج تک مکمل نہ ہو سکیں۔ اور نہ قیامت تک ہو سکیں گی۔

اس کائنات میں آنے سے قبل ہی آپ کے معجزات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا جیسا کہ علامہ مجلسی اپنی کتاب حیاتِ القلوب جلد دوئم میں آپ کی خلقت کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خداوندِ عالم نے جناب رسالت مآب کے نور کو زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال قبل پیدا کیا تھا۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خداوندِ عالم نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو اُن کی صلب میں جگہ

دی اور ہمیشہ پاک صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر امام فرماتے ہیں کہ اس نور کی چھ کرامتوں سے گرامی فرمایا اس کو پیراہن خوشنودی پہنایا۔ ردائے ہیبت سے آراستہ کیا تاج ہدایت اس کے سر پر رکھ کر اس کو رفعت کی بلندی پر پہنچایا اور اس کے بدن کو جامۂ رفعت پہنایا اور محبت کا کمر بند اس کی کمر میں باندھا اور نعلین خوف وبیم اس کے پاؤں میں ڈالی اور عصائے منزلت ہاتھ میں دیا پھر وحی کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو لا اِلٰہَ اِلا اللہُ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں۔ پھر آپ فرماتے ہیں خدا نے آدم کی توبہ اُس پیراہن کے سبب قبول کی اس کی برکت سے یوسف کو یعقوب سے ملایا۔ یونس کو اس کی کرامت کے سبب مچھلی کے شکم سے نجات دی۔ اسی پیراہن کی برکت سے ہر پیغمبر نے تکلیف ومصیبت سے نجات پائی اور وہ پیراہن کوئی اور پیراہن نہ تھا بلکہ محمد مصطفےؐ کا پیراہن تھا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب جلد دوئم میں کتاب انوارِ ہدایت کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب جناب عبدالمطلب نے بحکم خدا چاہِ زم زم کو کھولا اور اُس کی تہہ میں اترے تو اس میں دو ہرن اور بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائی تو قریش نے اُن میں اپنے کو بھی حصہ دار قرار دیا تو جناب عبدالمطلبؑ نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا۔ قرعہ میں دونوں ہرن خانہ کعبہ کے لیے اور

تلواریں زرہیں آپ کے لئے نکلیں جبکہ قریش کے لئے کچھ نہیں نکلا تو آپ نے دونوں ہرنوں کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر زینت کی خاطر نصب فرمادیا اس کے بعد ریاست مکہ وسقایت حاجیاں عبدالمطلب کے لئے مسلم ہوگئی پھر آپ کے ساتھ سوائے ہدی بن نوفل کے کسی نے نزاع نہیں کی اُس میں یہ حسد صرف اس لئے پیدا ہوا تھا کہ وہ پہلے رئیس مکہ تھا۔ اُس نے جناب عبدالمطلب کو طعنہ دیا کہ تم ایک لڑکے تھے نہ تمہارے کوئی فرزند ہے اور نہ تمہارا کوئی مددگار تم مدینہ سے تنہا آئے تھے تو کس بات میں تم کو ہم پر فوقیت ہے حضرت کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا تو فرزندوں کی کمی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے پھر خدا سے عہد کیا کہ اگر دس فرزند عطا کرے گا یا اس سے زائد تو میں ایک فرزند قربان کروں گا۔ پھر آپ نے چھ عورتوں سے شادی کی جو کہ سب کے سب اپنی قوم کی باعزت خاتون تھیں انہیں میں سب سے چھوٹی جناب فاطمہ بنتِ عمرو مخزومیہ تھیں جن کے بطن سے جناب ابوطالب اور سرکارِ ختمی مرتبت کے والدِ گرامی عبداللہ پیدا ہوئے۔ الغرض آپ نے اپنی منت کو پوری کرنے کے لئے اپنی اولادوں کے نام کا قرعہ ڈالا جو کہ جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ آپ جناب عبداللہ کو ذبح کرنا چاہتے تھے کہ جناب فاطمہ بنتِ عمرو کے عزیز آپ کے ہاتھوں سے لپٹ گئے اور آپ کو اس امر کے کرنے سے روکنا چاہا جب آپ نہ مانے تو اُسی وقت اکابر قوم میں سے ایک شخص عکرمہ بن عامر نے حاضر ہو کر ایک تدبیر بتائی کہ اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان

قرعہ ڈالو۔ الغرض سو اونٹوں کے عوض جناب عبداللہ کی جان بچی۔ جب یہودیوں اور کاہنوں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت مایوس ہوئے تو جناب عبداللہ کے قتل کرنے کی تدبیر میں مشغول ہو گئے اُن تدبیروں میں سے ایک تدبیر یہ بھی تھی کہ اُن میں ایک رئیس جس کا نام ریبان تھا اُس نے کھانے میں زہر ملا کر جناب عبدالمطلب کے گھر اپنی عورتوں کے ہاتھ یہ کہہ کر بھیجا کہ عبداللہ کی سلامتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی ہے۔ وہ طعام جب جناب عبدالمطلب کے سامنے لایا گیا اور آپ لوگوں نے کھانا چاہا تو حضرت رسالت مآبؐ کے نورِ اقدس کے اعجاز سے وہ گویا ہوا مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اُس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں کا فریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ جناب عبداللہ کے چہرہ سے نورِ رسالت مآب اس طرح سے نکلتا تھا کہ مکہ کے در و دیوار روشن ہو جاتے تھے اور آپ کے جسم سے مشک و عنبر کی خوشبو اُڑا کرتی تھی۔ اہلِ مکہ اس لئے آپ کو مصباح حرم کہتے تھے۔

ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمہ بنتِ مرہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاؤ علمائے گزشتہ کی کتابیں پڑھی تھیں ایک روز حضرت عبداللہ اُس کی طرف سے گزرے اُس عورت نے پوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ سو اونٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اچھا ہو کہ آپ مجھ سے عقد کر لیں اور صرف ایک مرتبہ مجھ سے قربت فرمائیں میں سو اونٹ اس کے عوض

آپ کو دوں گی حضرت عبداللہ نے توجہ نہ کی۔ جب نطفہ طیبہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحم آمنہ میں منعقد ہو گیا۔ پھر حضرت عبداللہ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اُس کی وہ پہلی خواہش نہ پائی اس کا سبب دریافت کیا اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وہ تقدیر الٰہی کے سبب دوسرے کے نصیب میں تھا وہ اُس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

آپ کی پیدائش کے وقت کے معجزات

آپ کی ولادت کے اوقات کے معجزات میں سے ایک اہم معجزہ یہ ہے کہ جس روز صبح کو آنحضرت پیدا ہوئے دنیا میں جہاں جہاں بت تھے منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ اور کسریٰ بادشاہِ عجم کو زلزلہ ہوا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور دریائے ساوا جسے پوجتے تھے خشک ہو کر نمک ہو گیا اور وادئ سماوہ جس میں کبھی پانی نہ تھا جل تھل ہو گیا اور آتشکدہ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا۔ اُسی رات علمائے مجوس نے جو بڑے علم والے تھے خواب میں دیکھا کہ چند اونٹ صعبی عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ سے گزرے اور اُن کے شہروں میں داخل ہو گئے اور طاق کسریٰ درمیان سے ٹوٹ کر دو حصوں میں تبدیل ہو گیا اور دجلہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے اُسی رات ایک نور حجاز کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں

پھیل گیا۔ اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح سرنگوں ہو گئے تھے اور تمام بادشاہ گونگے ہو گئے تھے اور بات نہیں کر سکتے تھے اور کاہنوں کا علم زائل ہو گیا تھا اور ساحروں کا سحر باطل ہو گیا اور ہر کاہن اور اُس کے ہمزاد کے درمیان جدائی ہو گئی اور قریش تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ ان کو آلِ خدا کہنے لگے کیونکہ وہ خانہ خدا کے ہمسایہ تھے۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں جب آپ پیدا ہوئے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر کو آسمان کی جانب بلند کیا پھر چاروں طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نور ساطع ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشن کر دیا اس کی روشنی میں میں نے شام کے محل دیکھے اور اُسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمدؐ رکھو۔

آنحضرت کی ولادت سے پہلے کاہن، شیاطین جادوگر وغیرہ نے بہت سرکشی و گمراہی پھیلا رکھی تھی اور عجیب عجیب باتیں اُن سے ظاہر ہوتی تھیں۔ شیاطین آسمانوں پر جا کر وہاں کی باتیں سنتے اور آ کر کاہنوں سے بیان کر دیتے تھے۔ یمامہ میں دو کاہن بہت مشہور تھے جو اپنے زمانے کے تمام کاہنوں سے بڑھے ہوئے تھے ایک ربیع بن اذن جس کو سطیح کہتے تھے وہ تمام کاہنوں سے زیادہ جاننے والا تھا۔ دوسرا وشق بن ہانکہ یمنی تھا۔ سطیح عجیب الخلقت تھا۔ خدا نے اُس کو گوشت کا لوتھڑا پیدا کیا تھا اس کے جسم میں سوائے سر کے کہیں ہڈی نہیں تھی اس کو کپڑے کے مانند لپیٹ دیا جاتا تھا۔ اس کے جسم کو کھول کر ایک بوریئے پر

ڈال دیتے وہ رات کو چند لمحہ سوتا تھا اور تمام شب آسمان کو دیکھتا رہتا تھا۔ جب بادشاہان وقت اس کو طلب کرتے تھے اُس کو ایک ٹوکری میں رکھ کر لے جاتے تھے وہ اُن کو رموز واسرار سے آگاہ کرتا تھا اور اُن کو آئندہ کے حالات کی خبر دیا کرتا تھا۔ اس کی آنکھ اور زبان کے سوا کوئی عضو حرکت نہ کر سکتا تھا۔ ایک رات آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ اس نے ایک بجلی کو دیکھا جو چمکی اور اس کی روشنی تمام اطراف دنیاں پر پھیل گئی پھر ستارے ٹوٹنے لگے اور اُن سے دھواں پھیلنے لگا۔ وہ نیچے آتے آپس میں ٹکرا کر زمین میں غائب ہو جاتے یہ دیکھ کر اس پر بڑی دہشت طاری ہوئی۔ دوسری رات اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے چلیں وہاں پہنچ کر اُس نے آسمان کے کناروں پر نگاہ کی۔ ناگاہ اُس نے ایک بہت چمکتا ہوا نور دیکھا جس کی روشنی ہر ایک پر غالب تھی اور تمام آسمان اور زمین کو گھیرے ہوئے تھی۔ یہ دیکھ کر اُس نے غلاموں سے کہا کہ مجھے نیچے لے چلو میری عقل حیران ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور کوئی سخت حادثہ ہونے والا ہے۔ گمان یہ ہے کہ پیغمبر ہاشمی کا خروج ہونے والا ہے۔
اس نے صبح کو اپنے عزیزوں اور قوم کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ عجیب علامتیں اور عظیم کیفیتیں مشاہدہ کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہر شہر کے کاہنوں سے اس کی حقیقت معلوم کروں پھر ہر شہر میں خط لکھ کر قاصد بھیجے اس نے ایک خط ملکۂ یمن زرقا کو بھی روانہ کیا جو اُس طرف کے کاہنوں میں بہت مشہور تھی اور ہر ایک پر

غالب بھی تھی تین روز کے بعد قاصد نے اس کو سطیح کا خط دیا۔ خط پڑھ کر اُس نے کہا بری خبر لایا ہے۔ رب کعبہ کی قسم لوگوں کی موت کا زمانہ اور بچوں کے یتیم ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے فرزندانِ عبدِ مناف میں سے محمدؐ بے اختلاف پیغمبر ہونگے۔ پھر خط کا جواب لکھا کہ یہ پیغمبر ہاشمی کے ظہور کی علامتیں ہیں۔ میرا خط پڑھ کر خواب، غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور تاخیر مت کرنا بلکہ فوراً مکہ کی جانب روانہ ہو جانا میں بھی اُسی طرف آتی ہوں شاید تم سے میری ملاقات ہو جائے۔ جب یہ خط سطیح کو ملا اور مضمون سے مطلع ہوا تو با آوازِ بلند رویا اور پھر اُسی وقت مکہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنے اصحاب سے کہتا گیا کہ میں روشن آگ کی جانب جا رہا ہوں اگر اُس کو بجھا سکا تو واپس آؤں گا ورنہ تم کو وداع کرتا ہوں پھر وہاں سے شام چلا جاؤں گا۔

جب وہ مکہ پہنچا تو ابو جہل۔ شیبہ۔ عقبہ اور عاص بن وائل قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اُس کے استقبال کے لیے آئے اور بولے کہ اے سطیح یقیناً تم کسی امرِ عظیم کے سبب آئے ہو اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو پوری کی جائے گی۔ سطیح نے کہا خدا تم کو برکت دے میری کوئی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ تم کو جو کچھ گزر چکا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے سب خدا کے الہام کرنے کے مطابق بتانے آیا ہوں۔ وہ تمہارے زمانے کے سر برآوردہ لوگ جو ہمیشہ مستحق مدح و ثنا تھے یعنی فرزندانِ عبد مناف کہاں ہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ ان کو اس بشیر و نذیر کی

خوشخبری دوں جس کے انوار عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ عبدالمطلبؑ اور ان کی اولاد کے بہادر شیر کہاں ہیں۔ قریش کو اس کی یہ باتیں پسند نہ آئیں اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت ابو طالبؑ اور تمام اولادِ عبدالمطلبؑ اُس کے پاس آئے وہ کعبہ کے نزدیک پڑا ہوا تھا ان لوگوں نے آپس میں طے کیا کہ ہم پہلے اُس سے اپنا نسب وغیرہ بیان نہ کریں گے تاکہ اُس کے علم کا اندازہ ہو سکے۔ حضرت ابو طالبؑ نے اپنی تلوار اور نیزہ سطیح کے غلام کو ہدیہ کر دیا اور سطیح کے پاس آئے۔ قبل اس کے کہ غلام سطیح سے یہ حال بیان کرے ابو طالبؑ نے سلام کیا۔ سطیح نے کہا آپ پر بھی سلام ہو اور نعمتیں گوارا ہوں عرب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں ابو طالبؑ نے مزاحاً فرمایا کہ بنی جمح سے اس نے کہا اے بزرگ میرے قریب آ کر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر ملئے۔ ابو طالبؑ نے اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھا تو اس نے کہا خدائے دانا و بینا کی قسم آپ ہی صاحب اخلاق و علو و بلند ہیں۔ آپ ہی نے میرے غلام کو ہدیۂ نیزہ خطی اور شمشیر ہندی عطا کی ہے۔ بیشک آپ ہی قوم کے بہتر لوگوں میں سے ہیں آپ اور آپ کے بھائی سے شریف ترین خلائق پیدا ہوں گے۔ یقیناً آپ اور آپ کے ہمراہی نسل ہاشمی سے ہیں جو اہلِ خیر میں سب سے بہتر تھے اور آپ ہی پیغمبر مختار کے چچا ہیں جن کی مدح کتاب و اخبار میں کی گئی ہے اپنے نسب کو مجھ سے نہ چھپایئے کیونکہ میں آپ کو اور آپ کے نسب کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ یہ سن کر ابو طالب کو تعجب ہوا۔

آپ نے فرمایا اے سطیح تم نے سچ کہا اور صحیح خصلتیں بیان کیں اب ہم کو اُن باتوں سے آگاہ کیجئے جو ہمارے زمانے میں ہم لوگوں پر واقع ہونگی۔ سطیح نے کہا ہمیشہ باقی رہنے والے اور بغیر ستون کے آسمان کے بلند کرنے والے خدائے یکتا کی قسم عبداللہ کے یہاں بہت جلد ایک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو رُشد و صلاح و خیر واحسان کی ہدایت کرے گا اور بُت پرستوں کو ہلاک کرے گا اور اُس کے امور میں اس کا چچازاد بھائی مددگار ہوگا جو صاحبِ شکوہ و دبدبہ ہوگا اور اپنی تیغ آبدار سے کافروں کے دماغ درست کردے گا؟ اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی اے ابوطالبؑ اُس کے والد ہوں گے۔ پھر جناب ابوطالبؑ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اُس پیغمبر کی صفتیں بیان کیجئے۔ سطیح نے کہا اچھا مجھ سے صحیح حالات سنیئے۔ بہت جلد ایک بلند مرتبہ پیغمبر ظاہر ہوگا جس کی صفت میں زبان سطیح گنگ ہے۔ وہ نہ بہت کوتاہ قد ہوگا نہ بہت بلند ہوگا جس کا سر گول ہوگا اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ وہ سر پر عمامہ باندھے گا اُس کی پیغمبری قیامت تک قائم رہے گی وہ اہلِ تمامہ کا سردار ہوگا۔ تاریکی میں اُس کے چہرے سے نور ساطع ہوگا جب وہ مسکرائے گا اُس کے دانتوں کے نور سے دنیا روشن ہوجائے گی اُس کے مانند دنیا میں کوئی خَلق وخُلق پیدا نہیں ہوا۔ شیریں زبان اور خوش بیان ہوگا۔ زہد و تقویٰ خشوع عبارت میں اس کا مثل نہ ہوگا۔ تکبر اور رعونت کا اُس میں نام ونشان نہ ہوگا۔ جب کوئی بات کرے گا صحیح اور درست کرے گا

اُس سے کوئی سوال کیا جائے گا تو صحیح جواب دے گا اُس کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔ نسب اس کا طاہر و مطہر ہوگا وہ عالمین کے لئے رحمت ہوگا۔ مومنوں پر مہربان اپنے ہمراہیوں پر رحیم ہوگا اس کا نام توریت و انجیل میں نمایاں ہے۔ غریبوں کا فریادرس اور کرامتوں سے موصوف ہوگا۔ اس کا نام آسمان میں احمد زمین پر محمدؐ ہے۔

ابوطالبؑ نے کہا کہ اُس شخص کا وصف بھی بیان کیجئے جس کے بارے میں آپ نے بتایا کہ اس کا معین و مددگار ہوگا۔ اُس نے کہا کہ وہ بزرگ بھی سید و سردار ہوگا۔ ضیغم شیر شکار نیک کرداروں کا پیشوا اور کفار سے انتقام لینے والا ہوگا۔ مشرکوں کو زہر کا پیالہ پلائے گا۔ شیروں کا پتہ پانی کرے گا۔ ہمیشہ لڑائیوں میں یادِ خدا کرے گا۔ محمدؐ کا وزیر ہوگا اور اُن کے بعد امت میں امیر و پیشوا ہوگا۔ توریت میں اُس کا نام برپا اور انجیل میں الیا اور قوم میں علیؑ ہوگا۔ تھوڑی دیر خاموش ہوا غور و فکر کرنے لگا۔ پھر ابوطالبؑ کی جانب متوجہ ہو کر بولا۔ اے سید و بزرگوار میرے چہرے پر دوبارہ ہاتھ رکھئے۔ ابوطالب نے اپنا دست مبارک دوبارہ اُس کے چہرہ پر رکھا تو اُس نے ایک آہ دردناک کھینچی اور کہنے لگا اے ابوطالب اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑو کیونکہ تمہاری سعادت ظاہر ہے۔ تم کو خوشخبری ہو بلندیٔ مرتبہ اور رفعتِ شان کی کیونکہ وہ دونوں کرامت کی شاخیں تمہارے درخت سے برآمد ہونگی محمدؐ تمہارے بھائی سے اور علیؑ تم سے پیدا ہونگے غرض کہ ابوطالبؑ یہ

تمام باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کی یہ سب باتیں اہل مکہ میں مشہور ہوئیں تو ابوجہل نے کہا کہ یہ پہلی بلا ہے جو بنی ہاشم کی طرف سے ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے جیسا کہ تم لوگوں نے سطیح کی باتیں عبداللہ اور ابوطالب کے فرزندوں کے بارے میں سنیں کہ وہ دونوں ہمارے دین کو فاسد کریں گے۔ یہ سن کر ابوطالب نے کھڑے ہوکر اور پکار کر فرمایا اے گروہِ قریش اپنے دلوں سے غم و غصہ کو دور کرو اور سطیح سے جو کچھ سنا ہے اس سے انکار نہ کرو۔ کیونکہ ہم ہی معدنِ ہر شرف و کرامت ہیں جو مکہ میں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو کچھ سطیح نے بیان کیا ہے اس کی علامت آشکارا ہے اور وہ سب امور جو ظاہر ہونگے اس کے خلاف نہ ہوگا پھر ابوطالبؑ سطیح کو اپنے گھر لے گئے اور اس کا بہت احترام و اکرام کیا۔ ابوجہل کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہوئی اور وہ شر و فتنہ شروع کیا۔ اس کے ساتھ بدمعاشوں کی ایک جماعت بھی اس کی معین و مددگار ہو گئی۔ ابوطالبؑ کو معلوم ہوا تو سطیح کی جانب گئے اور اہل فساد کے مجمع کو وعدہ اور وعید کے ساتھ منتشر کر دیا اور ان سب کو کعبہ کے پاس جمع کیا۔ اس وقت منبع بن الحجاج نے کھڑے ہو کر کہا اے ابوطالبؑ ہم کو آپ کی بلندیٔ مرتبہ اور عز و شرف میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کی جلالت و نجابت و ہدایت وغیرہ عالم پر روشن و آشکارا ہے۔ لیکن آپ کی دانائی پر تعجب ہے کہ ایک کاہن کی باتوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ شاید آپ کو نہیں معلوم کہ وہ شیطان کے فریب و کذب و افترا کا مصدر ہوتے ہیں دوبارہ اُس کو مجمع میں

لائیے تاکہ ہم بھی امتحان کر لیں۔شاید اُس کی سچائی اور جھوٹ کی علامتیں ہم پر ظاہر ہو جائیں۔جس سے دلوں کے شکوک و اختلاف رفع ہوں۔ابوطالبؑ نے حکم دیا تو سطیح کو لوگ مجمع میں دوبارہ لائے۔اُس نے باآواز بلند کہا اے گروہ قریش یہ کیا انتشار و تکذیب اور اختلاف ہے جو تم سے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں جو میں نے صاحبِ برہان بتوں کو توڑنے والے اور کاہنوں کو ذلیل کرنے والے پیغمبر کے بارے میں بیان کیا ہے واللہ میں اُس کے ظہور سے راضی نہیں ہوں۔ کیونکہ اُس کے زمانہ ولادت کے قریب علم کاہنان باطل ہو جائے گا اور اُس وقت سطیح کی زندگی کی بھی خیر نہیں ہوگی وہ بھی موت کی تمنا کرے گا۔اگر تم کو میرے بیان کی تصدیق ہی منظور ہے تو اپنی ماؤں اور عورتوں کو بلاؤ تاکہ میں عجیب امور تم پر ظاہر کروں۔لوگوں نے کہا شاید تو غیب کے حالات جانتا ہے اُس نے کہا نہیں مگر ایک جن میرا مصاحب ہے جو فرشتوں سے خبریں سن کر مجھے آگاہ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے مکہ کی تمام عورتوں کو مسجد میں جمع کیا سوائے آمنہ اور فاطمہ بنتِ اسد کے جن کو عبداللہ اور ابوطالب نے اجازت نہ دی۔جب وہ عورتیں آگئیں۔سطیح نے مردوں کو الگ کر دیا اور عورتوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کی جانب غور سے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔عورتوں نے پوچھا بولتے کیوں نہیں۔سطیح نے پھر آسمان کو دیکھا اور کہا حرمین کی حرمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم میں دو عورتیں نہیں ہیں جن میں ایک اُس فرزند سے حاملہ ہے جو لوگوں کی رشد و خیر کی جانب ہدایت کرے گا

اور دوسری خاتون حاملہ ہونے والی ہے مومنوں کے بادشاہ سے جو تمام اوصیائے انبیاء کا سردار اور علوم مرسلین کا وارث ہوگا۔ پھر وہ دونوں خواتین بھی بلائی گئیں۔ سطیح نے آمنہ کی طرف دیکھا اور فریاد کی رویا اور بولا اے صاحبانِ شرف و عزت خدا کی قسم یہی خاتون پیغمبر برگزیدہ اور رسولؐ پسندیدہ سے حاملہ ہے پھر آمنہ کو سامنے بلایا اور کہا کیا آپ حاملہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک ہوں۔ اس نے کہا اب مجھ کو اپنی باتوں پر زیادہ یقین ہوگیا ہے یہی بہترین زنانِ عرب و عجم ہیں جو بہترین خلائق اور بتوں کے برباد کرنے والے رسولؐ سے حاملہ ہیں۔ افسوس ہے عرب کے لوگوں پر یقیناً اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے اس کا نور ظاہر ہے۔ گویا میں اس کے مخالفوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قتل ہوئے خاک و خون میں پڑے ہیں۔ خوشحال اُس کا جو اس کی پیغمبری کی تصدیق کرے اور اس پر ایمان لائے کیونکہ تمام روئے زمین پر اس کی سلطنت ہوگی۔ پھر جناب فاطمہ بنت اسد کی جانب متوجہ ہوا۔ اور ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو باآوازِ بلند کہنے لگا کہ واللہ یہی فاطمہ بنتِ اسد ہیں جو اس امام کی ماں ہیں جو بتوں کو توڑے گا وہ ایسا بہادر ہوگا جو شجاعوں کی پیشانیاں زمین پر رگڑ دے گا۔ اس کی عقل میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی کوئی بہادر اس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے گا۔ ہائے ہائے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس نے کیسے کیسے دلیروں اور بہادروں کو خاک مذلت میں ملا دیا ہے۔

قریش نے یہ باتیں سنیں تو نیام سے تلواریں نکال کر سطیح پر دوڑے بنی ہاشم نے بھی اس کی حمایت میں تلواریں نکال لیں۔ ابو جہل نے کہا کہ مجھے راستہ دو میں اس کاہن کو قتل کر دوں اور اپنے دل کی آگ اس کے خون سے بجھاؤں۔ ابو طالبؑ نے یہ دیکھ کر اس پر حملہ کیا اور تلوار سے اُس کا سر زخمی کر دیا کہ خونِ نجس اُس کے چہرہ پر جاری ہو گیا۔ ابو جہل ملعون اس وقت چلایا کہ اے سرداران قبائل اس ذلت کو اپنے لئے پسند نہ کرو۔ سطیح۔ آمنہ اور فاطمہ کو قتل کر ڈالو تا کہ اس شر سے جو یہ کاہن بیان کرتا ہے محفوظ رہو۔ یہ سنتے ہی ایک فتنہ برپا ہوا۔ عورتوں نے خانہ کعبہ میں پناہ لی اور ایک شور و غل برپا ہوا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ گرامی جناب آمنہ فرماتی ہیں جب میں نے تلواریں دیکھیں تو بہت خوفزدہ ہوئی ناگاہ جو بچہ میرے شکم میں تھا حرکت میں آیا اور اُس سے آواز ظاہر ہوئی اس کے ساتھ ہوا میں گرج کی سی آواز پیدا ہوئی جس سے عقلیں زائل ہو گئیں عورتیں اور مرد سب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ کی تو آسمان کے دروازہ کھلے دیکھے اور دیکھا کہ ایک سوار آگ کا ایک ہتھیار ہاتھ میں لئے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے تم کو رسولؐ خدا کو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں ہے میں ان کا بھائی جبریل ہوں میرا خوف اطمینان سے بدل گیا ہم سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ ابو طالبؑ نے اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں جا کر بیٹھے۔ اُس وقت

اُن کے پاس منبع بن الحجاج آیا اور بولا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی عزت اور فضیلت اور غلبہ دنیا والوں پر ظاہر ہو گیا۔ لیکن آپ سے التماس یہ ہے کہ سطیح کو قریش سے دور ہٹا دیجئے۔ اور فتنہ وفساد کی آگ بجھا دیجئے۔ ابو طالبؑ نے قبول فرمایا اور سطیح کے پاس آئے حقیقتِ حال بیان کر کے معذرت چاہی سطیح نے کہا اے ابو طالبؑ میں جاتا ہوں لیکن جب وہ پیغمبر بشیر ونذیر ظاہر ہو تو میرا بہت بہت سلام اُن کو پہنچایئے گا اور کہہ دیجئے گا کہ اُس نے آپ کے آنے کی بشارت دی تھی مگر آپ کی قوم نے اُس کو جھٹلایا اور آپ کی ہمسائیگی سے اُس کو دور کر دیا۔

عنقریب ایک عورت بھی آنے والی ہے جو میری تمام پیشگوئیوں کی تصدیق کرے گی اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس بارے میں اس سے زیادہ بیان کرے گی۔ غرض سطیح کو ایک شتر پر باندھ دیا اور وہ روانہ ہو گیا۔ بنی ہاشم بھی اس کو کچھ دور تک پہنچانے کے لئے مکہ سے باہر آئے۔ اسی اثنا میں ایک سواری نمایاں ہوئی جس پر ایک عورت سوار تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آرہی تھی۔ سطیح نے کہا اے سردارانِ مکہ آپ کے پاس زرقا یمنی آگئی۔ یہیں باتیں ہو رہی تھیں کہ زرقا قریب آگئی اور پکار کر بولی اے گروہِ قریش آپ پر میرا بہت بہت سلام ہو اور آپ سے ہر شہر آباد رہے ہیں۔ اپنا وطن ترک کر کے آپ کی جائے پناہ کی طرف آرہی ہوں تاکہ آپ کو اُن چند امور سے آگاہ کروں جو بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے شہر میں بہت ہی عجیب باتیں رونما ہونے والی

ہیں اور چند اشعار پڑھے جو سطیح کی تصدیق کر رہے تھے۔ اور کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ جس بات کی خوشخبری دینا چاہتی ہوں وہ میرے واسطے وبال ہے عقبہ بھی موجود تھا اس نے کہا یہ باتیں وحشت انگیز ہیں جو تجھ سے ظاہر ہو رہی ہیں ہم کو اور خود اپنے کو ہلاکت و بربادی کی خبر دے رہی ہے۔ زرقا نے کہا اے ابو ولید اُسی خدا کی قسم جو لوگوں کے راستہ پر تاک میں ہے اسی وادی سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جو لوگوں کو نیکی اور صلاح کی دعوت دے گا اور فساد و خونریزی سے روکے گا۔ جس کے چہرے سے نور ساطع ہوگا اُس کا نام محمدؐ ہوگا۔

میں اُس کو جس روز دیکھوں گی سخت مصیبت ہوگی مجھ پر پھر چند اشعار حسرت و افسوس کے پڑھے اور بولی افسوس ہے نالہ و فریاد کرنے سے کیا فائدہ اُس امر میں جو یقیناً ہونے والا ہے۔ شمس و قمر کے خالق کی قسم جس کی طرف انسانوں کی بازگشت ہوگی سطیح نے جو کچھ تم سے کہا ہے سچ کہا ہے۔ وہ نصیح کی خبروں سے ہے۔

پھر باآواز بلند کہنے لگی اے صاحبانِ عزت و مراتب وقتِ ظہور پیغمبر آخر الزماں جیسا کہ میں کہہ رہی ہوں نزدیک ہے اور امر شدنی کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔ آج تو دن ختم ہو چکا اب کل آپ لوگ میرے پاس آئیے گا۔ تا کہ میں حقیقتِ حال سے آگاہ کروں۔ یہ سن کر وہ لوگ متفرق ہو گئے۔ رات ہوئی تو نصف شب کے بعد زرقا سطیح کے پاس آئی اور کہا کہ آثار و علامات اُس نور کے

ظہور میں آنے کے مشاہدہ کر رہی ہوں وقت قریب آ گیا ہے اب اس بارے میں آپ کیا مصلحت دیکھتے ہیں۔ سطیح نے کہا میری عمر اب آخر ہو چکی ہے میں شام کی جانب جا رہا ہوں وہیں تا وقت قیام کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس نور کے بجھانے کی جو شخص بھی کوشش کرے گا وہ منکوب و مشہور ہو گا۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آمنہ کو ہلاک کرنے کی درپے نہ ہونا کیونکہ پروردگار آسمان و زمین اُس کا محافظ ہے۔ اگر تو میری بات نہیں مانتی ہے تو مجھ سے دست بردار ہو جا کیونکہ میں اس معاملہ میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

دوسرے روز صبح زرقا بنی ہاشم کے پاس آئی سلام کیا اور کہا کہ آپ لوگوں کے دل روشن ہوں گے جبکہ آپ کے درمیان وہ ظاہر ہو گا جس کے فضائل توریت، انجیل و زبور میں موجود ہیں۔ وائے اُس پر جو اس سے دشمنی کرے۔ اور خوشحال اُس کا جو اس کی اطاعت کرے۔ یہ سن کر بنی ہاشم خوش ہوئے اور ابوطالبؑ نے فرمایا اے زرقاء اگر ہم سے تیری کوئی حاجت ہو تو بیان کر پوری کی جائے گی۔ اس نے کہا میں آپ سے مال چاہتی نہیں عزت افزائی کی آپ سے اُمید نہیں رکھتی۔ لیکن اتنا چاہتی ہوں کہ آمنہ سے ملاقات کرا دیجئے۔ کہ میں اُن اُمور کی تصدیق کروں جو میں نے بیان کیے ہیں۔

ابوطالبؑ اس کو گھر لے گئے جب اس کی نظر جنابِ آمنہ پر پڑی اس کے پیروں میں لرزش ہوئی اس کی زبان بند ہو گئی بظاہر خوشی کا اظہار کیا اور اس مولود

کے بارے میں کچھ خبریں بیان کیں اور واپس چلی گئی۔ لیکن دل میں جناب آمنہ کے ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی۔ آخر قبیلۂ خزاج کی ایک عورت سے دوستی شروع کی جس کا نام تکنا تھا وہ جناب آمنہ اور تمام زنان ہاشمی کی مشاطہ تھی۔ زرقاء اس کے ساتھ شب و روز رہنے لگی۔ ایک روز تکنا رات کو بیدار ہوئی تو دیکھا کہ زرقاء کے سر کے قریب ایک شخص بیٹھا ہوا اس سے باتیں کر رہا ہے اس کی ایک بات یہ سنی کی یمامہ کی کاہنہ تمامہ میں آئی ہے وہ اپنے ارادہ سے بہت جلد پشیمان ہوگی۔ زرقاء یہ سنتے ہی اُچھل پڑی اور بولی تو میرا یار وفادار ہے تو اب تک میرے پاس کیوں نہ آیا۔ اس نے کہا تیری خرابی ہو ہم پر سخت مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم آسمانوں پر جا کر فرشتوں کی باتیں سنا کرتے تھے ان دنوں ہم کو آسمانوں سے بھگا دیا گیا۔ ہم نے آسمانوں پر ایک منادی ندا دیتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ بتوں کو توڑنے والے اور عبادت کو ظاہر کرنے والے کو پیدا کرے۔ فرشتوں کی فوج نے ہم کو تیر ہائے شہاب سے مار کر بھگا دیا۔ اور اب آسمانوں کے راستے ہمارے واسطے بند ہو گئے ہم اس لئے آئے ہیں کہ تجھ کو آگاہ کر دیں تا کہ تو پرہیز کرے۔ زرقاء نے کہا دور ہو میرے پاس سے اس فرزند کی ہلاکت میں مجھ سے جس قدر کوشش ہو سکتی ہے ضرور کروں گی۔ یہ سن کر وہ شخص نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا میں نے جو شرطِ خیر خواہی تھی پوری کر دی اور میں جانتا ہوں تیری کوشش بیکار ہے۔ وبالِ دنیا اور

عقباء کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ بیشک اللہ اپنے پیغمبر کی مدد کرے گا اور ہر ایک کاہن وساحر کے شر سے اُسے محفوظ رکھے گا۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کر کے وہ شخص غائب ہوگیا۔ تکنا نے یہ تمام باتیں سُن لیں۔ صبح کو زرقاء کے پاس آئی اور پوچھا تم رنجیدہ اور غم گین کیوں ہو اُس نے کہا بہن تم سے اپنا راز پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی۔ جس غم نے مجھ کو میرے وطن سے آوارہ کیا اسی عورت کے بارے میں ہے جو اس فرزند سے حاملہ ہے جو بتوں کو توڑے گا اور ساحروں، کاہنوں کو ذلیل کرے گا اور مکانوں کو ویران کرے گا تو نہیں جانتی کہ آتش سوزاں میں جلنے پر صبر کرنا دشمنوں سے ذلت وخواری اُٹھانے سے زیادہ آسان ہے۔ اگر آمنہؓ کے مار ڈالنے میں کوئی میرا مددگار ہو جائے تو یقیناً اس کی جو آرزو ہوگی میں پوری کروں گی اور اس کو مالدار بنا دوں گی۔ پھر ایک تھیلی اشرفیوں کی نکال کر تکنا کے سامنے ڈال دی۔ تکنا نے جو اشرفیوں کی تھیلی دیکھی پگھل گئی۔ اور بولی بہن تو بڑے سخت کام اور امر عظیم کا ذکر کیا۔ چونکہ میں بنی ہاشم کی عورتوں کی مشاطہ ہوں شاید تیری کچھ مدد کر سکوں۔ زرقاء نے کہا ایسا کر جب آمنہ کی آرائش کے لیے اس کے پاس جائے اور اس کو مشاطگی میں مشغول کر لے اُس وقت یہ زہر آلود خنجر گھونپ دے۔ زہر اس کے بدن میں پہنچ جائے گا تو یقیناً اُس کو ختم کر دے گا۔ چونکہ تجھ پر خونِ بہا لازم ہوگا۔ میں تیری طرف سے دس خونبہا دے دوں گی اور جتنی مجھ میں طاقت ہے تیرے چھڑوانے اور بچانے میں کوشش کروں گی۔ تکنا

نے کہا مجھے منظور ہے لیکن تو اس وقت تمام بنی ہاشم کے مردوں اور اہلِ مکہ کو اپنی باتوں میں لگائے رکھنا تاکہ میں بے خوف ہو کر تیری خواہش پوری کرسکوں۔

زرقاء نے کہا ایسا ہی ہوگا۔

دوسرے روز زرقاء نے تمام اہلِ مکہ کی دعوت کی اور کافی شراب کا انتظام کیا۔ بہت سے اونٹوں کو نحر کرایا۔ اور لوگوں کو کھانے پینے میں مشغول کر دیا۔ اور تکنا سے کہا اب وقت ہے فرصت کو غنیمت سمجھو اور میرے کام کے پورا کرنے میں پوری کوشش سے کام لو تکنا وہ زہر آلود خنجر لے کر آمنہؑ کے پاس پہنچی۔ جناب آمنہؑ نے اس کو انعام واکرام سے نوازش کی اور کہا آج تجھ کو دیر کیوں ہوئی تیری ایسی عادت تو نہ تھی کہ تو اتنی دیر مجھ سے جدا رہے۔ تکنا نے کہا اے خاتون پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے اگر آپ کی مہربانیاں مجھ پر نہ ہوتیں تو میری حالت بد سے بدتر ہوگئی ہوتی۔ آیئے میں اب آپ کو آراستہ کردوں۔ آمنہ اس کے پاس آکر بیٹھیں۔ تکنا نے آپ کے بالوں میں کنگھی کی۔ پھر وہی زہر آلود خنجر نکالا کہ ان کو ہلاک کرے۔ باعجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے اس کا دل پکڑ لیا اور ایک پردہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پڑ گیا اور کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا اور اس خنجر سے واحسرتاں کی آواز بلند ہوئی۔ جناب آمنہؑ نے پلٹ کر دیکھا تو خنجر نظر آیا چیخ اُٹھیں۔ عورتیں اُن کی آواز سن کر ہر طرف دوڑ آئیں اور تکنا کو پکڑ لیا۔ اور

پوچھا اے ملعونہ آمنہ کو کس خطاء پر ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا میں انہیں مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہے جس نے اس بلا کو ان سے دفع کر دیا۔ آمنہ تو سجدہ میں گر گئیں۔ عورتوں نے اس سے اس فعل شنیع کا سبب دریافت کیا تو اُس نے زرقاء کا پورا قصہ بیان کیا اور کہا کہ زرقاء کو پکڑو قبل اس کے کہ وہ تمہارے قابو سے نکل جائے۔ یہ کہتے ہی اس کی جان نکل گئی۔ یہ بات فوراً ہی مشہور ہو گئی بنی ہاشم کے چھوٹے بڑے سب آن پہنچے۔ زرقاء کی حرکت معلوم کر کے اس کی تلاش میں ہر طرف دوڑ پڑے۔ ابو طالبؑ نے مکہ میں منادی کرا دی کہ زرقا منحوس کو گرفتار کر لو وہ باہر نہ جانے پائے۔ اس ملعونہ کو بھی یہ خبر مل گئی وہ مکہ سے بھاگ کر نکل گئی۔ اہل مکہ ہر طرف اس کی تلاش میں پھرے لیکن اُس کا کہیں سراغ نہ ملا۔

گہوارہ میں معجزات

حضرت امام محمدؑ باقر علیہ اسلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرت بائیس مہینہ کے ہوئے آپ کی آنکھیں آشوب کر آئیں جناب عبدالمطلب نے جناب ابو طالب سے کہا کہ ایک راہب طبیب کے پاس لے جائیں جو جحفہ میں رہتا ہے حضرت ابو طالب آپ کو اُس کے صومعہ تک لائے اور اس کے دروازہ پر پہنچ کر آواز دی راہب نے دیکھا کہ اُس کا صومعہ نور سے معمور ہو گیا اور فرشتوں کے پروں کی آواز اُس کے کانوں میں سنائی دینے لگی اُس نے سر اپنے صومعہ سے

باہر نکالا اور پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں ابوطالب پسرِ عبدالمطلب ہوں اپنے بھتیجے کو لایا ہوں کہ اُس کی آنکھ کا علاج کرو۔ راہب نے پوچھا وہ کہاں ہے ابوطالب نے فرمایا اُس کو گہوارہ میں دھوپ سے حفاظت کے لئے بٹھا رکھا ہے۔ راہب نے کہا کھولو میں دیکھوں جب گہورہ سے پردہ اُٹھایا ایک نور چمکا راہب ڈر گیا اور کہا پردہ گرا دو اور اپنے صومعہ میں اپنا سر داخل کر لیا اور کہا میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ خدا کی قسم تو پیغمبر خدا ہے تو ہی وہ ہے جس کی خدا نے توریت وانجیل میں موسیٰ وعیسیٰ کی زبانی خوشخبری دی ہے پھر دوبارہ کلمۂ شہادتیں پڑھ کر اپنا سر صومعہ سے باہر نکالا اور کہا تمہارے برادرزادہ کی شان بہت بلند ہے جیسا کہ تم نے سنا اور تم اس کی مدد کرو گے اس کے دشمنوں کو اس سے دفع کرو گے۔ جناب ابوطالب واپس آئے اور عبدالمطلب سے راہب کی گفتگو بیان کی۔ جناب عبدالمطلب نے فرمایا اے فرزند خاموش رہو کہیں کوئی یہ باتیں سن نہ لے خدا کی قسم محمد بادشاہِ عرب وعجم ہوگا۔

جناب حلیمہ سعدیہ کی گود کے معجزات

طبقات ابنِ سعد میں اور تاریخ طبری ابن شہر آشوب وغیرہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس پانچ سال تک رہے حلیمہ نے پہلے جناب حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب میں قطب راوندی رحمتہ اللہ

سے روایت کرتے ہیں کہ جناب حلیمہ حارث بن عبدالعزیٰ کی زوجہ تھیں وہ کہتی ہیں جس سال آنحضرت کی ولادت ہوئی ہمارے شہروں میں خشک سالی تھی اور قحط کا دور دورہ تھا۔ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ آئی تاکہ ہم عورتیں بچوں کو دودھ پلانے کے لیے لے جائیں میں ایک مادہ خچر پر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ ایک اونٹنی بھی تھی جس کے ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا تھا میری گود میں ایک لڑکا تھا جس کے لئے اتنا دودھ نہ ہوتا کہ وہ شکم سیر ہو جاتا۔ رات کو بھوک کے سبب اُس کو نیند نہ آیا کرتی تھی۔ جب ہم عورتیں مکہ میں پہنچیں۔ آنحضرت کو دودھ پلانے کے لئے کسی نے لینا پسند نہ کیا اس لئے کہ آپ یتیم تھے اور اُن کے سرپرستوں سے مال و زر کی کوئی امید نہ تھی۔ جب مجھے کوئی دوسرا بچہ نہ ملا تو میں حضرت عبدالمطلب کے پاس آئی اور اُس دُرِّ یتیم کو حاصل کیا۔ اس بچے نے میرے داہنے جانب کے دودھ کی طرف رغبت کی جبکہ وہ خشک ہو جاچکا تھا میں نے اُسے بائیں جانب سے پلانا چاہا مگر اُس نے رغبت نہ کی الغرض میں نے پھر داہنی جانب کے دودھ کو اُس کے منہ میں دے دیا حضرت کی برکت سے میرے دونوں پستان دودھ سے پُر ہو گئے اور دونوں کے لئے کافی ہو جاتے تھے۔ جب میں نے آنحضرت کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اُس اونٹنی کے دودھ اس قدر جاری ہوا کہ ہمارے اور ہمارے بچوں کے لئے کافی ہو جاتا تھا یہ دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملا ہے جس کی

برکت سے نعمتوں کا رُخ ہماری جانب ہو گیا ہے۔ دوسرے روز صبح کو آنحضرت کو میں نے اپنے خچر پر سوار کیا وہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجاز آنحضرت تین مرتبہ اُس نے سجدہ کیا اور گویا ہوا کہ مجھے بیماریوں سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سید الانبیا اور خاتم المرسلین میری پشت پر سوار ہوئے اس کی کمزوری رفع ہو گئی وہ اس قدر چست و تیز ہو گیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابل پر نہ آ سکتے تھے اور میرے ساتھ والوں کو میرے اور میرے جانوروں کے تغیر حالات پر بہت تعجب ہوتا تھا غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر بڑھتیں رہیں جبکہ اور لوگوں کے اونٹ اور گوسفند چراگاہوں سے بھوکے واپس آتے تھے لیکن ہمارے جانور سیر اور دودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مرد پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نور آسمان تک پہنچ رہا تھا اُس نے آنحضرت کو سلام کیا اور کہا خداوند کریم نے مجھے حضرت کی رعایت امور کے لئے مقرر کیا ہے اُسی وقت ہرنوں کا ایک گلہ اُدھر سے گزرا اُن سب نے بزبان فصیح مجھ سے کہا اے حلیمہ تم نہیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لئے لائی ہو وہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے غرض میں جس پہاڑ اور صحرا کی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرت کو سلام کرتے تھے۔ پھر ہماری معیشت و مال میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم امیر ہو گئے اور ہمارے پاس جانور بہت ہو گئے۔ آنحضرت نے اپنے

کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کبھی نہ کیا اور کپڑا نہ ہٹایا کہ آپ کی شرم گاہیں ظاہر ہوتیں میں عموماً آپ کے ساتھ ایک جوان کو دیکھتی جو کپڑوں سے آپ کی شرم گاہیں چھپاتا اور آپ کی حفاظت کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ایک روز حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں میں نے بتایا گوسفند چرانے حضرت نے فرمایا آج میں بھی اُن کے ساتھ جاؤں گا غرض حضرت بھی اُن کے ساتھ جنگل تشریف لے گئے وہاں فرشتوں کے ایک گروہ نے حضرت کو ساتھ لیا اور ایک ٹیلے پر لے گئے ان کو نہلایا پاک کیا یہ دیکھ کر میرا لڑکا میرے پاس دوڑا ہوا آیا کہ محمد کو جلدی دیکھو کہ اُن کو کچھ لوگ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں دوڑی ہوئی آئی دیکھا کہ آپ کے جسم اقدس سے ایک نور آسمان تک ساطع ہے میں نے ان کو گود میں لیا اور پیار کیا پوچھا کہ تم کو کیا ہوا۔ فرمایا اماں ڈرو نہیں خدا میرے ساتھ ہے اُن کے جسم سے مشک سے بہتر خوشبو آرہی تھی ایک روز ان کو ایک کاہن نے دیکھا تو نعرہ مارا اور کہا یہ وہ ہے جو بادشاہوں کو مقہور کرے گا اور عرب کو متفرق کرے گا۔

جناب حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں میں نے آپ کی پرورش پانچ سال دو ماہ کی پھر آپ کو آپ کے جد کے پاس پہنچا دیا۔

جناب حلیمہ کا معجزہ بیان کرنا

آنحضرت ﷺ کی دائی جناب حلیمہ نے ایک رات ایک ہولناک خواب دیکھا اور اپنے شوہر سے کہا کہ چلو محمد ﷺ کو ان کے جد کے پاس پہنچادیں ہمیں خوف ہے کوئی تکلیف ان کو نہ پہنچے اور ان جد سے ہمیشہ شرمندگی ہو میں خواب میں دیکھا ہے کہ وہ صحرا میں گئے ہیں اچانک دو مرد قوی ظاہر ہوئے جو ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ دونوں آنحضرت کی طرف بڑھے ایک کے ہاتھ میں خنجر تھا جس نے ان کے سینے کو چاک کیا میں خوفزدہ خواب سے بیدار ہوئی حلیمہ کے شوہر نے کہا جو کچھ تم کہتی ہو ایسا ہونا محال ہے اس لئے کہ خدا ان کا محافظ ہے اور لوگوں نے ان کی نسبت بڑی بڑی باتیں بیان کی ہیں اور اُمید ہے کہ وہ سب ظاہر ہونگی اور جو معجزے ہم نے ان سے مشاہدہ کئے ہیں وہ سب ان خبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ صبح کو ہر چند حلیمہ نے چاہا کہ آنحضرت کو کسی حیلہ سے اپنے پاس روک لیں وہ صحرا میں نہ جائیں مگر وہ راضی نہ ہوئے اور حسب معمول اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے آدھا دن گزرا تھا کہ حلیمہ کے لڑکے روتے پیٹتے اپنے قبیلے کی طرف آئے حلیمہ نے جب ان کی آواز سنی اپنے گھر سے نکلیں خاک سر پر ڈالتی ہوئی اپنے بالوں کو نوچتی ہوئی انکے پاس آئیں اور پوچھا تمہیں کیا ہوا محمد کو کہاں چھوڑا۔ اُنہوں نے کہا ہم جس وقت صحرا میں پہنچے تو ایک درخت کے

نیچے جا کر بیٹھے کہ اچانک دو قوی الجثہ مرد آئے ان جن جیسے ہم نے کبھی نہ دیکھے تھے اور محمد کو اپنے ساتھ پہاڑ کی ایک چوٹی پر لے گئے یہ دیکھتے ہی ہم تمہارے پاس بھاگے ہوئے آئے ہیں۔ یہ سنتے ہی حلیمہ نے اپنے منہ پر تمانچے مارے اور کہا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر اور چلاتی ہوئی صحرا کی جانب دوڑیں۔ اُن کے شوہر اپنے قبیلے والوں کے ساتھ حرب اور ہتھیار لے کے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب اس مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرت بیٹھے ہیں اور سب گوسفند اُن کے گرد جمع ہیں۔ آپ نے فرمایا جب حلیمہ فریاد کرتی ہوئی دکھائی دیں ملائکہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے حلیمہ کہہ رہی تھیں وافضیاہ اے فرزند تجھے تیرے ساتھیوں میں کمزور پا کر مار ڈالا اُس وقت مجھے فرشتوں نے گود میں لیا۔ پیار کیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے کمزور کا پھر حلیمہ نے کہا واوحیدہ (ہائے تنہائی) پھر فرشتوں نے مجھے گود میں لے کر پیار کیا اور کہا کیا کہنا ہے آپکے ایسے تنہا کا۔ آپ تنہا نہیں ہیں آپ کے ساتھ فرشتے خدا اور مومنین ہیں۔ پھر جب حلیمہ نے واہ یتیما کہا پھر فرشتوں نے بوسہ دیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ جیسے یتیم کا جس سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی بلند مرتبہ نہیں اور خدا نے آپ کے لئے بے انتہا بھلائیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ جب حلیمہ میرے نزدیک پہنچیں اور مجھے اپنی گود میں لیا اُس وقت میرا ہاتھ فرشتوں کے ہاتھ میں تھا لیکن حلیمہ اُن کو نہیں دیکھتی تھیں۔

کتاب انوار میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد حلیمہ کو وقوع حوادث کا خوف ہوا

آنحضرت کو لے کر مکہ کی طرف چلیں کہ اُن کے جد کے سپرد کر دیں۔ راستہ میں عرب کے ایک قبیلہ کی طرف سے گزریں جن میں ایک بوڑھا کاہن رہتا تھا جس کی پلکیں آنکھوں پر جھکی ہوئی تھیں لوگ اِن کے گرد جمع تھے حلیمہ جب اُس کے قریب سے گزریں وہ کاہن بے ہوش گیا جب اُسے ہوش آیا تو اُس نے کہا وائے ہو تم پر اُس عورت کو پکڑو جو اونٹ پر سوار جا رہی ہے اُس سے اُس لڑکے کو چھین کر مار ڈالو اس سے پہلے کہ وہ تمہارے شہروں کو برباد و ویران کر دے حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ سنتے ہی لوگ تلواریں کھینچے ہوئے میری طرف دوڑے جب میرے پاس پہنچے ایک سخت و تیز ہوا چلی جس نے اُن سب کو زمین پر پٹک دیا اور میں بچ کر نکل آئی اور مجھے کچھ پروا نہ ہوئی یہاں تک کہ مکہ میں پہنچ گئی اور آنحضرت کو ایک جماعت کے پاس چھوڑ کر ایک کام سے چلی گئی۔ جب واپسی آئی تو آپ کو نہ پایا ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم نے اسے نہیں دیکھا حلیمہ نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے آپ نہ ملے تو خدا کی قسم اسی پہاڑ سے اپنے تئیں گرا دوں گی پھر اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور روتی پیٹتی ہر طرف دوڑنے لگی اچانک ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں عصا تھا اس نے میرے اضطراب و بیقراری کا سبب پوچھا میں نے پورا حال بیان کیا۔ اس نے کہا گھبراؤ نہیں میں تمہیں اُس کے پاس پہنچائے دیتا ہوں جو تمہیں اُس کا پتہ بتا دے گا۔ غرض وہ مجھے ایک بہت بڑے بُت کے پاس لے گیا اور اُس سے کہا محمد کہاں گئے ہیں۔ جب اُس نے حضرت کا نام سنا

منہ کے بل زمین پر گر پڑا یہ دیکھ کر وہ مردود دوڑا اور بھاگ گیا آخر میں عبدالمطلب کے پاس گئی اور یہ سارا حال بیان کیا۔ عبدالمطلب نے اہلِ مکہ کو بلا کر ہر طرف آپ کی تلاش میں روانہ کیا اور خود کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر بارگاہِ ایزدی میں تضرع وزاری شروع کی اسی اثنا میں ایک آواز سنائی دی کہ اے عبدالمطلب اپنے فرزند کے بارے میں خوف نہ کرو اسے فلاں وادی میں درختوں کے قریب دیکھو وہ اس طرف دوڑے وہاں دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ عبدالمطلب نے انہیں گود میں لیا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند تجھے یہاں کون لایا۔ آپ نے فرمایا ایک سفید پرندہ میں بھوکا بھی تھا اور پیاسا بھی تھا میں نے اسے درخت کا پھل کھایا اور اس چشمہ کا پانی پیا اور وہ پرندہ جبرائیل تھے

اس کے بعد عبدالمطلب نے آپ کو اپنے ساتھ رکھا اور آپ کی خدمت و حفاظت کرتے رہے کچھ دنوں بعد آپ کی آنکھیں آشوب کر آئیں عبدالمطلب آپ کو ایک طبیب کے پاس لے گئے جو جحفہ میں رہتا تھا یہ طبیب راہب بھی تھا جیسے ہی اس نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی صومعہ آپ کی تعظیم کے لئے جھکا اور پوری عمارت کو لرزہ ہوا۔ اُس طبیب راہب نے جو یہ حال دیکھا تو آپ کے پیغمبر ہونے کی شہادت دی اور اقرار کیا اور کہا اس کی آنکھیں میرے علاج کی محتاج نہیں ہیں اس کی برکت سے نابینا آنکھوں والے ہو جائیں گے۔ اے شیخ

جان لو کہ یہ بزرگ عرب اولین وآخرین کا سردار اور شفیع روز جزا ہے۔ ملائکہ مقربین اس کی مدد کریں گے اور خدا اسے کافروں سے جدال وقتال کا حکم دے گا یہ خدا کی مدد سے ہمیشہ مظفر ومنصور ہوگا اور سب سے زیادہ دشمن خود اسی قوم کے لوگ ہوں گے اگر میں اُس وقت تک زندہ رہا تو اس کی نصرت کروں گا۔

بعض کتابوں میں حلیمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت کو میری گود میں دیا آپ نے آنکھیں کھولیں کہ مجھے دیکھیں آپ کی آنکھوں سے ایک نور ساطع ہوا۔ جس سے تمام گھر روشن ہوگیا آپ کے حیرت انگیز حالات میں سے یہ بھی ہے کہ میرا بچہ آپ کا احترام کرتا تھا راتوں کو جب بیدار ہوتی تو آنحضرت کے جسم سے نور ساطع دیکھتی جس سے آسمان تک روشنی ہوتی اور ایک شخص کو دیکھتی جو سبز لباس پہنے ہوئے آنحضرت کے سر کے پاس بیٹھا ہوتا اور آپ کو پیار کرتا اور شفقت سے پیش آتا جب میں اپنے شوہر سے بیان کرتی تو وہ کہتے کہ ان کے حیرت انگیز حالات کو پوشیدہ رکھو جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں تمام راہب اور کاہن بیقرار اور متعجب ہیں۔

جناب حلیمہ فرماتی ہیں کہ لوگوں کے اصرار پر میں ایک مرتبہ آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی اور ان کا حال بیان کیا کاہن نے کہا ٹھہرو میں خود اس سے اس کے حالات معلوم کرتا ہوں کیونکہ وہ تم سے زیادہ سمجھدار ہے جب آپ نے اپنے حالات بیان کیے تو کاہن نے جست کی اور آپ کو گود میں لے لیا اور

بلند آواز سے پکارا کہ اے اہل عرب اس مصیبت سے بچنے کی کوشش کرو جو تم پر آنے والی ہے۔ اس لڑکے کو مجھ سمیت مار ڈالو اگر اس کو چھوڑ دو گے بے شبہ تمہاری عقلوں کو حماقت سے نسبت دے گا تمہارے دین کو بدل دے گا جو تم نہیں جانتے حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو آنحضرت کو اس کی گود سے لے لیا اور کہا تو دیوانہ ہے اور آپ کو لے کر جلدی سے اپنے خیمہ میں چلی آئی اُس دن تمام اہلِ قبیلہ کے خیموں سے بوئے مشک آتی رہی روزانہ آسمان سے دو پرندے آتے آپ کے کپڑوں میں پوشیدہ ہو جاتے۔

کتاب عدو میں جناب حلیمہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ بنی سعد میں ایک درخت تھا جو خشک ہو گیا تھا جس میں پھل نہیں لگتے تھے ہم لوگ اس کے سایہ میں ٹھہرتے تھے آنحضرت میری گود میں تھے وہ درخت آپ کے اعجاز سے اسی وقت سرسبز و شاداب ہو گیا اور اُس میں پھل لگ گئے میں نے جس زمین پر آنحضرت کو بٹھایا آپ کی برکت سے اُس میں سبزہ پیدا ہو گیا اور وہ آباد ہو گئی۔ بنی سعد میں ایک عورت تھی جس کو کمین کہتے تھے وہ نہایت پریشان حال تھی وہ عورت ایک دن آنحضرت کو گود میں لے کر اپنے خیمہ میں لے گئی اس کے بعد اس کی حالت درست ہونے لگی وہ روزانہ آتی تھی آپ کا سرِ مبارک چومتی تھی اور شکر کا اظہار کیا کرتی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک دن بھیڑیا بکری کا ایک بچہ پکڑ کر لے گیا میں بہت

رنجیدہ ہوئی پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا اچانک وہ بھیڑیا اُس بچہ کو لا کر میرے پاس ڈال گیا ہمیشہ ایک بادل آپ کے سر پر دھوپ میں سایہ کئے رہتا تھا۔ اور سخت بارش میں بھی ایک قطرہ پانی کا آپ پر نہ گرتا تھا۔ جب تک وہ ہمارے ساتھ تھے ہم پر سردی گرمی کا اثر نہ ہوا ہمیشہ ہمارے خیمہ سے آسمان تک نور بلند رہتا تھا جب بھی میں چاہتی کہ آپ کا سر دھوؤں تو دیکھتی کہ کسی نے پہلے سے دھو رکھا ہے اور جب چاہتی کہ آپ کا لباس بدلوں تو آپ کے کپڑے تبدیل کئے ہوئے ملتے اور حضرت نئے کپڑے پہنے ہوئے ملتے۔

جناب حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں ایک روز آنحضرت نے فرمایا کہ مادرِ گرامی میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان آپ انصاف نہیں کرتی ہیں مجھ کو تو سایہ میں رکھتی ہیں وہ دن بھر گوسفند چراتے رہتے ہیں اور میں اُن گوسفندوں کا دودھ پیا کرتا ہوں لیکن زحمت و تکلیف میں بھائیوں کا ساتھ نہیں دیتا میں نے کہا اے فرزند مجھے تمہارے حاسدوں سے خوف ہے کہ کہیں تم کو کوئی آزار نہ پہنچائیں پھر تمہارے جد کو کیا جواب دوں گی۔ حضرت نے فرمایا آپ میرے متعلق کچھ خوف نہ کیجئے کیونکہ میرا پروردگار میرا محافظ ہے۔ دوسرے روز صبح کو بہت اصرار کیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ ہو گئے۔ رات کو واپس آئے تو جناب حلیمہ استقبال کو دوڑیں اور ان کو گود میں لے کر کہا اے فرزند تمام دن

تمہاری طرف سے مجھے اندیشہ تھا۔ جناب حلیمہؒ فرماتی ہیں کہ ایک گوسفند کو میرے فرزند ضمرہ نے مار دیا تھا جس سے اس کا پیر ٹوٹ گیا تھا میں نے دیکھا کہ وہ گوسفند آنحضرت کے پاس آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا اپنے درد کی شکایت کر رہی ہے۔ آنحضرت نے اپنا دست مبارک اس کے پیر پر ملا اور چند کلمے اپنی زبانِ معجز بیان پر جاری کئے بس اُس کا پاؤں درست ہو گیا اور وہ اپنے گلہ میں چلی گئی تمام جانور آنحضرت کے مطیع تھے جب آپ چلنے کو کہتے چلنے لگتے اور جب رُک جانے کو کہتے وہ سب رُک جاتے تھے ایک روز ان کے بھائی گوسفندوں کو چراتے ہوئے ایسے جنگل میں پہنچے جس میں شیر اور دوسرے درندے بہت تھے۔ ناگاہ ایک شیر گوسفند پر جھپٹا آنحضرت آگے بڑھے اور شیر سے کچھ فرمایا اُس نے سر جھکا لیا اور بھاگ گیا ان کے بھائی ڈرے اور آنحضرت کی طرف دوڑے اور بولے کہ ہم کو تو تمہارے لئے شیر کا خوف تھا اور تم کو اس کی پرواہ ہی نہیں شاید اُس سے کچھ باتیں کر رہے تھے فرمایا ہاں میں نے اس سے کہہ دیا کہ اس جنگل کے قریب بھی آئندہ مت جانا میں چاہتا ہوں کہ یہاں گوسفندیں چریں۔

بچپن میں جنابِ ابوطالبؑ کے ساتھ معجزات

جناب ابوطالبؑ سے منقول ہے کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو میں آنحضرت کو بستر پر نہ پاتا جب میں اُن کی تلاش میں اُٹھتا تو وہ لحاف میں سے

آواز دیتے کہ چچا جان میں یہاں ہوں واپس آجایئے اور راتوں کو دعائیں اور عجیب باتیں سنتا تھا ایک روز ایک بھیڑیئے کو میں نے دیکھا کہ ان کے پاس آیا ان کو سونگھا پھر آنحضرت کے گرد گھوما اور ذلت کے ساتھ اپنی دم زمین پر ملنے لگا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص آکر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتا دعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ جناب ابوطالب فرماتے ہیں آنحضرتؐ ہمیشہ آبِ، زمزم پیتے تھے۔ اکثر میں صبح کو ان کے لئے کھانا لاتا تو آپ فرماتے کہ چچا جان میں سیراب ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابوطالبؑ اپنے بچوں کے لئے کھانا لاتے تو فرماتے کہ ابھی ہاتھ کھانے میں نہ ڈالو جب تک کہ آنحضرت نہ آجائیں اور تناول نہ کرلیں جب آنحضرت ابتدا کرتے تو سب لڑکے آپ کی برکت سے سیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا۔ جب آپ سات برس کے تھے تو یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمد کو حرام وشبہ سے محفوظ رکھے گا ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک مرغ کو پکا کر اُس مجمع میں لائے جہاں قریش کی ایک جماعت اور آنحضرت موجود تھے اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ قریش نے مل کر کھایا۔ لیکن آنحضرت نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے۔ اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے منہ میں کھلا دیں فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ اُن لوگوں نے ہرچند

کوشش کی کہ لقمہ آپ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہوسکا اُن کے ہاتھ دائیں اور بائیں مڑ جایا کرتے تھے اور حضرت کے دہن تک نہیں پہنچ سکے پھر دوسرا مرغ بریاں لایا گیا۔ جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہوگیا تھا۔ اس کو پکڑا اس نیت سے کہ اگر وہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دیدیں گے جب آنحضرت نے اُس میں لقمہ اٹھایا تو وہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرت نے فرمایا یہ مال شبہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لقمہ حضرت کے دہن اقدس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچا سکے اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہیں وہ صفتیں ہیں جن کو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔

بچپن میں قحط سے نجات

بعض معتبر کتابوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا اور کئی سال تک بارش نہیں ہوئی آخر رقیقہ دختر صیفی نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہاطف غیبی کہہ رہا ہے کہ اے گروہِ قریش ایک پیغمبر تم میں مبعوث ہوگا وہ پیدا ہوچکا ہے جس کی برکت و رحمت سے فراوانی تمہیں حاصل ہے عبدالمطلب کو بلاؤ اپنے فرزندزادہ کو شفیع قرار دیں وہ دعا کریں تو خدا بارش برسائے گا غرض اہلِ قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور جناب عبدالمطلب سے درخواست کی جناب عبدالمطلب نے آپ کو اپنے کاندھے پر

سوار کر کے کوہِ ابوقبیس پر تشریف لے گئے اکابر قریش آپ کے گرد جمع ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی اُسی وقت سرکارِ دو عالم کی دعا کی برکت سے بارش شروع ہوئی یہاں تک کہ سیلاب مکہ کے پہاڑوں سے جاری ہوا۔

واقعہ سفرِ شام

یعلیٰ نسابہ سے روایت ہے کہ آنحضرت جس سال تجارت کی غرض سے شام تشریف لے گئے خالد بن اسید۔ طلیق بن ابی سفیان آپ کے قافلے میں تھے واپس آکر آنحضرت کے تعجب انگیز واقعات مثلِ آنحضرت کی رفتار اور سواری اور جانوروں کی اطاعت وغیرہ سے متعلق بیان کے اور کہا کہ جب ہم بصرہ شہر کے بازار میں پہنچے راہبوں کے ایک گروہ کو دیکھا جن کے چہرے زرد تھے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے رخساروں پر زعفران مل دیا گیا ہے ان کے اعضاء کانپ رہے تھے وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے بزرگ کے پاس چلئے جو کلیسائے آعظم میں رہتے ہیں جو یہاں سے قریب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں تم سے کیا واسطہ وہ کہنے لگے کہ اگر آپ ہمارے عبادت خانہ تک چلیں تو کیا حرج ہے ہم آپ کا احترام کرتے ہیں وہ سمجھتے تھے کہ محمدؐ ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض ہم لوگ ان کے ساتھ ایک بہت بڑے عبادت خانہ میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ ایک مردِ بزرگ درمیان میں بیٹھا ہے اور اُس کے شاگرد اس کے گرد جمع ہیں اس

کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے وہ کبھی اس کتاب میں نظر کرتا ہے کبھی ہم لوگوں کو دیکھتا ہے۔ آخر اپنے مصاحبین سے کہنے لگا تم نے کوئی کام نہ کیا میں جس کو چاہتا ہوں تم اُس کو نہیں لائے ہو پھر اس نے ہم لوگوں سے پوچھا تم کون ہو۔ ہم نے کہا ہم قریش میں سے ایک گروہ ہیں پوچھا کس قبیلے سے ہو ہم نے کہا ہم فرزندانِ عبدالشمس میں سے ہیں۔ اس نے پوچھا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے ہم نے جواب دیا کیوں نہیں ایک جوان بنی ہاشم میں سے ہے جس کو ہم یتیم فرزند عبدالمطلب کہتے ہیں یہ سنتے ہی ایک آواز نکالی اور قریب تھا کہ وہ بیہوش ہو جائے اور اپنی جگہ سے اُچھل پڑا اور کہا افسوس دینِ نصرانیت برباد ہو گیا۔ پھر اپنے ایک صلیب پر تھوڑی دیر تکیہ کر کے غور وخوض کرتا رہا اسی (۸۰) کے قریب اس کے شاگرد اس کے گرد حلقہ کیئے ہوئے تھے پھر اس نے ہم سے کہا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کو ہم کو دکھاؤ ہم نے کہا ہاں ہاں چلو تو وہ ہمارے ساتھ بازار بصرہ میں آیا۔ آنحضرت بازار میں خورشید تاباں کی طرح کھڑے تھے اور چہرہ اقدس سے نور چمک رہا تھا اور دیکھنے والے چاروں طرف سے آپ کے جمال مبارک کے نظارہ میں محو تھے اور خریدار مثلِ یوسف روپے لیئے ہوئے آپ کے جمال کی دید کے شوق میں آپ سے سودا کر رہے تھے اور آپ کا مالِ تجارت زیادہ قیمتی دے دے کر خرید رہے تھے اور اپنے اموال بہت کم درہم پر آپ کے ہاتھ فروخت کر رہے تھے ہم نے چاہا کہ راہب کو کسی دوسرے شخص کو دکھائیں تا کہ اس

کا امتحان ہو جائے اس نے کہا بس بس میں نے پہچان لیا اور بیقرار ہو کر آپ کے قریب دوڑا ہوا گیا اور سر مبارک چومنے لگا اور کہا آپ ہی وہ مقدس ہیں اور آنحضرت کی نشانیوں سے متعلق بہت سے سوالات کئے آپ نے سب کے جوبات دیئے پھر اس نے کہا اگر میں آپ کے زمانہ تک زندہ رہا تو آپ کی خدمت میں رہ کر ایسا جہاد کروں گا جو حق جہاد ہے۔ پھر ہم لوگوں سے کہا کہ بہتر زندگی اور موت اسی کے ہاتھ ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرے گا وہ زندۂ جاوید ہوگا اور جو شخص اس کے طریقہ سے منحرف ہوگا اس طرح مرے گا کہ کبھی زندہ ہی نہ ہوگا۔ تمام نفع اور فائدہ عظیم اسی کے ساتھ ہے یہ کہا اور اپنے کلیسا میں واپس چلا گیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفر شام ہمراہ ابوطالبؑ

ابن بابویہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت ابوطالبؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت آٹھ سال کے تھے کہ میں نے شام کی جانب تجارت کے لئے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہوا بہت گرم تھی جب میں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا محمد کو کس کے پاس چھوڑو گے میں نے کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں کس کے سپرد کروں وہ بولے اس گرم موسم میں اس کو لے جانا مناسب نہیں ہے میں نے کہا واللہ میں اس کو جدا نہیں کرسکتا میں اس کے لئے

ایک محمل تیار کروں گا۔ غرض میں نے حضرت کو اونٹ پر بٹھایا اور اُن کے اونٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تاکہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل نہ ہوں۔ جب دھوپ تیز ہوتی تو ایک ابر سفید برف کے مانند آتا اور حضرت کو سلام کر کے سایہ فگن ہوتا وہ جہاں جہاں جاتے وہ ابر آپ کے ساتھ رہتا اکثر عمدہ پھل اُس سے گرتے۔ ایک روز اثنائے راہ میں پانی کی قلت ہوگئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشک پانی ایک اشرفی کے عوض خرید لیا کرتے لیکن ہمارے پاس حضرت کی برکت سے پانی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر ٹھہرتے آپ کی برکت سے حوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبزے سے پُر ہو جاتی۔ راستہ میں جو اونٹ تھک کر بیٹھ جاتا حضرت اپنا دستِ مبارک اس پر پھیرتے وہ پھر چلنے لگتا۔ جب ہم شہر بصرہ کے نزدیک پہنچے ایک راہب کا صومعہ (یعنی عبادت خانہ) نظر آیا ناگاہ ہم نے دیکھا وہ صومعہ حضرت کے استقبال کیلئے گھوڑے کی مانند تیز رواں ہوا اور ہمارے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اس میں ایک نصرانی راہب تھا جس کو بحیرا کہتے تھے جو کبھی شک و شبہ کرنے والوں سے آشنا نہ تھا اور نہ کسی سے گفتگو کرتا تھا جو قافلہ بھی اس کی طرف سے گزرتا وہ کسی کا حال دریافت نہ کرتا۔ جب اس نے صومعہ کو حرکت میں دیکھا اور قافلہ پر نگاہ پڑی تو حضرت کو پہچانا اور کہا جو کچھ میں نے پڑھا اور سنا ہے اگر سچ ہے تو وہ آپ ہی ہیں اور آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا پھر ہم لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اُس کے

صومعہ کے نزدیک تھا اُس درخت کی شاخیں خشک ہو چکی تھیں اُس میں پھل نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ قافلے اُس درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے جب آنحضرت اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وہ درخت لہلہا اُٹھا اس میں بہت سی شاخیں پیدا ہو کر آنحضرت کے سر پر سایہ فگن ہو گئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگ گئے۔ دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جاڑے کی فصل کا اہل قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے بحیرا کو بھی حیرت ہوئی۔ اس نے اپنے ساتھ اتنا کھانا لیا جو صرف آنحضرت کے لئے کافی تھا اور اپنے صومعہ سے باہر آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا اس بچہ کا مشکول کون ہے۔ حضرت ابو طالبؑ فرماتے ہیں میں نے کہا میں ان کی خدمت میں رہتا ہوں پوچھا آپکا اس سے کیا رشتہ ہے میں نے کہا میں اس کا چچا ہوں۔ اُس نے کہا اس کے بہت سے چچا ہیں تم اس کے کون سے چچا ہو میں نے کہا یہ میرے حقیقی بھائی کا لڑکا ہے۔ پھر تو وہ بول اُٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ اگر وہی نہ ہوا تو میں بحیرا نہیں۔ پھر بولا کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں کھانا اُن کے لیے لے جاؤں میں نے کہا ہاں لے چلو۔ میں نے آنحضرت سے جا کر کہا کہ ایک شخص آیا ہے اور تمہاری ضیافت کیلئے کھانا لایا ہے کھالو۔ فرمایا کیا تنہا میرے لئے کھانا لایا ہے۔ میرے ہمراہی نہ کھائیں گے۔ بحیرا نے کہا حضور اس سے زیادہ میرے پاس نہ تھا۔ فرمایا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں سب کو اس میں شریک کرلوں اُس نے کہا ہاں

ہاں۔ اُس وقت آنحضرت نے اپنے ہمراہیوں سے کہا بسم اللہ کھاؤ۔ ابو طالب کہتے ہیں ہم سب ایک سو ستر آدمی تھے اور سب نے مل کر وہ کھانا کھایا اور سیر ے ہو گئے پھر بھی وہ اُتنا ہی باقی رہا۔ بحیرا آنحضرت کی خدمت میں کھڑا پنکھا جھل رہا تھا اور حیرت میں غرق تھا رہ رہ کر جھکتا اور حضرت کا سرِ اقدس چوم لیتا تھا اور کہتا تھا۔ بحق پروردگار سچ یہ وہی ہے لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہتا تھا۔ آخر قافلہ میں سے ایک شخص نے کہا اے راہب تیری باتیں عجیب ہیں ہم اکثر تیرے صومعہ کی طرف سے گزرتے ہیں تو کبھی ہماری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ بحیرا نے کہا ہاں لیکن اس مرتبہ میرا حال عجیب ہے۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور وہ چند امور جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہ لڑکا جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے اگر تم اس کو پہچان لیتے جس طرح میں پہچانتا ہوں تو بے شبہ اپنی گردنوں پر سوار کر کے شہر میں پھراتے۔ خدا کی قسم اس مرتبہ جو کچھ تمہارا اکرام کر رہا ہوں صرف اسی لڑکے کی وجہ سے ہے۔ جب یہ میرے صومعہ کے قریب آیا تو میں نے اس کے آگے ایک نور دیکھا جو زمین سے آسمان تک ساطع تھا اور کچھ مردوں کو دیکھا جو یاقوت وزبرجد کے پنکھے ہاتھوں میں لئے ہوئے حضرت کو جھل رہے تھے اور ایک دوسری جماعت طرح طرح کے میوے لئے ہوئے اس پر نثار کر رہی تھی اور یہ ابر اُس کے سر پر سایہ کئے ہوئے رہتا ہے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ میرا عبادت خانہ اُس کے استقبال کے لئے تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑا۔ یہ درخت مدتوں سے خشک تھا۔

اس میں شاخیں بہت کم تھیں اس کے اعجاز سے شاداب ہوگیا اور حرکت میں آیا دوسری اور شاخیں نکل آئیں اور تین طرح کے پھل اس میں پیدا ہو گئے۔ اور یہ تمام حوض اس زمانے سے خشک ہو گئے تھے جب سے بنی اسرائیل کے حواریوں کے بعد ان میں اختلاف وفساد پیدا ہوا ہم نے کتاب شمعون میں پڑھا ہے کہ شمعون نے اُن پر لعنت کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تم دیکھو کہ ان حوضوں میں پانی نکل آیا ہے تو سمجھ لینا کہ اُس پیغمبر کی برکت کے سبب سے ہے جو شہر تہامہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا۔ اس کی قوم میں اس کا نام امین اور آسمان میں احمد ہوگا وہ نسلِ اسمٰعیل ابنِ ابراہیم سے ہوگا۔ خدا کی قسم یہ وہی ہے۔ پھر بحیرا آنحضرت کی جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا میں آپ سے تین خصلتوں کے بارے میں دریافت کرتا ہوں اور لات وعزٰا کی قسم دیتا ہوں کہ جواب دیجئے حضرت نے لات وعزٰا کا نام سنا تو غضب ناک ہوئے اور فرمایا ان کے واسطے سے کچھ نہ پوچھنا۔ خدا کی قسم کسی چیز کو ان دونوں سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا یہ دونوں بت پتھر کے ہیں میری قوم ان کو اپنی حماقت سے پوجتی ہے یہ سن کر بحیرا نے کہا یہ پہلی علامت ہے پھر کہا اچھا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ بتایئے حضرت نے فرمایا ہاں اب جو پوچھنا چاہو پوچھو اس لئے کہ تم نے مجھے اس خدا کی قسم دی ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ بحیرا نے کہا آپ کی خواب اور بیداری کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں پھر آپ کے اکثر حالات دریافت

کئے آپ نے سب کے جوابات دیئے اُس نے تمام جوابات و امور کتابوں میں لکھے ہوئے مضمون سے مطابق پائے جو پڑھ چکا تھا پھر بحیرا آنحضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ تلووں کو چومتا اور کہتا کس قدر خوشگوار ہے آپ کی خوشبو اے وہ کہ تمام پیغمبروں سے آپ کی پیروی بہتر ہے اور دنیاں میں جو کچھ روشی ہے آپ کے سبب سے ہے مسجدیں آپ کے نام سے آباد ہونگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لشکرکشی کر رہے ہیں عربی گھوڑوں پر سوار ہیں اور عرب وعجم جبراً قہراً آپ کے مطیع فرمابردار ہیں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لات وعزٰی کو آپ نے توڑ ڈالا ہے اور خانۂ کعبہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور اُس کی کنجی جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ اور کتنے عرب وعجم کے بہادروں اور سورماؤں کو آپ نے ہلاک کر دیا ہے۔ جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے پاس ہیں اور فائدہ عظیم آپ کے ساتھ ہے۔ آپ ہی ہیں جو بتوں کو توڑیں گے۔ آپ ہی ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمام بادشاہانِ عالم ذلت وخواری کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہوں گے پھر دوبارہ آپ کے دست و پائے اقدس کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں آپ کے زمانہ تک زندہ رہا تو آپ کے سامنے آپ کے دشمنوں سے شمشیر زنی کروں گا اور جہاد کروں گا۔ آپ ہی بنی آدم اور پرہیزگاروں کے پیشوا اور خاتم المرسلین ہیں خدا کی قسم آپ کی ولادت کے روز زمین خنداں ہوئی اور تا قیامت خنداں رہے گی۔ خدا کی قسم گرجے۔ بُت اور شیاطین آپ کے ظہور سے گریاں ہیں اور تا قیامت

گریاں رہیں گے۔آپ ہی ابراہیم کی دعا اور عیسےٰ کی بشارت ہیں۔آپ اہل جاہلیت کی نجاستوں سے ہمیشہ پاک ومطہر رہے ہیں پھر ابوطالبؑ کی طرف رُخ کیا اور پوچھا آپ اُن سے کیا نسبت رکھتے ہیں ابوطالبؑ نے کہا وہ میرا فرزند ہے۔بحیرا نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا ان کے ماں باپ اس وقت تک زندہ نہیں ہوسکتے۔ابوطالب نے کہا تم نے سچ کہا میں اس کا چچا ہوں اُن کے باپ کا انتقال اس وقت ہوچکا جب کہ وہ رحمِ مادر میں تھے۔جب ماں کا انتقال ہوا وہ چھ برس کے تھے۔بحیرا نے کہا اب آپ نے سچ کہا۔میں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو اپنے شہر واپس لے جائیں کیونکہ روئے زمین پر کوئی ایسا یہودی عیسائی اور صاحب کتاب نہیں ہے جو کہ وہ نہ جانتا ہو کہ حضرت پیدا ہوچکے ہیں اور ہر ایک ان کو ان کی علامتوں کے ساتھ دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اُسی طرح جس طرح میں پہچانتا ہوں۔وہ ان کے ساتھ ان کو ہلاک کرنے کیلئے مکروحیلہ کریں گے اور یہودی تو اس میں سب سے زیادہ پیش پیش رہیں گے۔ابوطالب نے پوچھا ان کی عداوت کا سبب کیا ہے۔بحیرا نے کہا یہ کہ وہ پیغمبر ہوگا اور جبریل اس پر نازل ہوں گے اور ان کے دینوں کو منسوخ کرے گا۔ابوطالبؑ نے کہا نہیں انشاءاللہ خدا اس کو نہیں چھوڑے گا کہ کوئی ضرر پہنچے۔پھر بحیرا نے چاہا کہ آنحضرت کو وداع کرے تو بہت رویا۔اور کہا کہ اے فرزند آمنہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب آپ کے ساتھ دشمنی اور جدال وقتال کریں گے اور آپ کے اعزا آپ سے

قطع تعلق کرلیں گے۔ اگر آپ کی قدر جانتے تو اپنے لڑکوں سے زیادہ عزیز رکھتے۔ پھر میری جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا اے عم محترم اس کی قرابت کی رعایت کیجئے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کا دھیان رکھئے۔ بہت جلد تمام قریش آپ سے کنارہ کشی کریں گے آپ پرواہ نہ کیجئے گا۔ آپ کے بھی ایک فرزند ہوگا جو ہر حال میں اس کا معین و مددگار رہوگا۔ آسمانوں میں اُس کی شجاعت کی مدح ہوگی۔ اس سے دو فرزند ہونگے جو شہادت کے درجہ پر فائز ہونگے۔ وہ سید و بزرگِ عرب اس امت کا ذوالقرنین ہوگا۔ اور وہ خدا کی کتابوں میں عیسٰی کے اصحاب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔

جناب ابوطالبؑ فرماتے ہیں جب ہم شام کے نزدیک پہنچے واللہ شام کے قصر حرکت میں آئے اور اُن سے ایک نور آفتاب کے نور سے زیادہ روشن بلند ہوا۔ جب ہم لوگ شام میں داخل ہوئے تو تماشائیوں کی کثرت سے بازار میں داخل ہونا ممکن نہ ہوسکا۔ ہر طرف سے لوگ حضرت کے جمال عدیم المثال کے نظارہ کے لئے دوڑ پڑے اور حضرت کے حسن و جمال اور فضل و کمال کا شہرہ تمام اطراف شام میں پہنچا۔ جس جس جگہ راہب اور عالم تھے آنحضرت کے گرد آ کر جمع ہوئے۔ علمائے اہلِ کتاب کا سب سے بڑا عالم سطورا تین روز تک آیا اور آنحضرت کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا وہ بیتابانہ حضرت کی خدمت میں آیا اور آپ کے گرد گھومنے لگا۔ میں نے

پوچھا اے راہب تو کیا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا ان کا کیا نام ہے۔ میں نے کہا محمدؐ نام ہے۔ یہ سنتے ہی اُس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اس نے کہا آپ ان سے التماس کیجئے کہ اپنی پشت وشانے کھولیں۔ آنحضرت نے اپنے شانے پر سے پیراہن ہٹایا تو راہب کی نگاہ مہر نبوت پر پڑی دیکھتے ہی وہ بیتاب ہو کر گر پڑا اور اُسے چومنے لگا۔ اور مجھ سے کہا بہت جلد اس خورشید نبوت کو واپس لے جایئے۔ اگر آپ جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کتنے دشمن ہیں تو ہرگز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وہ روزانہ حضرت کی خدمت میں آتا اور مراسمِ خدمت بجالایا کرتا تھا۔ جب ہم لوگ شام سے واپس چلے تو حضرت کے لئے ایک پیراہن لایا اور عرض کی کہ حضرت اس کو پہن لیں۔ شاید اس کے سبب سے کبھی کبھی مجھے یاد فرمالیں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرت کے چہرے سے آثار کراہت ظاہر ہورہے ہیں تو میں نے پیراہن لے کر رکھ لیا اور کہا کہ میں ان کو پہنا دوں گا اور نہایت عجلت کے ساتھ حضرت کو لے کر بیت اللہ الحرام کی جانب واپس آگیا۔

جناب خدیجہؑ کے مال سے سفرِ تجارت

علامہ مجلسی نے قطب راوندی ابن شہر آشوب اور صاحب عدو رحمتہ اللہ علیہم سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب ابوطالبؑ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لئے زوجہ کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں

ہے۔ خدیجہؓ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار ہیں۔ اور ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کے لئے بھیجتیں ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے مالِ تجارت حاصل کروں تا کہ تم بھی تجارت کرو اور خداوندِ عالم تم کو نفع کرامت فرمائے حضرت نے فرمایا بہت مناسب ہے۔ غرض حضرت ابوطالبؑ جناب خدیجہ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ محمدؐ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کریں۔ خدیجہؓ نے کہا بہت خوب بسرو چشم منظور ہے۔ اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری تحویل میں ہے محمدؐ کے سپرد کردے اور ان کی خدمت میں حاضر رہ اور ہر گز ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ غرض وہ تمام مال لے کر آنحضرت میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق اس سفر میں خریمہ بن حکیم بھی جو جناب خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرت کے ساتھ تھے۔ اثنائے راہ میں خدیجہؓ کے دو اونٹ تھک کر گر پڑے۔ میسرہ حیران ہوا (اور ڈرا) کہ ان کا بار وزن زمین پر گر جائے گا۔ وہ دوڑا ہوا۔ آنحضرت کی خدمت میں آیا اور صورت واقعہ بیان کی۔ آنحضرت اُن اُونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دستِ مبارک ان کے پیروں پر پھیرا وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے اونٹوں سے زیادہ تیز چلنے لگے۔ خریمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرت کی محبت اُس کے دل میں پیدا ہو گئی اور اعتقاد بھی بڑھ گیا وہ حضرت کی خدمت واطاعت بے پناہ کرنے لگا۔ جب یہ قافلہ شام کے نزدیک

پہنچا تو ایک راہب کے دیر کے قریب قیام پذیر ہوا۔ آنحضرت ایک درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے۔ قافلے کے تمام لوگ متفرق ہو گئے۔ وہ درخت مدتوں سے خشک پڑا تھا لیکن اُسی دم سرسبز و شاداب ہو گیا اُس میں شاخیں اور پتیاں نکل آئیں اور پھل لگ کر لٹک گئے اور درخت کے چاروں طرف سبزہ روئید ہو گیا۔ راہب نے یہ حال دیکھا تو اپنے صومعہ سے تیزی کے ساتھ باہر آیا اور آنحضرت کی خدمت میں دوڑا اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی وہ کبھی کتاب میں کچھ پڑھتا اور آنحضرت کے جمالِ مبارک کو دیکھتا اور کہتا کہ یہ وہی ہے اُس خدا کی قسم جس نے انجیل کو بھیجا ہے۔ حزیمہ نے راہب سے یہ کلمات سنے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ آنحضرت کو کوئی گزند پہنچائے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پکار کر کہا کہ اے آلِ غالب خبر لو یہ سنتے ہی تمام اہلِ قافلہ ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ راہب اپنے صومعہ میں بھاگ گیا اور دروازے کو بند کر لیا چھت پر سے پکار کر بولا کہ لوگو کس سبب سے میری اذیت پر تم لوگ آمادہ ہو۔ اسی خدا کی قسم جس نے آسمان کو بے ستون قائم فرمایا ہے کوئی قافلہ اس مقام پر قیام پذیر نہیں ہوا جو تم سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو اور اس کتاب میں جو میرے ہاتھ میں ہے لکھا ہے کہ یہ جوان جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے خدائے ارض و سما کا رسول ہے جو شمشیر و جہاد کے ساتھ مبعوث ہوگا اور بیشمار کافروں کو ہلاک کرے گا اور وہ خاتم المرسلین ہے جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا گمراہ ہوگا۔ پھر حزیمہ

سے پوچھا کہ آیا تم اس کی قوم سے ہو کہا نہیں بلکہ اس کا خادم ہوں اور درمیانِ راہ آنحضرت سے جو معجزات دیکھے تھے راہب سے بیان کئے۔ راہب نے کہا اے شخص وہ پیغمبر آخرالزماں ہے ایک راز میں تم سے بیان کرتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنا۔ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ وہ دنیاں پر غالب ہوگا اور قوموں پر مسلط ہوگا۔ اس کا علم کسی جنگ سے بغیر فتح واپس نہ آئے گا۔ اس کے دشمن بہت ہیں زیادہ تر یہودیوں میں اُس کے دشمن ہیں لہٰذا یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا۔ پھر وہ قافلہ وہاں سے روانہ ہو کر شام میں پہنچا۔ اُن کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ پھر وہ لوگ واپس آئے اور مکہ کے قریب پہنچے تو میسرہ نے حضرت سے کہا اے صاحب اوصافِ پسندیدہ ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے۔ جس پتھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گزر ہوا اُن سب نے آپ پر سلام کیا اور کہا اسلام علیک یارسول اللہ۔ اور اس سفر میں گھاٹیاں تھیں جو ہر مرتبہ مدتوں میں طے ہوا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں طے ہو گئیں اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوا چالیس سال کی مدت میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ خود جا کر خدیجہؓ کو اس سفر کی خوشگواری اور سودمندی کی خوشخبری دیجئے تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آنحضرت یہ سن کر اہلِ قافلہ سے پہلے روانہ ہوئے اور خدیجہؓ کے مکان کی جانب رُخ فرمایا۔ اس وقت وہ اپنی چند عورتوں کے ساتھ بالا خانہ پر بیٹھیں تھیں اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ اُن کی نظر ایک

سوار پر پڑی جو دور سے آ رہا تھا اور ایک بادل کا ٹکڑا اُس کے سر پر سایہ کئے ہوئے تیزی سے اُس کے ساتھ آ رہا تھا اور دو فرشتے دائیں اور بائیں ہوا پر اُس کے ساتھ چلے آ رہے تھے جن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں اور بادل میں سے زبرجد کی ایک قندیل بالائے سر لٹکی ہوئی تھی اور اس ابر کے چاروں طرف یاقوت کا ایک خیمہ ہوا پر ساتھ ساتھ تھا۔ جناب خدیجہؓ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئیں اور دل میں کہا خداوندا ایسا کر کہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کاشانے میں آئے۔ جب آنحضرت اور قریب آئے تو پہچانا کہ یہ محمدؐ ہیں۔ حضرت نے اُن کو بخیر و عافیت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے کہا یا حضرت میسرہ آپ کے ہمرکاب کیوں نہ آیا فرمایا پیچھے آ رہا ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اے سیدِ حرم و بطحا واپس تشریف لے جائیے اور میسرہ کے ساتھ واپس آئیے اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از قسم ابر و نور وغیرہ دیکھا ہے دوبارہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کر لیں آنحضرت واپس چلے تو ابر بھی ساتھ ہی سایہ فگن واپس ہوا اور پھر واپسی میں بھی اسی طرح ساتھ ساتھ رہا پھر تو جناب خدیجہؓ کو آنحضرت کی عظمت و جلالت کا یقین ہو گیا۔ غرض میسرہ نے خدیجہؓ سے کہا اے خاتون اس سفر میں اس معدنِ فضل و کمال سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے ہیں کہ برسوں میں بھی بیان نہیں ہو سکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرت کے سامنے لایا جاتا اور اُس پر اپنا دستِ مبارک رکھ دیتے تو بہت سی جماعتیں سیر ہو جاتیں اور کھانا کم نہ

ہوتا۔ جب دھوپ تیز ہوتی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ جس درخت اور پتھر کنکر کی طرف سے آپ گزرتے سب آپ کو سلام کیا کرتے تھے پھر راہبوں کے اور دوسرے حالات بیان کئے۔ یہ تمام حالات سن کر جناب خدیجہ نے اپنے مزید اطمینان کے لئے ایک طبق رطب کا آنحضرت کے لئے منگوایا اور چند اشخاص کو بلا کر آنحضرت کے ساتھ کھانے میں شریک کر دیا سب کے سب سیر ہو گئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ یہ دیکھ کر جنابِ خدیجہؓ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے کے سبب میسرہ اور اُس کے لڑکوں کو آزاد کر دیا اور دس ہزار درہم بھی عطا فرمایا۔

خشک درخت کا شاداب ہونا

روایت ہے کہ حضرت ابوطالب بتوں کے پاس نہیں جاتے تھے اور قریش اس بارے میں اُن سے تکرار کرتے تھے اور بتوں کی پرستش پر اصرار کرتے تو وہ فرماتے میں اپنے برادرزادہ محمدؐ سے جدا نہیں ہو سکتا اور اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا وہ بتوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا ہے نہ اُن کا نام سننا چاہتا ہے قریش نے کہا اُسے سمجھاؤ اور بتوں کی تعظیم کی عادت ڈالو ابوطالب نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے شام کے تمام راہبوں سے میں نے سنا ہے کہ بتوں کی بربادی اسی بچہ کے ہاتھ سے ہو گی۔ قریش نے پوچھا کیا تم نے بھی

اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی ہے جس سے اُس کی باتوں کی تصدیق ہوئی؟ آپ نے فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرتے تھے۔ جب ہم اس کو لے کر شام کی طرف گئے اور اُسی درخت کے نیچے ٹھہرے تو وہ درخت آپ کے اعجاز سے اُسی وقت سرسبز وشاداب ہو گیا اور اُس میں پھل بھی لگ گئے جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اس درخت نے اپنے تمام پھل آپ پر نثار کر دیئے اور خدا کے حکم سے گویا ہوا کہ اے شجرۂ طیبۂ نبوت اور شجرۂ عظیم رسالت اپنے مبارک ہاتھوں کو مجھ پر پھیرتے جاؤ تا کہ قیامت تک سرسبز وشاداب رہوں یہ سن کر محمدؐ نے اپنا ہاتھ اُس پر پھیرا تو وہ سرسبز و شاداب ہو گیا پھر واپسی پر جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرندے جو دنیا میں ہیں اُس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں۔ اور ہر پرندے کی تعداد کے مطابق اس میں شاخیں پیدا ہو گئی ہیں اور اس قدر لمبا اور قد آور ہے کہ اس جیسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا اور تمام پرندے آپ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کر لیا اور گویا ہوئے کہ ہمیں آپ کے دستِ مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پناہ کی جگہ میسر آئی۔

حضرت کے جسمانی معجزات

علمائے خاصہ وعامہ نے آنحضرت کے جسم اقدس کے بہت سے معجزات

بیان فرمائیں ہیں جن میں سے چند معجزات کا ذکر ہم کرتے ہیں۔ اول یہ کہ ہمیشہ آپ کے جبین اقدس سے نور ساطع رہتا تھا اور راتوں میں مثلِ چاند کی روشنی کے درودیوار پر چمکتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات جناب عائشہ کی سوئی گم ہوگئی تھی جب آنحضرت حجرہ میں داخل ہوئے تو آپ کے نور کی روشنی میں وہ سوئی اُن کو مل گئی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ رات کی تاریکی میں حضرت کے ساتھ لوگ چلتے تو حضرت اپنے ہاتھ کو اُٹھا دیتے آپ کی انگلیوں سے نور چمکتا جس کی روشنی میں لوگ راستہ چلتے۔ دوئم۔ آپ جس راستہ سے گزرتے دو دن کے بعد جو شخص بھی اُدھر سے جاتا آنحضرت کی خوشبو سے سمجھ لیتا تھا کہ حضرت ادھر سے گزرے ہیں۔ لوگ آنحضرت کا پسینہ جمع کرتے تھے جس کی خوشبو کے برابر کوئی خوشبو نہیں پہنچتی تھی اس کو لوگ عطر میں ملا لیا کرتے تھے پانی کا ڈول آپ کے پاس لایا جاتا اس میں سے آپ ایک گھونٹ پانی لے کر اُس میں کلی کر دیتے تھے تو وہ پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوجاتا کرتا تھا۔ سوئم۔ آفتاب میں آپ کے سایہ نہ ہوتا تھا۔ چوتھے یہ کہ جس کسی کے ساتھ آپ راستہ چلتے اُس سے ایک انگلی بلند ہوتے تھے۔ پانچویں ہمیشہ دھوپ میں آپ کے سر پر ابر یعنی بادل سایہ فگن رہتا تھا۔ چھٹے یہ کہ جس طرح آپ سامنے سے دیکھتے تھے بالکل اسی طرح پشتِ سر سے بھی دیکھتے تھے۔ ساتویں یہ کہ کبھی کوئی بدبو آپ کے دماغ تک نہیں پہنچتی تھی۔ آٹھویں۔ جس چیز میں آپ کا لعاب دہن پڑ جاتا اُس میں برکت ہوتی جس بیمار

کے درد میں استعمال ہوتا اُس کو شفا ہوتی۔ نویں یہ کہ آپ ہر زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ دسویں۔ آپ کی ریشِ مبارک میں سات سفید بال تھے جو شلِ آفتاب کے چمکتے تھے۔ گیارہویں۔ آپ نیند کی حالت میں اُسی طرح سنتے تھے جس طرح بیداری کی حالت میں سنتے تھے آپ فرشتوں کی باتیں سنتے تھے لیکن دوسرے لوگ نہیں سن سکتے تھے اور دلوں میں جو کچھ گزرتا حضرت کو معلوم ہو جاتا تھا۔ بارہویں۔ مہرِ نبوت جو آپ کی پشت اقدس پر تھی اُس سے ایسا نور چمکتا تھا جو آفتاب کے نور پر غالب ہوتا تھا۔ تیرھویں۔ یہ کہ پانی آپ کی انگلیوں سے جاری ہو جاتا تھا۔ سنگریزے آپ کے ہاتھوں میں تسبیح کیا کرتے تھے۔ چودھویں آپ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ پندرہویں۔ فضلہ جو حضرت کا ہوتا اس سے مشک کی خوشبو نکلتی اور کوئی اس کو دیکھنے نہیں پاتا تھا زمین خدا کی جانب سے معمور تھی کہ وہ اُسے نگل جاتی تھی۔ سولہویں۔ جس جانور پر آپ سوار ہوتے وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا تھا۔ سترھویں تمام مخلوقات آپ کا احترام کرتی تھی آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ جھک جاتا اور سلام کرتا۔ مکھی اور دوسرے جانور آپ کے جسمِ اقدس پر نہیں بیٹھتے تھے۔ اٹھارویں اگر آپ نرم زمین پر چلتے تو پیروں کا نشان نہیں پڑتا تھا جبکہ زمین سخت پر نشان پڑ جاتا تھا۔ سترھویں۔ خداوند عالم نے آپ کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی کہ باوجود تواضع و انکساری اور شفقت و مرحمت کے کوئی آپ کے چہرہ کو نظر بھر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ہر کافر و منافق جب آپ کو دیکھتا تو کانپ جاتا تھا۔

پانی کے بجائے دودھ کا نکلنا

طبقات ابنِ سعد کی جلد اول اخبار النبی کے صفحہ ۲۶۵ پر معجزۂ رسول کے عنوان سے علامہ محمد بن سعد ۲۳۰ھ تحریر فرماتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے دو شخصوں کو کسی کام سے بھیجا ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس کو ہم توشہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک مشک لا دو۔ وہ دونوں آپ کے پاس مشک لائے تو آپ نے ہمیں اس کے بھرنے کا حکم دیا۔ ہم نے اسے پانی سے بھر دیا آپ نے اس میں ڈاٹ لگا دی اور فرمایا تم دونوں جاؤ یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام تک پہنچو اللہ تم دونوں کو رزق دے گا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر آئے جس کے متعلق رسول اللہ نے اُنہیں حکم دیا تھا۔ ان کی مشک کھل گئی بکری کا دودھ اور مکھن نکل آیا۔ دونوں نے کھایا اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے۔

بھیڑیے کی گڈریے سے گفتگو

اسی کتاب میں علامہ نے حضور کا ایک اور معجزہ تحریر فرمایا ہے کہ قبیلۂ اسلم کا

ایک شخص اپنی بکریوں کے ساتھ تھا جن کو وہ ذوالحلیفہ کے میدان میں چرا رہا تھا اس پر ایک بھیڑیا ٹوٹ پڑا اور ایک بکری چھین لی وہ شخص چلایا اور پتھر مار کے اپنی بکری چھڑا لی۔ بھیڑیا سامنے آیا اور دم کو رانوں کے نیچے دبا کر سرین کے بل اس شخص کے روبرو بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ مجھ سے وہ بکری چھینتے ہو جو خدا نے مجھے بطور رزق دی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ بخدا میں نے کبھی ایسی بات نہیں سنی۔ بھیڑیئے نے کہا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اس نے کہا میں بھیڑیئے کو اپنے ساتھ باتیں کرنے سے تعجب کرتا ہوں۔ بھیڑیئے نے کہا۔ تم نے اس سے زیادہ عجیب بات کو چھوڑ دیا ہے۔ دیکھو وہ رسولؐ اللہ ہیں جو دو پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے باغ میں لوگوں سے گزری ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں جو آنے والی باتیں ہیں وہ بھی اُن سے بیان کرتے ہیں اور تم یہاں اپنی بکریوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔

جب اس شخص نے بھیڑیئے کا کلام سنا تو اپنی بکریوں کو جمع کیا اور انصار کے گاؤں قبا میں لایا اور سرکارِ دو عالم کو دریافت کیا تو ابوایوب انصاری کے مکان میں پایا اُس نے بھیڑیئے کا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا سچ کہا سچ کہا۔

حضرت ثابت صحابی رسولؐ کے گھر کا معجزہ

ثابت سے مروی ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے اپنا تھوڑا سا کھانا تیار کیا

شوہر سے کہا تم رسول اللہؐ کے پاس جاؤ آپ کو دعوت دو اور رسول اللہؐ سے یہ بات خفیہ طور پر کہو۔ وہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ ہماری خاتون نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے میں چاہتا ہو کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں رسولؐ اللہ نے سب لوگوں سے فرمایا کہ فلاں کی دعوت قبول کرو انہوں نے کہا میں آیا اور میری یہ کیفیت تھی کہ اپنے متعلقین کے پاس جو کچھ چھوڑا تھا اس کی وجہ سے میرے قدم میرا ساتھ نہ دیتے تھے اور رسول اللہ لوگوں کو لے کر آ گئے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا میری تو فضیحت ہو گئی رسول اللہؐ سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آ گئے ہیں بیوی نے کہا میں نے تمہیں یہ مشورہ نہیں دیا تھا کہ خفیہ طور پر آنخضرت سے کہنا انہوں نے کہا میں نے تو یہی کیا۔ بیوی نے کہا تب تو اللہ کے رسولؐ خود زیادہ جانتے ہیں۔ الغرض سب لوگ آ گئے یہاں تک کہ گھر بھر گیا حجرہ بھی بھر گیا اور کافی لوگ احاطے میں بھی تھے۔ کھانے کی چیز مٹھی بھر لائی گئی اور رکھ دی گئی رسول اللہؐ اسے برتن میں پھیلانے لگے اور فرمانے لگے ماشاء اللہ پھر لوگوں سے فرمایا قریب آؤ اور کھاؤ جب ایک کا پیٹ بھر جائے تو وہ اپنے ساتھی کے لئے جگہ خالی کر دے۔ ایک آدمی کھا کر اٹھنے لگا دوسرا اُس کے مقام پر بیٹھنے لگا یہاں تک کہ گھر والوں میں سے کوئی نہ رہا جو شکم سیر نہ ہو گیا ہو پھر آپ نے اہل حجرہ کو بلایا وہ لوگ بھی سب کے سب شکم سیر ہو گئے پھر آپ نے احاطہ والوں کو بلوایا اُن لوگوں نے بھی اسی طرح کھانا کھایا برتن اُسی طرح باقی رہا جس طرح

کہ تھا پھر اللہ کے حبیب نے اہل خانہ سے فرمایا تم لوگ بھی کھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو بھی کھلاؤں۔

اُنگلیوں سے پانی کا نکلنا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہؐ اپنی کسی ضرورت سے تشریف لے چلے آپ کے ہمراہ اصحاب کے کچھ لوگ تھے یہ لوگ چلتے رہے نماز کا وقت آ گیا تو اس جماعت کو کوئی چیز نہ ملی جس سے وضو کریں۔ لوگوں کے چہروں سے اس کی ناگواری نظر آتی تھی ایک شخص گیا اور ایک پیالا لایا جس میں بہت تھوڑا پانی تھا رسول اللہؐ نے اسے لے لیا اور وضو کیا آپ نے چاروں اُنگلیاں اُس پیالے پر پھیلا کر فرمایا تم لوگ آؤ اور وضو کرو۔ ساری قوم نے وضو کیا انس سے دریافت کیا گیا کہ یہ لوگ تعداد میں کتنے تھے تو اُنہوں نے کہا ستر یا اسی کے قریب۔

بغیر دودھ والی بکری سے دودھ نکالنا اور بکری کا غائب ہونا

نافع سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کے ہمراہ ایک سفر میں چار سو آدمی تھے آپ نے ہمیں ایسی منزل پر اُتارا جہاں پانی نہ تھا مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی لوگوں

نے رسول اللہ کو دیکھا کہا آپ نے قیام فرما دیا ہے تو سب نے بھی قیام کر دیا۔ یکا یک ایک تیز دھار سینگوں والی بھیڑی سامنے آئی جو چل رہی تھی حضورؐ کے پاس آئی سرکارِ دو عالم نے اُس کا دودھ دوہا اور آپ نے سارے لشکر کو شکم سیر کر دیا اور خود بھی سیراب ہو گئے فرمایا کہ اے نافع اسے روک لینا مگر میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے روک نہ سکو گے۔ تو میں نے ایک لکڑی لی اور زمین میں گاڑ دی ایک رسی لی اور اُس بھیڑ کو اُسی سے باندھ دیا اور ہم لوگ بمعہ رسول اللہؐ کے سو گئے جب صبح بیدار ہوئے تو دیکھا رسّی کھلی ہوئی تھی اور بکری نہ تھی۔ میں رسول اللہؐ کے پاس گیا اور خبر دی کہ بکری چلی گئی۔ سرکارِ دو عالم نے مجھ سے فرمایا۔ اے نافع کیا میں نے تمہیں آگاہ نہیں کر دیا تھا کہ تم اسے روک نہ سکو گے جو اسے لایا تھا وہی اسے لے بھی گیا۔

درخت کا گریہ کرنا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لے آئے اور مسجد میں خطبہ و موعظہ فرمانے لگے تو آپ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا لیا کرتے تھے جو کہ مسجد کے اندر ہی تھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگ زیادہ ہو گئے ہیں اور سب چاہتے ہیں کہ آپ کو دیکھیں بھی تو اگر آپ اجازت دیں تو ایک ممبر بنا دیا دیا جائے جس پر آپ تشریف فرما ہوں آپ نے اجازت دے دی گئی

زیتوں کا ایک ممبر تیار کر دیا گیا جمعہ کے روز حضرت مسجد میں تشریف لائے اس ستونِ خرما سے گزر کر ممبر پر تشریف لے گئے تو وہ ستون اس طرح فریاد و نالہ کرنے لگا جیسے ماں اپنے بچے کے لئے روتی ہے جو مر گیا ہو۔ اُس کے رونے سے تمام اہلِ مسجد رونے لگے یہ دیکھ کر سرکار ختمی مرتبت منبر سے نیچے تشریف لائے اور اُس ستونِ خرما کو پیار سے لپٹا لیا اُس پر ہاتھ پھیرا تو اُس کو تسلی ہوئی حضرت نے فرمایا میں نے تیری حقارت و ذلت کے اظہار کے لئے ایسا نہیں کیا بلکہ چاہا کہ خدا کے بندوں کی اصلاح کامل تر ہو جائے۔ تیری قدر و منزلت کبھی زائل نہ ہوگی کیونکہ تو تکیہ گاہِ محمدؐ رہا ہے یہ سن کر اُس کا نالہ و گریہ وزاری بند ہوئی۔

چاند کے دو ٹکڑے کرنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے منقول ہے کہ چودہ منافقین جنہوں نے چاہا تھا کہ عقبہ میں حضرت کو ہلاک کریں حضرت کے پاس چودہ ذی الحجہ کی شب میں آئے اور حضرت سے ایک بڑے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ حضرت نے پوچھا وہ کیا وہ بولے اگر آپ اللہ کے نزدیک گرامی قدر ہیں تو چاند کو حکم دیجئے وہ دو ٹکڑے ہو جائے اُس وقت جبریل نازل ہوئے اور عرض کی کہ خدا بعد درود و سلام ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمام چیزوں کو آپ کا مطیع و فرمانبردار بنایا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاند کو حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جاوہ

ر دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی آنحضرت سجدہ میں جھک گئے۔ جب آنحضرتؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو منافقین نے کہا کہ اے محمدؐ اب حکم دیجئے کہ چاند اپنی اصلی حالت پر آجائے حضرت نے حکم دیا وہ پھر مکمل چاند ہو گیا۔ منافقوں نے کہا کہ اچھا ہمارے جو لوگ سفر میں ہیں شام و یمن سے واپس آئیں تو ہم اُن سے پوچھیں گے اگر انہوں نے بھی اسی طرح چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھا ہے تو ہم یقین کریں گے ورنہ سمجھیں گے کہ آپ نے جادو کیا ہے۔ جبیر صحابی رسولؐ کہتے ہیں کہ جب قریش کے اعزاء سفر سے واپس آئے اور اُن سے لوگوں نے پوچھا تو اُن سب نے بھی کہا کہ ہم نے بھی اُس رات چاند کو دو ٹکڑے ہوتے اور پھر باہم ملتے بھی دیکھا۔ ابن مسعود کہتے ہیں خدا کی قسم کوہِ حرا کو دیکھا کہ وہ چاند کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں تھا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا کہ یہ جادو ہے۔ دوسرے شہروں میں آدمی بھیج کر تصدیق کرنی چاہئے الغرض لوگ دوسرے شہروں میں بھی گئے اور جب ہر طرف سے تصدیق ہو گئی تو کفارِ مکہ کہنے لگے کہ یہ ایسا جادو تھا کہ تمام شہروں میں پھیل گیا۔

سرکارِ دو عالم کے لئے درخت کا جھکنا اور آپ کی رسالت کی گواہی دینا

جناب فاطمہؑ بنتِ اسد فرماتی ہیں کہ آنحضرت مجھے ماں کہتے تھے ہمارے

گھر میں خرمے کے چند درخت تھے پہلی فصل رطب کی تھی حضرت کے ہم سن چالیس لڑکے تھے جو روزانہ رطب چن لیتے تھے جو درختوں سے گرے ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے چھینتے تھے آپس میں لڑتے لیکن میں نے کبھی آنحضرت کو کسی لڑکے سے رطب چھینتے نہیں دیکھا میں خود حضرت کے لئے رطب چن کر رکھ لیتی اور کبھی میری کنیز چن لیا کرتی۔ ایک روز اتفاق سے ہم دونوں رُطب چننا بھول گئے۔ حضرت سو رہے تھے لڑکے آئے اور سارے رطب چن کر لے گئے۔ میں شرم کی وجہ سے لیٹ گئی اور اپنا منہ چھپا لیا حضرت بیدار ہوئے تو باغ میں گئے وہاں ایک رطب بھی نہ ملا واپس چلے آئے میری کنیز نے حضرت سے معذرت چاہی کہ آج میں رطب چننا بھول گئی حضرت یہ سنکر پھر باغ میں گئے اور ایک درخت سے خطاب فرمایا کہ میں بھوکا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ وہ درخت جھک گیا گویا کہ اپنا سر پائے مبارک پر رکھ دیا اور اپنی شاخیں نزدیک کر دیں۔ جس قدر خواہش تھی حضرت نے اُس میں سے رطب کھائے اُس درخت نے اپنی قدر ومنزلت کے سبب خوشی میں سر آسمان پر کھینچا۔ جناب فاطمہ بنتِ اسدؑ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ حال دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ حضرت ابو طالبؑ آئے تو میں نے خلاف معمول دروازہ دوڑ کر کھولا اور جو دیکھا تھا اُن سے بیان کیا۔ ابو طالبؑ نے کہا یہ انوکھی باتیں اس مظہر العجائب سے دیکھ کر تعجب نہ کرو کیونکہ وہ پیغمبر ہوگا۔ اور تمہارے بطن سے زمانہ پیری میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو اس کے مثل ہوگا اور اس

کا وزیر و وصی ہوگا اس کے بیس سال بعد امیر المومنین پیدا ہوئے۔

صیحانی کھجور کو صیحانی کہنے کی وجہ

ایک حدیث معتبر میں مذکور ہے کہ ایک روز سرکارِ دوعالم جناب امیر کے ساتھ ایک نخلستان سے گزر رہے تھے کہ ایک درخت نے دوسرے سے کہا۔ یہ رسولؐ خدا ہیں اور وہ ان کے وصی ہیں اسی سبب سے ان خرموں کو آج تک صیحانی کہتے ہیں کیونکہ اُن درختوں نے رسالت اور وصایت کی گواہی دی تھی۔

سرکار کا رفعہ حاجت کو جانا اور دو درختوں کا آپس میں ملنا

بسند ہائے معتبر عمارِ یاسر سے منقول ہے کہ میں ایک سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھا اور ایک جنگل میں ہم نے منزل کی جس میں درخت بہت کم تھے جب حضرت نے رفع حاجت کا ارادہ کیا اِدھر اُدھر نگاہ کی بہت دور دو درخت نظر آئے مجھ سے فرمایا اے عمار ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے سے متصل ہو جاؤ تا کہ تمہاری آڑ میں حضرت رفع حاجت فرمائیں۔ جناب عمار گئے اور حضرت کا پیغام درختوں کو پہنچایا تو وہ ایک دوسرے کی طرف دوڑے اور باہم مل کر ایک ہو گئے حضرت فارغ ہو گئے تو فرمایا

اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ۔ وہ دونوں درخت پھر اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ پھر بعض صحابہ وہاں پر گئے تا کہ حضرت کا براز دیکھیں وہاں اُنہیں کچھ نظر نہ آیا۔

پہاڑ کا ٹوٹنا اور ٹیلے کا غائب ہونا

جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ہم جنگ احزاب میں خندق کھود رہے تھے خندق کے گرد ایک سر بلند ٹیلا واقع تھا ہم نے آنحضرت کی خدمت میں جا کر عرض کیا حضرت نے فرمایا فکر نہ کرو بہت جلد ایک عجیب امر دیکھیں گے جب رات ہوئی تو اُس ٹیلے سے آوازیں آنے لگیں اور چند اشعار سنائی دیئے جن کا مضمون یہ تھا کہ ٹیلے کو جڑ سے کھود کر بہت دور پھینک آؤ محمدؐ کی اعانت کرو اور اُن کے اور اُن کے چچا زاد بھائی کے مددگار رہو لیکن وہاں کوئی نظر نہ آتا تھا جب صبح ہوئی تو وہاں ٹیلے کا نشان تک نہ تھا۔

عجوہ کھجور کے درخت کے لئے حضرتؐ کا دعا کرنا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب حیاتِ القلوب میں صفار۔ قطب راوندی اور ابنِ بابویہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک نخلستان میں تشریف لے گئے خرمے کے تمام درختوں نے بولنا شروع کیا اور کہا اسلام علیک یا رسول اللہؐ اور صدا دی کہ ہمارے خرمے نوش فرمائیں اور اپنے خوشے لٹکا دیئے حضرت نے ہر درخت میں سے کھایا جب خرمائے عجوہ کے قریب پہنچے اُس کی شاخیں جھکیں اور حضرت کو سجدہ کیا۔ حضرت نے فرمایا خداوندہ اس میں برکت عطا فرما اور لوگوں کو اس سے نفع دے اسی سبب سے روایت کرتے ہیں کہ عجوہ بہشت کا خرمہ ہے۔

پہاڑ کا زمین کے برابر ہونا

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہؐ صحابہ کے ساتھ جنگِ مقفع بن ہمسیع کے لئے روانہ ہوئے تو ایک اونچے پہاڑ کے قریب پہنچے جس کو گھوڑے عبور کرنے سے عاجز تھے حضرت نے دعا کی تو وہ پہاڑ زمین کے برابر ہوگیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور لشکر کے لئے راستہ وسیع ہوگیا۔

یمن کے لوگوں پر معجزہ

ابن بابویہ۔ صفار۔ راوندی رحمتہ اللہ نے انتہائی معتبر سند سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے فرمایا کہ مجھ کو آنحضرت نے یمن کی

جانب بھیجا تا کہ ان لوگوں کی اصلاح کروں میں نے عرض کی یارسول اللہ وہ بہت زیادہ اور سن رسیدہ لوگ ہیں اور میں کم سن ہوں حضرت نے فرمایا اے علی جب عقبہ افیق کے اوپر پہنچنا تو با آواز بلند ندا کرنا کہ اے درختوں۔ سنگریزوں اور اے زمینوں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں روانہ ہوا اور جب عقبہ افیق پر پہنچا تو دیکھا کہ اہلِ یمن سب کے سب ننگی تلواریں لئے نیزے سیدھے کئے میری طرف چلے آرہے ہین۔ میں نے با آواز بلند جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا ندا کی تو ہر درخت۔ کلوخ اور سنگریزہ جو اس وادی میں تھے سب نے ایک ساتھ آواز بلند کی اور کہا خدا کے رسول محمدؐ پر اور آپ پر سلام ہو۔ جب اہلِ یمن نے آوازیں سنیں سب کانپ گئے اُن کے پیر لڑکھڑانے لگے انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور مطیع و فرمانبردار کی طرح میرے پاس آئے تو میں نے ان کی اصلاح کی۔

آنحضرت کو پتھر کا سلام کرنا اور اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا

بصائر الدرجات میں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا سہل بن حنیف اور خالد بن ایوب انصاری کے ساتھ بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے ناگاہ ایک کنویں کے ایک پتھر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے سلام کیا

اور کہا آپ پر خدا کی جانب سے سلامتی ہو اپنے پروردگار سے میری شفاعت فرمایئے کہ مجھے جہنم کے پتھروں میں شامل نہ کرے جس سے کافروں پر عذاب کرے گا۔ حضرت نے اپنے دستِ مبارک بلند کیے اور کہا خداوندہ اس پتھر کو جہنم کے پتھروں میں مت قرار دیئے۔

بیری کے درخت کا دو حصوں میں تبدیل ہونا

شیخ طبری وقطب راوندی اور ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ طائف کے لئے صحرا سے گزر رہے تھے جس میں بیری کے بہت سے درخت تھے آنحضرت اپنی سواری پر سو گئے تھے درمیانِ راہ میں ایک درخت تھا جب حضرت اُن کے قریب پہنچے وہ درخت بقدرتِ الٰہی بیچ سے دو حصہ ہو کر آدھا آدھا دونوں طرف جا کر کھڑا ہو گیا اور آج تک اُسی حال پر باقی ہے۔ لوگ اُس کی تعظیم کرتے ہیں اُس کو سدرۃ النبی کہتے ہیں اُس کی حفاظت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں اور اُس کی پتیاں بھی آنحضرتؐ اور اونٹوں کی حفاظت کے لئے اُن کی گردنوں میں لٹکاتے ہیں اور ایسا معجزہ ہے جس کا اثر آج تک باقی ہے۔

خرمہ کی ٹہنی سے روشنی کا نکلنا

مختلف علمائے کرام نے روایت کیا ہے ایک رات بارش ہو رہی تھی اور کافی اندھیرا تھا سرکار نمازِ شب سے واپس آ رہے تھے اور ایک بجلی آنحضرت کے آگے آگے روشنی کر رہی تھی۔ اسی اثناء میں آپ کی نظر قتادہ بن نعمان پر پڑی آپ نے ان کو پہچان لیا قتادہ نے کہا یا نبی اللہ میں چاہتا ہوں کے آپ کے ساتھ نماز پڑھوں لیکن اندھیری رات میں آنا میرے لئے دشوار ہے۔ حضرت نے خرمہ کی ایک ٹہنی ان کو دے دی اور فرمایا کہ یہ دس رات تک تم کو روشنی دیا کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارے مکان کے ایک گوشہ میں ایک شیطان نے جگہ بنالی ہے تم اپنی تلوار سے اُس پر حملہ کرو تو وہ بھاگ جائے گا۔ قتادہ جب اپنے گھر پہنچے تو گھر کے ایک گوشہ میں ایک سیاہی نظر آئی جب اس پر حملہ کیا تو وہ دیوار سے اوپر چڑھ گیا اور بھاگ گیا۔

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

ہر مسلک کے جید علمائے کرام نے حضور کے اس معجزہ کا تذکرہ اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے کہ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مکور عامری نے حضرت کی خدمت میں

حاضر ہو کر کوئی معجزہ طلب کیا حضرت نے زمین سے نو کنکریاں اُٹھالیں سب باآواز بلند تسبیح خدا پڑھنے لگیں پھر ان کو زمین پر پھینک دیا تو وہ ساکت ہو گئیں پھر اُٹھالیا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضرموت کے بادشاہ حضرت کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں حضرت نے ایک مٹھی کنکریاں اُٹھالیں اور فرمایا کہ یہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں بس وہ کنکریاں گویا ہوئیں اور تسبیح خدا پڑھنے لگیں اور حضرت کی رسالت پر گواہی بھی دی۔ اسی طرح جناب انس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مٹھی کنکریاں ہاتھ میں اُٹھالیں جو تسبیح خدا کرنے لگیں۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے دیں وہ اُن کے ہاتھ میں بھی بدستور تسبیح کرتی تھیں۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ میں اُن کو لیا تو وہ ساکت ہو گئیں۔

تازیانہ سے نور کا چمکنا

روایت ہے کہ آنحضرت نے عبداللہ بن طفیل کو بھیجا کہ اپنی قوم کی ہدایت کرے اور فرمایا کہ تمہاری قوم کے نزدیک تمہاری سچائی کی دلیل یہ ہوگی کہ تمہارے تازیانے کی نوک سے رات دن ایک نور چمکتا رہے گا۔ عبداللہ نے اُسی علامت کے ذریعہ اپنی قوم کی ہدایت کی۔ دیگر روایت میں ہے کہ قریش نے طفیل بن عمرو سے کہا کہ جب مسجد الحرام میں تو جایا کرے تو اپنے کانوں میں روئی بھر لیا

کرتا کہ محمدؐ کا قرآن پڑھنا تو نہ سنے ایسا نہ ہو کہ تو بھی اُنکے فریب میں آجائے غرض جب وہ کعبہ میں جاتا تھا تو جس قدر روئی کانوں میں زیادہ بھرتا تھا اسی قدر آنحضرت کی آواز زیادہ سنائی دیتی تھی اسی معجزہ سے وہ مسلمان ہوگیا اور عرض کی یارسول اللہؐ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اگر آپ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں تو میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ حضرت نے دعا کی کہ خداوند اس کو کوئی علامت عطا فرما۔ غرض جب وہ اپنی قوم کی جانب واپس گیا اُس کے تازیانے سے ایک نور قندیل کی مانند ظاہر ہوتا تھا۔

یہودی کا معجزہ طلب کرنا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب جلد دو میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ اسلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسولؐ جمع تھے اور جنابِ امیرؑ اُن کے درمیان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا کہ اے اُمتِ محمدؐ کوئی درجۂ پیغمبری باقی نہیں ہے جس کو تم اپنے پیغمبر کے لئے نا ثابت کرتے ہو۔ جناب امیر علیہ اسلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اگر خدا نے جناب موسیٰ سے طور پر کلام کیا تو ہمارے پیغمبر سے آسمانِ ہفتم پر باتیں کیں۔ اگر جناب عیسیٰ نابینا کو بینا اور مردوں کو زندہ کرتے تھے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے مردوں کو زندہ کرنے کی خواہش کی تو آپ نے مجھ کو بلا کر اُن کے ساتھ قبرستان بھیجا۔ میں نے دعا کی تو

مردے بقدرت خدا قبروں سے باہر آگئے اُن کے سروں سے مٹی گر رہی تھی۔
جنگ اُحد میں ابو قتادہ کی آنکھ پر نیزہ لگا جس سے آنکھ باہر نکل پڑی وہ اُس کو لئے ہوئے رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ اب تو میری زوجہ کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی حضرت نے اُس کی آنکھ خلقہٗ چشم میں رکھ دی وہ درست ہوگئی۔ اور دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور بنیا ہوگئی اُسی جنگ میں عبداللہ بن عتیک کا ہاتھ جدا ہوگیا وہ رات کو وہی ہاتھ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت نے اُس کو درست کر دیا کہ کٹنے کا نشان تک باقی نہ رہا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا کیا رسولؐ اللہ کو جناب موسیٰ جیسا ید بیضا یعنی دستِ نورانی عطا ہوا تھا آپ نے فرمایا بلکہ اُس سے زیادہ روشن اور بلند تر معجزہ آنخضرت کو حاصل تھا۔ اکثر آنخضرتؐ تاریک راتوں میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو خانہ سیدہ سے اپنے پاس بلاتے تھے اور آواز دیتے تھے کہ اے ابو محمدؐ اور اے ابو عبداللہ میرے پاس آجاؤ وہ صاحبزادے جہاں بھی ہوتے تھے آنخضرت کی مشتاق آواز سن کر روانہ ہوتے تھے اِدھر حضرت اپنی انگشت شہادتِ روزن در سے باہر کر دیتے تھے اور آپ کے دستِ نورانی سے ایک نور آفتاب اور ماہتاب سے روشن تر پیدا ہوتا تھا اور دونوں اخترِ برج امامت اُس کی روشنی میں حضرت کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ جب وہ صاحبزادے گھر واپس جانا چاہتے تھے تو پھر حضرت اپنی انگشت شہادت کو اُسی طرح دروازے

سے باہر نکال دیتے تھے اور وہ اُس کی روشنی میں گھر چلے جاتے تھے۔

جنگِ احزاب میں پتھر کا توڑنا

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن طفیل کو بھیجا کہ اپنی قوم کی ہدایت کرے اور فرمایا کہ تمہاری قوم کے نزدیک تمہاری سچائی کی دلیل یہ ہوگی کہ تمہارے تازیانے کی نوک سے رات دن ایک نور چمکتا رہے گا عبداللہ نے اُسی علامت کے ذریعہ سے اپنی قوم کی ہدایت کی۔ دیگر روایت میں ہے کہ قریش نے طفیل بن عمر سے کہا کہ جب مسجد الحرام میں تو جایا کرے تو اپنے کانوں میں روئی بھر لیا کرتا کہ محمدؐ کا قرآن پڑھنا تو نہ سنے ایسا نہ ہو کہ تو بھی اُن کے فریب میں نہ آجائے۔ غرض جب وہ کعبہ میں جاتا تھا تو جس قدر روئی کانوں میں زیادہ بھرتا تھا اسی قدر آنحضرت کی آواز یادہ سنائی دیتی تھی اسی معجزہ سے وہ مسلمان ہو گیا اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اگر آپ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں تو میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ حضرت نے دعا کی کہ خداوند اس کو کوئی علامت عطا فرما۔ غرض جب وہ اپنی قوم کی جانب واپس گیا اُس کے تازیانے سے ایک نور قندیل کی مانند ظاہر ہوتا تھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس معجزہ کو تقریباً ہر مکتبہ فکر کے علماء نے تحریر فرمایا ہے کہ جنگِ احزاب میں آنحضرت نے صحابۂ اکرام رضی اللہ عنہ

کے درمیان خندق کھودنا تقسیم فرمایا کہ ہر چالیس ہاتھ دس آدمی کھودیں۔ سلمانِ فارسیؓ اور حذیفہ یمانیؓ کے حصہ میں جو زمین آئی اُس کے نیچے پتھر نکلا جس پر پھاوڑہ اثر نہیں کرتا تھا سلمان نے آنحضرت سے عرض کی کہ آنحضرت مسجدِ احزاب سے باہر تشریف لائے اور پھاوڑہ لے کر تین مرتبہ پتھر پر مارا۔ ہر مرتبہ ایک تیسرا حصہ پتھر سے جدا ہوتا اور برق سی چمکتی جس سے تمام دنیا روشن ہو جاتی اور حضرت اللہ اکبر فرماتے صحابہ بھی اللہ اکبر کہتے حضرت نے فرمایا پہلی روشنی میں یمن کے قصر نظر آئے اور خدا نے اُن سب کو مجھے عطا فرمایا۔ دوسری مرتبہ شام کے قصر دکھائی دے اور خدا نے اُن سب کو مجھے کرامت فرمایا اور تیسری بار مدائن کے قصر میں نے دیکھے اور خدا نے بادشاہان عجم کے قصر مجھے بخشے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ زمین سخت ظاہر ہوتی اور کدال کا اُس پر اثر نہ ہوا تو حضرت نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا اور اپنے معجز نما آبِ دہن کو اس میں ڈالا اور اپنے ہاتھ سے اس زمین پر چھڑک دیا تو آنحضرت کے اعجاز سے اس قدر نرم ہو گئی کہ جب کدال اُس پر مارتے وہ اندر گھس جاتا تھا۔

لکڑی کا تلوار بننا

ابنِ شہر آشوب وغیرہ کے حوالہ سے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جنگِ بدر میں عکاسہ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی

کہ اس سے جنگ کرو۔ جب عکاسہ کے ہاتھ میں وہ لکڑی پہنچی تلوار بن گئی وہ ہمیشہ اُسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

جنگِ اُحد میں عبداللہ بن جحش کو حضرت نے ایک لکڑی دی اور ابودجانہ جن کا اصل نام سماک بن خرشہ تھا کو خرمے کی ایک شاخ عطا فرمائی وہ دنوں شمشیرِ قاطع بن گئیں وہ لوگ اُسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

جناب عمار یاسر کو پتھر اور درخت کا سرکار کی رسالت کی گواہی دینا

تفسیر امام میں مذکور ہے عمار یاسر کہتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت جبکہ آنحضرت کی رسالت میں شک رکھتا تھا اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کی تصدیق نہیں کرسکتا کیونکہ میرے دل میں شک ہے کیا کوئی ایسا معجزہ ہے جس سے میرا شک دور ہو جائے آپ نے فرمایا کہ جب گھر واپس جانا تو ہر درخت اور پتھر سے میری بابت دریافت کرنا۔ جب میں گھر آیا تو ہر درخت اور پتھر سے پوچھتا تھا کہ محمد کا دعویٰ ہے کہ تو اُنکی رسالت کی گواہی دیتا ہے تو وہ گویا ہوتا اور کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

خرمہ کے بیج درخت بنا

امام صادق علیہ اسلام سے منقول ہے کہ جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خرمے کے بیج کو اپنے دہنِ مبارک میں رکھ کر چوستے تھے پھر زمین میں بو دیتے تھے وہ اُسی وقت درخت بن کر بار آور ہو جاتے تھے۔

آپ کی رسالت کے لئے دو ماہ کے بچہ کی گواہی

ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرک عورت اپنی زبان سے آنخضرتؐ کو بہت اذیت دیتی تھی۔ ایک روز دو مہینہ کے بچے کو لئے ہوئے آنخضرت کے سامنے سے جارہی تھی جب حضرت کے قریب پہنچی وہ بچہ بقدرت الٰہی گویا ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ اسلام علیک یا محمدؐ بن عبداللہ اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا۔ حضرت نے فرمایا بچے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسولؐ اور محمدؐ بن عبداللہ ہوں۔ اُس نے کہا مجھے میرے پروردگار نے اور روح الامین نے تعلیم دی ہے۔ حضرت نے پوچھا روح الامین کون ہیں۔ لڑکے نے کہا جبریل ہیں جو اس وقت آپ کے سر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا اے بچے تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا میرا نام عبدالعزیٰ

رکھا گیا ہے۔ حالانکہ میں عزیٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔ یارسول اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجئے حضرت نے فرمایا میں نے تیرا نام عبداللہ رکھا۔ عرض کی یارسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا بہشت میں آپ کے خادموں میں قرار دے آپ نے اُس کے لئے دعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپ پر ایمان لایا سعادت مند ہوا اور جس نے انکار کیا بدبخت وشقی ہوا یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور رحمت الٰہی سے واصل ہوا۔

ایک معتبر روایت کے مطابق دیر کا ایک بچہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے حضرت کے پاس لایا گیا آپ نے اُس سے پوچھا میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپ خدا کے رسولؐ ہیں اُس کے بعد سے بولنے لگا۔

سانپ کا سلام کرنا

عمرو بن منتشر نے آنحضرت سے آ کر شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک سانپ رہتا ہے جس کا دفع کرنا ہمارے لئے دشوار ہے اگر آپ اُس کو دفع کر دیں اور اُس وادی میں جو خرمے کے درخت خشک ہو گئے ہیں ان کو سبز و بار آور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے حضرت ان کے ساتھ اُس وادی میں گئے۔ وہ سانپ نکلا۔ شترمست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینے کے بل چل رہا تھا جب اُس کی نگاہ آنحضرت پر پڑی وہ اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور حضرت کو سلام کیا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ اس وادی سے نکل جائے۔ پھر حضرت اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور

اپنا دستِ مبارک اُن پر پھیرا وہ اُسی وقت بلند ہوگئے اور اُن میں پھل لگ گئے اور اُن کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوگیا۔

ہجرت کے وقت کا معجزہ

سرکارِ دو عالم نے جس روز ہجرت فرمائی ہے اُس رات سے لے کر مدینہ منورہ جانے تک بہت سے معجزات آپ کی ذاتِ اقدس سے رونما ہوئے ہیں منجملہ اُن میں ایک یہ تھا کہ جب آپ غارِ ثور میں فروکش ہوئے تو مکڑی کو خدا نے بھیجا کے غار کے دروازہ پر جالا تنے اور کعبہ کے کبوتروں میں سے ایک جوڑے نے اُس پر گھونسلا بنایا۔ جب قریش آنحضرت کے پیروں کے نشانات دیکھتے ہوئے غار کے دروازہ تک پہنچے جالے اور کبوتر کے گھونسلے کو دیکھ کر بولے کہ اگر رات کوئی اس غار میں داخل ہوتا تو جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر یہاں نہ رہتے اس لئے واپس چلے گئے اسی سبب سے حضرت نے مکڑی کو مار ڈالنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کے لئے شکار کرنے سے منع فرمایا ہے اور بحکم خدا کعبہ کے کبوتروں کے مارنے کا کفارہ مقرر فرمایا ہے۔

اونٹ کا آپ سے اپنے مالک کی شکایت کرنا

بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنگِ ذات الرقاع سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ناگاہ ایک اونٹ رسی توڑ کر بھاگا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا اور اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا اور فریاد کرنے لگا آنسو اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرت نے صحابہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے۔ عرض کی خدا اور رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہتا ہے اب تک تو میرا مالک مجھ سے کام لیتا رہا اب جبکہ میری پشت مجروح اور لاغر ہو گئی ہے اور میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں وہ چاہتا ہے مجھ کو نحر کر کے میرا گوشت فروخت کر دے۔ پھر حضرت نے جابرؓ سے فرمایا جاؤ اس کے مالک کو بلا لاؤ جابرؓ نے کہا میں اُس کو نہیں پہچانتا فرمایا یہ اونٹ خود بتائے گا غرض جابر اونٹ کے ساتھ روانہ ہوئے جابرؓ کہتے ہیں کہ وہ اونٹ مجھے بازاروں اور گلیوں میں گھماتا پھرا تاریک مقام پر پہنچا جہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اونٹ وہاں پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اُن لوگوں نے مجھ سے آنحضرت اور مسلمانوں کی خیریت پوچھی میں نے کہا سب لوگ بخیر ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا میں ہوں۔ میں نے کہا تم کو رسول اللہؐ بلاتے ہیں پوچھا کس کام کے لئے میں نے کہا اس اونٹ نے تمہاری شکایت کی

ہے۔ وہ شخص میرے ہمراہ آیا۔ حضرت نے اُس سے فرمایا یہ اونٹ تیری ایسی ایسی شکایتیں کرتا ہے اُس نے کہا سچ کہتا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اس کو میرے ہاتھ فروخت کردے اس نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے آپ کو ہدیہ کیا حضرت نے فرمایا نہیں اس کی قیمت لے لے غرض حضرت نے اس سے وہ اونٹ خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتا تھا اور سائلوں کی طرح دروازوں پر جاتا تھا۔ لوگ اس کا احترام کرتے چارہ اور کھانا دیتے۔ لڑکیاں اُس کے لئے کھانا بچا کر رکھتیں کہ جب وہ آئے گا وہ کھلائیں گی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ کا آزاد کردہ ہے وہ بہت فربہ ہو گیا تھا۔

بھیڑیوں کا آنحضرت سے رزق کا طلب کرنا

علامہ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ کچھ بھیڑیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک کی شکایت کی اور اپنی روزی طلب کی۔ حضرت نے گوسفندوں کے مالکان کو بلایا اور فرمایا اپنے گوسفندوں میں سے ان کا حصہ قرار دو تا کہ تمہارے اور جانوروں کا نقصان نہ کریں اُن لوگوں نے بخل سے کام لیا اور کوئی حصہ مقرر نہ کیا پھر دوبارہ بھیڑیے آئے پھر ان لوگوں نے کوئی حصہ مقرر نہ کیا۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرت نے بھیڑیوں سے فرمایا جاؤ تم ان کی بھیڑوں کو کھاؤ۔ اور گوسفندوں کے

مالکوں سے فرمایا تم اپنے گلوں کی حفاظت کرو۔ اگر وہ لوگ راضی ہوتے اور اُن کا کچھ حصہ مقرر کردیتے تو قیامت تک حضرت کے مقرر کردہ حصہ سے زیادہ بھیڑیئے گوسفندوں میں تصرف نہ کرتے۔

خچر کی گفتگو

ابن بابویہ اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب سرکار دو عالم نے خیبر فتح کیا ایک خچر کو جو سیاہ یا نیلا تھا غنیمت میں لے لیا وہ حضرت سے بولا میرے دادا کی نسل سے ساٹھ خچر پیدا ہوئے اور اُن پر پیغمبروں کے علاوہ کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اب میرے سوا کوئی اُس نسل سے باقی نہیں اور آپ کے علاوہ کوئی اور پیغمبر بھی نہیں۔ میں ہمیشہ سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ سے پہلے میں بادشاہان یہود کی ملک رہا ہوں۔ لیکن میں نے کبھی ان کی اطاعت نہیں کی۔ بلکہ جان بوجھ کر اپنی پشت سے زمین پر پٹک دیا کرتا تھا وہ میری پیٹھ اور پیٹ پر مارا کرتے تھے۔ میرے باپ دادا نے مجھے بتایا ہے کہ میرے جدِ اعلیٰ جناب نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ وہ حضرت اُن کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے کہ اس خچر کی نسل سے ایک خچر پیدا ہوگا جس پر سید الانبیاء خاتم المرسلین سوار ہوں گے حضرت ذکریا نے بھی یہی خوشخبری دی تھی۔ الحمد اللہ کہ خدا نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا۔ حضرت نے فرمایا میں نے تیرا نام یعفور رکھا اور ایک

روایت کے مطابق جو کہ دیگر حضرات کا قول ہے حضور نے اُس کا نام عفیر رکھا اور فرمایا اگر تجھے مادہ کی خواہش ہو تو بیان کر تو اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ تجھ کو حضرت بلاتے ہیں تو فوراً حاضر ہو جاتا۔ جب کسی کو بلانے کیلئے اُس کو بھیجا جاتا تو وہ اُس کے دروازہ پر جاتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تو صاحب خانہ باہر آجاتا وہ اشارہ کرتا کہ چلو حضرت بلاتے ہیں۔ حضرت کی وفات کے بعد وہ بیقراری سے دوڑتا پھرتا تھا یہاں تک کہ اک کنوئیں میں اپنے آپ کو گرا دیا۔ وہی کنواں اُس کی قبر بن گیا۔

گوسفندوں پر آنحضرتﷺ کا نشان لگانا

جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی عبدالقیس کا ایک گروہ آنحضرتﷺ کی خدمت میں آیا۔ وہ لوگ اپنے ہمراہ چند گوسفند بھی لائے اور حضور سے عرض کی ان گوسفندوں میں چند نشانیاں کر دیں تا کہ وہ ایک دوسرے سے پہچان جائیں۔ حضرت نے اپنی انگشتِ مبارک سے اُن کے کانوں کے نچلے حصہ کو دبایا جس سے اُن کے کان سفید ہو گئے۔ وہ علامت اُن کی نسل میں آج تک باقی ہے۔

maablib.org

سوسمار کی گواہی اور سعد بن معاذ کا ایمان لانا

ایک مستند روایت کے مطابق ایک روز آنحضرت کے پاس ایک اعرابی آیا سوسمار یعنی گوہ کو آستین میں چھپائے ہوئے تھا لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اُس نے کہا لات وعزیٰ کی قسم تم سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ میری قوم کے لوگ مجھے جلد باز کہیں گے تو بیشک تم کو قتل کر دیتا حضرت نے فرمایا اے اعرابی ایمان لا۔ اُس نے کہا یہ سوسمار ایمان لے آئے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔ حضرت نے اس سے فرمایا اے محبت کرنے والے سوسمار اُس نے بزبانِ فصیح جواب دیا لبیک وسعدائے زینتِ اہل قیامت اور سفید ونورانی ہاتھ منہ والوں کو بہشت میں لے جانے والے رسول کیا حکم ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے عرض کی اُس خدا کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور اُس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اُس کے عجائب دریا میں ہیں اور اُس کی صنعتیں صحرا میں ہیں وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں کے اندر ہے اُس نے اپنا عذاب آگ میں قرار دیا ہے۔ حضرت نے پوچھا میں کون ہوں اُس نے کہا آپ پروردگار عالمین کے رسول ہیں خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی اُس نے نجات پائی اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ہلاک ہوا۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا اس سے واضح تر کوئی دلیل نہیں

ہو سکتی۔ جس وقت آپ کے پاس آیا تھا آپ سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا تھا۔ اور اب اپنی جان اور اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ آپ کو محبوب رکھتا ہوں پھر اُس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلے بنی سلیم کی جانب واپس چلا گیا اور اس معجزہ کا ذکر کیا تو ہزار آدمیوں سے زیادہ ایمان لائے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعرابی سعد بن معاذ تھے۔ حضرت نے ان کو اُن کے قبیلے کا سردار بنایا تھا۔

عتبہ بن ابی لہب کا انجام

بسندِ معتبر جابرؓ بن عبداللہ انصاری تھے روایت ہے کہ حضرت نے عتبہ پسرِ ابو لہب کے لئے بددعا کی کہ خدا کسی درندے کو تجھ پر مسلط فرمائے ایک روز حضرت چند صحابہ کے ساتھ مکہ سے کہیں باہر گئے آپ سے پہلے عتبہ وہاں پہنچ گیا تھا اور لمبی گاسوں میں چھپا ہوا تھا تا کہ رات کو حضرت کو ہلاک کرے ہم کو اس کی خبر نہ تھی رات ہوئی تو ایک شیر عتبہ کو پکڑ کر آنحضرت کی قیام گاہ پر لایا اور چلایا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے اُس نے بزبانِ فصیح کہا کہ یہ عتبہ بن ابی لہب ہے مکہ سے تنہا آیا تھا تا کہ آنحضرت کو قتل کرے پھر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا اور اُس کا گوشت بالکل نہیں کھایا۔

سرکارِ دو عالم کے لعابِ دہن سے آنکھوں کا ٹھیک ہونا

آنکھوں کا ٹھیک ہونا تقریباً تمام مکتبہٗ فکر کے جید علمائے کرام نے اپنی تصانیف میں سرکارِ دو عالم کے اس معجزہ کو قلم بند فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جنگِ خیبر میں طلب فرمایا جبکہ میری آنکھیں آشوب کر آئی تھیں اور درد کی شدت سے ان کا کھلنا دشوار تھا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن اُن پر لگا دیا اُسی وقت مجھے شفا ہوگئی آپ نے اپنا عمامہ میرے سر پر باندھا اور دعا کی خداوندہ علی سے سردی گرمی کی تکلیف کو دور کردے۔ حضرت کی دعا کی برکت سے آج تک گرمی و سردی نے مجھ پر اثر نہ کیا۔ جناب امیر علیہ اسلام سردیوں میں باریک کرتہ پہنتے تھے اور آپ پر سردی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

ابر سے سیراب ہونا

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں اصحاب پر تشنگی غالب ہوئی انہوں نے حضرت سے ذکر کیا آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے ناگاہ ایک ابر پیدا ہوا جس سے سب سیراب ہوگئے۔

بکری کے مردہ بچہ کا زندہ کرنا

بصائر اور خرائج میں امام زین العابدین علیہ اسلام سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ چند روز سے میں نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ایک انصاری یہ سن کر گھر گیا اور زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو ہم کو غنیمت حاصل ہوئی میں نے حضرت سے ایسا سنا ہے میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اس کے علاوہ کوئی جانور نہیں اسی کو ذبح کر کے پکاؤ۔ زوجہ نے خوشی خوشی اُس کا گوشت تیار کیا۔ وہ انصاری حضرت کی خدمت میں اُس کو لے کر حاضر ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کھاؤ اور اس کی ہڈیاں جمع کرتے جاؤ غرض وہ انصاری جب گھر واپس گیا تو دیکھا وہی بچہ گھر میں اُچھل کود رہا ہے۔

اعضاء خورہ کا مرض دور کرنا

جہینہ کے ایک شخص کے اعضا خورہ کے سبب سے گر گئے تھے اُس نے آنحضرت سے شکایت کی حضرت نے تھوڑا پانی منگوایا اور پنا لعاب دہن اُس میں ڈالا اور فرمایا اس پانی کو اپنے بدن پر چھڑک لے اُس نے اُس کو اپنے جسم پر

ملا تو فوراً شفایاب ہوگیا۔ حسان بن ثابت یا ایک روایت کے مطابق طفیل عامری مرضِ خورہ میں مبتلا ہوئے حضرت سے شفا کی التجا کی حضرت نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنا لعابِ دہن اُس میں ڈال دیا اور فرمایا اس سے غسل کریں انہوں نے غسل کیا فوراً شفا ہوگئی۔

پھونک کر زخموں کا ٹھیک کرنا

راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سلمہ بن الاکوع کو جنگِ خیبر میں ایک کاری زخم لگا۔ حضرت نے تین مرتبہ اُس زخم پر پھونک دیا وہ اُسی وقت اچھا ہوگیا اور جنگِ اُحد میں قتادہ ابنِ نعمان کی آنکھ میں زخم لگا اور آنکھ نکل پڑی دوسری روایت کے مطابق آنکھ بالکل ضائع ہوگئی حضرت نے ہاتھ پھیرا تو اس سے بہتر آنکھ پیدا ہوگئی۔

عروہ کا زندہ کرنا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب اور جلاالعیون میں روایت کیا ہے کہ ایک انصاری جوان کی ماں بہت بوڑھی اور نابینا تھی وہ بیمار ہوا۔ حضرت اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے جب اُس کے گھر پہنچے وہ مر چکا تھا۔ اس کی ماں

نے کہا۔ خداوندہ اگر میں نے صرف تیری اور تیرے پیغمبر کی خوشنودی کے لئے ہجرت کی ہے اس امید پر کہ تو ہر تکلیف و مصیبت میں میری مدد کرے گا۔ تو اس بلا کا بوجھ مجھ پر مت ڈال۔ پھر حضرت نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ زندہ ہو کر بیٹھ گیا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔

پیر کے کٹنے کے بعد اُسے جوڑنا

بریدہ سے روایت ہے کہ عرو بن معاذ کا پیر ایک جنگ میں کٹ گیا حضرت نے اپنا لعاب دہن اُس جگہ لگا دیا وہ متصل ہو گیا۔

جنون کا دور کرنا کٹے ہوئے ہاتھ کا جوڑنا

ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو آنخضرت کی خدمت میں لائی اور کہا اس لڑکے کو جنون اور صرع کی بیماری ہے ہر صبح و شام مبتلا ہوا کرتا ہے۔ حضرت نے اپنا دستِ مبارک اس کے ہاتھ پر پھیرا اور دعا کی۔ ناگاہ اُس کے حلق سے ایک فضلہ دودھ کے مانند نکلا اور وہ بچہ شفایاب ہو گیا۔

محدثان خاص و عام سے روایت ہے کہ جنگِ بدر میں ابوجہل کے وار سے معاذ بن عفرا کا ہاتھ جدا ہو گیا وہ اپنا ہاتھ لئے حضرت کی خدمت میں آیا حضرت

نے اپنا لعابِ دہن مبارک جو کہ ایک معجزہ تھا اس مقام پر مل کر ہاتھ جوڑ دیا وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوگیا۔

بالوں کا سفید نہ ہونا

عمر بن اخطب سے روایت ہے کہ حضرت نے پانی طلب فرمایا۔ میں آپ کے لئے پانی لے کر حاضر ہوا اس میں ایک بال پڑا ہوا تھا۔ میں نے نکال کر پھینک دیا حضرت نے فرمایا خداوندہ اُسے حسن و جمال عطا فرما۔ ابونہیک آزدی کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا جبکہ اُس کی نوے سال کی عمر ہو چکی تھی اُس کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔

سفید داغ کا دور ہونا

اجمل بن جمال کا بیان ہے کہ میرا چہرہ سفید ہو گیا تھا حضرت نے دعا کی اور اپنا دستِ مبارک میرے چہرے پر پھیر دیا۔ اُسی وقت وہ صحیح ہوگیا اور کوئی اثر سفید داغ کا باقی نہ رہا۔

maablib.org

مردہ بچوں کا دوبارہ زندہ کرنا

روایت ہے کہ ایک انصاری کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا اُس نے کہا اس کا کچھ بھنا ہوا گوشت پکاؤ اور باقی کا سالن تیار کرو شائد آنحضرت ہم کو سرفراز فرمائیں اور آج رات ہمارے یہاں افطار کریں یہ کہہ کر وہ تو مسجد کی جانب گیا اس کے دو چھوٹے بچے تھے جنہوں نے باپ کو بکری کا بچہ ذبح کرتے دیکھا تھا اُن میں سے ایک نے دوسرے کو اسی طرح ذبح کر دیا اُن کی ماں نے جو دیکھا تو رونے پیٹنے لگی۔ دوسرا بچہ ڈر کر بھاگا اور کوٹھے سے گر کر مر گیا۔ اُس مومنہ نے دونوں بچوں کو چھپا دیا اور کھانا پکایا۔ حضرت افطار کے وقت اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اُسی وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ اس انصاری سے کہئے کہ اپنے بچوں کو بھی دستر خوان پر حاضر کرے آپ نے اس سے کہا وہ بچوں کو بلانے چلا۔ زوجہ نے کہا کام کو گئے ہیں موجود نہیں ہیں۔ انصاری نے حضرت سے بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا ان کا آنا ضروری ہے۔ پھر اس نے جا کر زوجہ سے پوچھا تو اس نے حقیقتِ حال بیان کی۔ اُس شخص نے دونوں بچوں کی لاشیں آنحضرت کے سامنے لا کر رکھ دیں آپ نے دعا کی خدا نے اُن کو اُسی وقت زندہ کر دیا جن کی بڑی عمریں ہوئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ بنی حارثہ کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی انہوں نے خط کو دھو ڈالا اور اپنے ڈول میں پیوند لگا لیا حضرت نے ان

کے لئے بددعا کی کہ خدا اُن کی عقلوں کو سلب کرلے اس کے بعد وہ ایسے ہو گئے کہ عقل وتدبیر کی کمی میں عرب میں اُن کی مثال دی جاتی تھی۔

رزق میں برکت کی دعا

ایک روز آنحضرت عبداللہ بن جعفر کی طرف سے گزرے دیکھا کہ وہ بچپن کے سبب کھیل رہے تھے اور مٹی کا مکان بنا رہے تھے حضرت نے فرمایا اس کا کیا کرو گے۔ عرض کی بیچوں گا پوچھا اس کی قیمت کا کیا کرو گے؟ کہا رطب خرید کر کھاؤں گا حضرت نے فرمایا خداوندا اس کے ہاتھ میں برکت عطا فرما اور اس کے سودے کو نفع بخش کردے آنحضرت کی دعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے کوئی چیز نہیں خریدی جس میں نفع نہ ہوا ہو اُن کو اس قدر مال حاصل ہوا کہ اُن کی عطا و بخشش کی لوگ مثال دینے لگے اور اہلِ مدینہ کسی سے قرض لیتے تھے تو یہ وعدہ کرتے تھے کہ جب عبداللہ بن جعفر عطا فرمائیں گے تو واپس دیں گے۔

بکری کے بچہ کو زندہ کرنا

ایک روایت کے مطابق ابوایوب انصاری نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہ کی شادی میں ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا اور حضرت کے سامنے

لائے حضرت نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ ابوایوب مردِ فقیر ہیں خداوندہ تو اس بچہ کا خالق ہے تو ہی اس کو مار ڈالتا ہے تو قادر ہے کہ اس کو زندہ کردے لہٰذا اس کو دوبارہ زندہ کردے اے کہ تو ہمیشہ زندہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں وہ بچہ زندہ ہو گیا اور خدا نے اُس میں اس قدر برکت عطا کی کہ جو بیمار اُس کا دودھ پی لیتا تھا صحت پاتا تھا اہل مدینہ اس کو مبعوثہ کہتے تھے یعنی مرنے کے بعد زندہ کی ہوئی۔

حضرت کی اُنگلیوں سے چشمہ آب کا پھوٹنا

ابنِ شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے امامِ جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ اسلام فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضرت کے ساتھ تھا۔ ہم ایک منزل پر پہنچے وہاں پانی نہ تھا لوگ پیاسے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظرف منگایا جس میں تھوڑا پانی تھا حضرت نے اپنا دست مبارک پانی میں ڈال دیا آپ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہوا کہ تمام آدمیوں نے پیا اور اپنا اپنا ظرف بھر لیا اور اونٹوں نے بھی پیا اُس لشکر میں آپ کے ہمراہ تیس ہزار آدمی بارہ ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق ایک گڑھا کھودا اس پر ایک چادر ڈھک دی اور اپنا ہاتھ اس چادر پر رکھ دیا۔ تھوڑا پانی اپنے ہاتھ پر ڈالا اور خدا کا نام لیا تو آپ کی معجز

نما انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ یہ روایت متعدد طریقہ سے وارد ہوئی ہے اور یہ حضرت کے معجزاتِ متواترات سے ہے۔

خرمہ کا ختم نہ ہونا

راوندی اور ابنِ شہر آشوب سے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہ ایک روز ایک مٹھی خرمہ لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی دعا فرمایئے کہ خدا اس میں برکت دے حضرت نے دعا کی اور فرمایا اس کو تھیلی میں رکھ لو جب ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو مگر بالکل خالی نہ کرنا۔ وہ ہمیشہ اُس میں سے کھاتے رہے اور لوگوں کو دیتے بھی رہے یہاں تک کہ جناب امیرؑ نے اُن سے گواہی دینے کے لئے فرمایا۔ انہوں نے دنیا کے لالچ میں حقیقتِ حال پوشیدہ رکھا اُس وقت وہ برکت جاتی رہی۔ پھر توبہ کی اور امیر المومنین سے دعا کی التجا کی آپ نے دعا فرمائی پھر وہ برکت قائم ہوگئی۔ جب ابوہریرہ معاویہ سے مل گئے تو ہمیشہ کے لئے وہ برکت زائل ہوگئی۔

بغیر دودھ والی بکری سے دودھ کا نکالنا

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تین روز متواتر روزہ

رکھا اور پانی کے سوا کوئی چیز میسر نہ ہوئی جس سے افطار کرتا۔ میں نے آنحضرت سے اپنا حال بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ میں چلا راستہ میں ایک بکری دیکھی حضرت نے اس کے مالک سے فرمایا میرے پاس لاؤ اس نے کہا یہ دودھ دینے والی نہیں ہے فرمایا لاؤ تو وہ حضرت کے پاس بکری لے گیا۔ آپ نے اُس کے تھنوں پر دستِ مبارک پھیرا اُسی وقت اُس کے تھن لٹک گئے اور دودھ سے بھر گئے فرمایا اپنا پیالہ لاؤ وہ لایا آپ نے اس میں سے دودھ نکالا جب وہ بھر گیا تو اس کو دے دیا اُس نے پی لیا پھر پیالہ لے کر دودھ نکالا اور بھر گیا تو مجھے دیا میں نے پی لیا۔ تیسری مرتبہ دودھ نکال کر خود نوش فرمایا۔

کھانے میں برکت

مختلف محدثین نے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بازار سے ایک درہم کا گوشت اور ایک درہم کا آٹا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کو لا کر دیا انہوں نے پکایا اور مجھ سے کہا اگر آنحضرت کو بھی بلا لاؤ تو بہتر ہوتا میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے فرما رہے ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ بھوکا ایک کروٹ پڑا رہوں۔ میں نے کہا یارسول اللہؐ میرے گھر پر کھانا تیار ہے تشریف لے چلیے حضور اُٹھے اور مجھ پر سہارا کیے ہوئے میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ کھانا لاؤ وہ معصومہ روٹی

اور سالن لائیں حضرت نے اُس پر ایک کپڑا ڈھک دیا اور فرمایا اے فاطمہؑ اس میں سے اُم سلمہؓ کے لئے علیحدہ کرو اسی طرح اور ازواج کے لئے ایک ایک روٹی کچھ سالن بھیجا پھر فرمایا اپنے باپ اور شوہر کے لئے بھی الگ کرلو پھر ہمسایوں کے واسطے بھی بھیجا پھر بھی اتنا کھانا بچ رہا کہ کئی روز تک کام آتا رہا۔

جنگ خندق میں خرموں کا ختم نہ ہونا

روایت ہے کہ جنگ خندق کے روز عبداللہ بن رواحہ کی بیٹی حضرت کے سامنے سے گزری آپ نے اُس سے پوچھا کس کو تلاش کرتی ہو عرض کی اپنے والد عبداللہ کو میں اُن کے لئے یہ خرمے لائی ہوں۔ حضرت نے وہ خرمے اُس سے لے لیے اور چادریں بچھوادیں اور کھانے کی منادی کرادی لشکر کے تمام لوگ آئے سب نے سیر ہو کر کھایا اور جس قدر چاہا اپنے ساتھ لے گئے باقی جو تھا اُسی لڑکی کو حضرت نے واپس دے دیا۔

شہد کا ختم نہ ہونا

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ایک پیالہ میں شہد ایک عورت کو دیا وہ مدتوں اُس پیالے سے شہد کھاتی رہی لیکن اس پیالہ میں سے شہد کم

نہ ہوا۔ ایک روز اُس نے اُس پیالہ میں سے شہد کو دوسرے برتن میں منتقل کردیا اُسی وقت شہد زائل ہوگیا وہ حضرت کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اگر اس کو دوسرے پیالہ میں نہ رکھتی تو اس میں سے ہمیشہ کھاتی رہتی۔

سوکھے کنویں سے پانی کا اُبلنا

تقریباً ہر مسلک کے علمائے اکرام نے مختلف طریقوں سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں تقریباً 1500 صحابہ کرام کے ساتھ قیام پذیر تھے اور ہوا نہایت گرم تھی لوگوں نے حضرت سے شکایت کی کہ آب رواں خشک ہوگیا ہے اور جو کنواں ہے اُس میں پانی نہیں ہے اور پانی والے کنویں پر قریش نے قبضہ کرلیا ہے۔ حضرت نے پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول منگایا وضو کیا اور پانی لے کر منہ میں پھرایا اور اُس ڈول میں ڈال دیا اور فرمایا کنویں میں ڈال دو۔ جب وہ پانی کنویں میں ڈالا گیا تو کنواں فوراً پانی سے لبریز ہوگیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا روایت کے مطابق تیر ناجیہ دُخترِ عمرو یا بنتِ براء بن عازب کو دے کر فرمایا کہ حدیبیہ کے کسی کنویں میں ڈال دو۔ جب وہ تیر ڈالا گیا پانی تیر کے نیچے سے جوش میں آیا جب کافروں نے دیکھا تعجب کیا اور کہا محمدؐ کے جادو سے بعید نہیں۔ جب حضرت وہاں سے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تیر کنویں سے نکال لو جب تیر نکال لیا گیا تو پانی فوراً زائل

ہو گیا گویا کبھی اُس میں تھا ہی نہیں۔

بیہوشی کا ختم کرنا

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ بیمار تھا اور بیہوش ہو گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو آئے اور اپنا دستِ مبارک دھویا پھر اُس پانی کو مجھ پر چھڑک دیا میں ہوش میں آیا اور مجھے شفا ہو گئی۔

خشک درخت کا شاداب ہونا اور خشک ہونا

مختلف علمائے کرام نے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گاؤں میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے جب آپ بیدار ہوئے پانی طلب کر کے اُسی درخت کی جڑ میں وضو کیا اور کلی کی۔ دوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت بڑا ہو گیا ہے اور بار آور ہو گیا بڑے بڑے پھل لگے ہوئے ہیں جن کی خوشبو عنبر کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھا جو بھوکا اُس کو کھاتا سیر ہو جاتا پیاسا سیراب ہو جاتا بیمار شفا پاتا جو حیوان اُس درخت کی پتیاں کھاتا اس کا دودھ بہت زیادہ ہو جاتا اس گاؤں کے قرب وجوار کے لوگ اس کی پتیاں شفا کے لئے لے جاتے وہ درخت اُس قبیلہ کے ئے آب وغذا کے

مانند تھا اور ہمیشہ اس کی برکت سے اُن کے مال و اولاد میں ترقی ہوتی رہتی تھی۔ ایک روز اس کی پتیاں زرد اور چھوٹی ہو گئیں اور وہ درخت مرجھا گیا چند روز بعد اُن کو خبر پہنچی کہ آنحضرت کا انتقال ہو گیا ہے اس کے بعد اس میں پھل کم ہو گئے اور اُن پھلوں میں شیرینی اور خوشبو بھی کم ہو گئی تمیں برس تک وہ اسی حال پر قائم رہا۔تمیں سال کے بعد ایک روز اُن لوگوں نے دیکھا کہ اس کی طراوت اور بھی کم ہو گئی اور اس کے پھل بھی گر گئے۔ چند روز کے بعد اُن کو معلوم ہوا کہ امیر المومنین علیہ اسلام شہید ہو گئے اس کے بعد پھر اس میں پھل نہیں لگے لیکن لوگ اس کی پتیوں سے شفا اور برکت حاصل کرتے تھے اسی حال پر کچھ عرصہ تک قائم رہا پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہو گیا ہے اور اس کی جڑ سے تازہ خون جوش مارتا ہے اور اس کی پتیوں سے پانی ملا ہوا خون ٹپک رہا ہے۔ جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے۔اس کے چند روز بعد ان کو اطلاع ملی کہ اُس روز امام حسین علیہ سلام شہید ہوئے تھے۔

ریشور بن حارث کا اسلام لانا

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت عرب کے ایک گروہ سے جنگ کرنے کے لئے چلے ایک موضع میں پہنچے جس کو ذی امر کہتے تھے وہاں کے لوگ لشکر دیکھ کر بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر جا کر پناہ گزیں ہوئے حضرت

اُس مقام پر ٹھہرے جہاں سے اُن کو دیکھ سکیں۔ پھر اپنے لشکر سے قضائے حاجت کے لئے نکلے بارش ہونے لگی جس سے آپ بالکل بھیگ گئے اور کپڑے تر ہو گئے آپ نے کپڑے اُتار کر ایک درخت پر لٹکا دیئے اور اس کے سایہ میں لیٹ گئے وہ دیہاتی حضرت کو دیکھ رہے تھے ان کا سردار جس کا نام دیثور بن حارث تھا حضرت کے پاس آیا اور تلوار نکال کر بولا اس وقت آپکو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ خدا جبرائیل نے اُس کے سینہ پر ہاتھ مارا اُس کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی وہ زمین پر گر پڑا آنحضرت نے تلوار اُٹھالی اور اس کے پاس آ کر فرمایا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

ابن قمیہ کا حشر

مختلف علمائے کرام نے روایت کی ہے کہ روزِ جنگ اُحد ابن قمیہ نے ایک پتھر آنحضرت کی طرف پھینکا وہ حضرت کے پیروں پر لگا۔ آپنے فرمایا خدا تجھ کو ذلیل کرے۔ وہ جب اُحد سے واپس چلا تو ایک مقام پر سو رہا تھا کہ ایک پہاڑی بکرا آیا اور اپنی سینگ اُس کے پیٹ میں بھونک دی۔ وہ چلانے لگا واذلاہ۔ بکرے نے سینگ کو پیٹ پھاڑ کر اُس کی گردن کے حلقہ سے نکالا۔

ریت سے کافروں کو موت آنا

حضرت نے جنگِ بدر میں ایک مٹھی ریت اُٹھا کر کافروں کے لشکر پر مارا اور فرمایا شاہت الوجوہ۔ ہوا نے ان سنگریزوں کو اُڑا کر اُن کے چہروں تک پہنچا دیا۔ تو جس جس کے منہ پر وہ خاک پڑی وہ اُس روز یا تو مارا گیا یا اسیر ہوا۔

جھوٹے کے چراغ سے جلنا

روایت ہے کہ ایک روز حضرت بلالؓ اذان کہہ رہے تھے جب اشھد انّ محمدً رسول اللہ کہا ایک منافق بول اُٹھا جو جھوٹا ہو وہ جل جائے اُسی رات وہ چراغ کو درست کرنے اُٹھا اس کی لو اُس کی اُنگلی میں لگ گئی اور ہر چند اُس نے بجھانے کی کوشش کی لیکن وہ آگ نہ بجھی اور اس کے سارے بدن کو جلا دیا۔

اُبی بن خلف اور عتبہ بن معیط کا حشر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن معیط اور اُبی بن خلف آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے ایک مرتبہ عتبہ ایک سفر سے واپس

آیا اور لوگوں کی ضیافت کی اور اشرافِ قوم کے ساتھ حضرت کو بھی دعوت میں بلایا حضرت نے فرمایا جب تک تو ایمان نہ لائے گا میں تیری دعوت قبول نہ کروں گا ُس نے کلمہ ٔشہادتین پڑھا تو حضرت نے اس کے یہاں کھانا کھایا۔ جب اُبی بن خلف سفر سے واپس آیا تو عقبہ کا حال سنا اور اُس کو ملامت کی کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ میں اس وقت تک تجھ سے بات نہ کروں گا جب تک تو محمدؐ کی تکذیب اور اُن کو ذلیل نہ کرے گا۔ یہ سن کر وہ معلون حضرت کے پاس آیا اور حضرت کے اوپر تھوک دیا۔ لیکن اس کا آبِ دہانِ نجس دو حصوں میں ہو کر پلٹ گیا اور اسی کے دونوں رخساروں کو جلا دیا جس کا نشان پڑ گیا۔ حضرت نے فرمایا جب تک تو مکہ میں ہے زندہ رہے گا جب باہر جائے گا اپنی ہی تلوار سے مارا جائے گا۔ غرض وہ روزِ بدر مقتول ہوا اور اُبی روزِ اُحد مارا گیا۔

عرفطہ جن کی فریاد

انتہائی معتبر سند سے جنابِ سلمانِ فارسی سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقامِ ابطح میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی خدمت میں حاضر تھی حضرت مجھ سے ہمکلام تھے ناگاہ ایک گرد نمودار ہوئی اور حرکت کرتی ہوئی حضرت کے پاس پہنچی اُس گرد میں سے ایک شخص ظاہر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو میری قوم نے آپ کی خدمت میں بھیجا

ہے تاکہ ہم آپ سے پناہ مانگیں اور آپ سے امان طلب کریں کیونکہ ایک گروہ نے ہم پر ظلم و ستم کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی کو بھیجئے جو ہمارے اور اُن کے درمیان حکمِ خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ آپ مجھ سے عہد و پیمان لے لیجئے کہ میں آپ کے فرستادہ کو کل صبح آپ کے پاس پہنچا جاؤں گا اگر خدا کی جانب سے کوئی حادثہ پیش نہ آیا جس میں میرا قابو نہ ہو۔ حضرت نے پوچھا تم کون ہو اور تمہاری قوم کیسی ہے اُس نے کہا میں قوم جن کے قبیلۂ بنی نجاح میں شمراخ کا بیٹا عرفطہ ہوں۔ ہم اور ہماری قوم کے کچھ لوگ آسمان پر جایا کرتے تھے اور فرشتوں کی باتیں اور خبریں سنا کرتے تھے جب آپ مبعوث ہوئے تو ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ ہم لوگ تو آپ پر ایمان لائے ہیں لیکن ہماری قوم کے اکثر لوگ اب بھی کفر پر باقی ہیں اس لئے ہمارے اور اُن کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔ چونکہ وہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں اس لئے ہماری چراگاہ سامان وغیرہ چھین لیا ہے۔ اور ہم کو ہمارے مویشوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ التماس ہے کہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرے۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنی اصل شکل ظاہر کرو تا کہ ہم تمہاری اصلی حالت میں تم کو دیکھیں اس نے اپنی صورت ظاہر کی تو حضرت نے دیکھا کہ وہ ایک مرد ہے جس کے بال بہت ہیں اُس کا سر بلند آنکھیں اونچی جو سر کی لمبائی کے برابر ہیں اُن کے حلقے چھوٹے اور درندوں کے مانند دانت تھے۔ حضرت

نے اُس سے عہد و پیمان لیا کہ جس کو حضرت اُس کے ساتھ بھیجیں گے وہ اُس کو دوسرے روز واپس پہنچائے گا پھر آپ اپنے صحابہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کون اس کے ساتھ جائے گا جب سب نے انکار کیا تو آپ نے جناب امیر علیہ اسلام کو بلایا اور فرمایا علیؑ تم عرفطہ کے ساتھ جاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کے معاملات کا حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ جناب امیرؑ فوراً اُٹھ کھرے ہوئے اپنی شمشیر میان میں رکھی اور عرفطہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جناب سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ میں بھی حضرت کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم وادیٔ صفا تک پہنچے تو جناب امیر المومنین علیہ اسلام نے فرمایا سلمان تم واپس جاؤ خدا تم کو جزائے خیر دے۔ پھر میں نے دیکھا کہ زمین شگافتہ ہوئی جناب امیر اس کے اندر چلے گئے اور میں واپس آ گیا اور حضرت کے لئے بے حد غمگین ہوا۔ دوسرے روز آنحضرت نے ہمارے ساتھ نمازِ جماعت پڑھی اور کوہِ صفا پر جا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ حضرت کے گرد جمع تھے۔ جناب امیرؑ کے واپس آنے میں دیر ہوئی آفتاب بلند ہوا اور لوگوں میں چہ میگوئیہ ہونے لگیں۔ منافقین خوش ہو کے کہتے تھے۔ الحمد للہ خدا نے ابو تراب سے ہم کو نجات بخشی اور محمدؐ کا ناز مٹ گیا جو اُن کو اپنے بھائی کے سبب سے تھا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا حضرت نے نماز ظہر ادا کی پھر اُسی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرنے لگے۔ لوگوں نے امیر لمومنین کی واپسی سے نا اُمیدی ظاہر کی اسی عالم میں عصر کا وقت بھی آ گیا۔ حضرت نے

جا کر نمازِ عصر بھی پڑھی پھر کوہِ صفا پر آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت کو بھی فکر و پریشانی بڑھنے لگی۔ دشمنوں کے طعن وطنز کی باتیں بھی زیادہ ہونے لگیں اور آفتاب کے غروب ہونے کا وقت آ گیا۔ ناگاہ کوہِ صفا شگافتہ ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ اسلام مانند خورشید تاباں کوہ اُحد سے برآمد ہوئے۔ خون آپ کی تلوار سے ٹپک رہا تھا۔ عرفطہ حضرت کے ساتھ تھا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؑ کو سینے سے لگا لیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پوچھا اس قدر دیر کیوں ہوئی یہاں منافقین اور کفار مذاق اُڑا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ میں کافر اور منافق جنوں کی طرف گیا جو بہت زیادہ تعداد میں تھے عرفطہ اور اس کی قوم پر ظلم ڈھا رہے تھے میں نے ان کو تین باتوں کی دعوت دی۔ پہلی بات یہ کہ خدا پر ایمان لاؤ اور آنحضرت کی پیغمبری کا اقرار کرو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہ جزیہ دو۔ انہوں نے یہ بھی منظور نہ کیا۔ تیری بات میں نے یہ کہی کہ عرفطہ اور اس کی قوم سے صلح کر لو اور ان کے چشمے اور چراگاہ ان کو واپس کر دو۔ اُن میں سے اکثر لوگوں نے یہ بھی منظور نہ کیا تو میں نے خدا کا نام لے کر اُن پر حملہ کر دیا اور اُن میں سے اسّی ہزار شخصوں کو قتل کر دیا۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو صلح پر راضی ہو گئے اور امان مانگنے لگے اور آخر مسلمان ہو گئے۔ پھر عرفطہ نے کہا یا رسول اللہ خدا آپ کو اور امیر المومنین کو ہم لوگوں کی طرف سے جزائے

خیر دے پھر وہ حضور سے رُخصت ہو کر واپس چلا گیا۔

جنوں کے سردار کا سانپ کی شکل میں ظاہر ہونا

روایت ہے کہ جب جناب رسولِ خدا حنین کی جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ میں کچھ لوگ علم لئے ہوئے واپس آئے اور کہا یا رسول اللہ ایک بہت بڑا سانپ ہماری راہ میں ایک پہاڑ کی مانند حائل ہے اور ہم اُدھر سے گزر نہیں سکتے۔ جب حضرت اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے سر اُٹھا کر کہا ''اسلام علیک یارسول اللہ'' میں ہشیم بن لمباع بن ابلیس ہوں آپ پر ایمان لایا ہوں اور اپنے اہلبیت میں سے دس ہزار افراد کو ساتھ لایا ہوں تا کہ ان کافروں کے خلاف آپ کی مدد کروں۔ حضرت نے فرمایا راستہ سے الگ ہو جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ہماری داہنی طرف سے آ۔ یہ سن کر اُس نے راستہ چھوڑ دیا اور مسلمان اُس طرف سے گزر گئے۔

عباس بن عبدالمطلب کے راز کو فاش کرنا

امامِ جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباس سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور

فرمایا کہ اپنا فدیہ دیجئے جناب عباس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے حضرت نے فرمایا جو کچھ آپ نے اپنی زوجہ اُم الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وہ کیا ہوا۔ یہ سن کر جناب عباس نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وہ اشرفیاں جس وقت میں نے اُنکے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے وہاں کوئی اور موجود نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرت پر وحی کی کہ اے رسولؐ ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دوست ہیں اُن سے کہہ دیجئے کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے۔ چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مال دار ہوئے کہ بیس غلام تجارت کرتے تھے۔ اور اُن میں سے کسی کے پاس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا اور یہ معجزہ متواتر سے ہے۔

عمارِ یاسر کو اُن کے قتل کی اطلاع دینا

علمائے اہلسنت اور علمائے اہلِ تشیع سب نے ہی اس معجزہ کو اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ جناب اُم المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جناب عمارِ یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اینٹیں لگا رہے تھے حضرت نے اُن کے سینے سے مٹی صاف کر کے فرمایا اے عمار تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا جو امامِ زمانہ پر خروج کرے گا اور وہ سب ظاہر ہونگے اور

دنیاں میں تمہاری آخری خوراک دودھ کا شربت ہوگا اور یہ سب واقع ہوا۔

امام حسین علیہ اسلام کی شہادت کی اطلاع دینا

یہ معجزہ بھی متواتر سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار امام حسین علیہ اسلام اور اُن کے اصحاب واعزا کی شہادت کی خبر اپنے اصحاب کو دی ہے بلکہ مقام شہادت بھی بتا دیا اور خاکِ کربلا جناب اُم سلمہ کو یہ کہہ کر دی تھی کہ یہ خاک شہادتِ حسین کے وقت خون ہو جائے گی اور ایسا ہی ہوا۔

امام حسینؑ کی شہادت اور زائرین کی شفاعت کی خبر دینا

مختلف علمائے کرام نے متعدد طریقہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رما تھے جناب امیرؑ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہ امام حسنؑ اور امامِ حسین علیہ اسلام بھی موجود تھے حضرت نے فرمایا تم لوگوں کی قبریں مختلف مقامات پر ہونگی امام حسین علیہ سلام نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اپنی موت سے مروں گا یا مارا جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا اے نورِ نظر تم ظلم وستم سے شہید کیئے جاؤ گے اور تمہارے بھائی بھی تمہارے باپ بھی اور تمہاری اولاد دنیاں میں ستم رسیدہ ہوگی۔ امام حسینؑ نے عرض کی کیا ہماری ایسی پراگندگی کے

سبب کوئی ہماری قبروں کی زیارت بھی کرے گا۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ ہماری اُمت کا ایک گروہ ہمارے ساتھ نیکی اور محبت کے سبب سے تمہاری زیارت کرتا رہے گا اور قیامت کے روز میں اُن کو ہول و مصیبت سے نجات دلاؤں گا۔

حضرِ موت سے آنے والوں کی اطلاع دینا

امامِ جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسول خدا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا حضرِ موت سے نو اشخاص آنے والے ہیں جن میں سے چھ اشخاص مسلمان ہوں گے یہ سن کر جو لوگ موجود تھے شک کرنے لگے میں نے کہا خدا اور رسول کا ارشاد سچ ہے اور بلاشبہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا اے علیؑ تم صدیق اکبر ہو۔ مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہو تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں تم وہ سب کچھ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لایا وہ تم ہو۔ خدا نے تم کو ایسا ہی خلق فرمایا ہے اور شک و گمراہی کو تم سے دور رکھا ہے تم ہی لوگوں کے ہادی اور میرے سچے وزیر ہو۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں دوسرے روز آنحضرت بدستور اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے میں حضرت کی داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا کہ نو شخص آئے اور حضرت کو سلام کیا اور کہا اے محمدؐ ہم سے اسلام کے بارے میں بیان کیجئے حضرت نے اسلام کے بارے میں بیان کیا

غرض چھ اشخاص مسلمان ہوئے اور تین افراد اپنے کفر پر باقی رہے۔ حضرت نے اُن تینوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تو بہت جلد بجلی گرنے سے مرے گا اور دوسرے سے فرمایا کہ تجھ کو سانپ کاٹے گا اور تو مر جائے گا اور تیسرے سے فرمایا تو اپنے اونٹوں کے چرانے کے لئے گھر سے نکلے گا اور تجھ کو فلاں گروہ قتل کرے گا۔ چند دنوں کے بعد وہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے واپس آئے اور عرض کی یارسولؐ اللہ وہ تینوں اشخاص اُسی طرح مرے جس طرح آپ نے بتایا تھا۔ اور ہمارے یقین میں اضافہ ہو گیا کہ آپ سچے ہیں اور اب ہم اس لئے آئے ہیں کہ اپنے اسلام کو تازہ کریں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ زندوں اور مردوں پر امین ہیں۔

درہم کا اشرفیوں میں تبدیل ہونا

ایک روایت کے مطابق ایک سائل نے آکر آنحضرت سے سوال کیا آپ نے فرمایا بیٹھو ملتا ہے اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اُس نے ایک تھیلی آنحضرت کے سامنے ڈال دی اور عرض کیا یارسولؐ اللہ یہ چار سو درہم ہیں ان کو مستحقین کو دے دیجئے حضرت نے سائل سے فرمایا ان اشرفیوں کو لے لے صاحب مال نے کہا یارسولؐ اللہ یہ اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ درہم (چاندی کے سکے) ہیں حضرت نے فرمایا مجھے جھوٹا مت کہو کیونکہ خدا نے مجھے راس گو فرمایا ہے غرض تھیلی کھولی گئی

تو اُس میں سے چار سو اشرفیاں (یعنی سونے کے سکّے) برآمد ہوئے۔ صاحبِ مال کو تعجب ہوا۔ اور اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس تھیلی میں چاندی کے سکّے رکھے تھے۔ حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ چونکہ میری زبان سے اشرفیاں نکل گئی تھیں اس لئے خدا نے انہیں اشرفیاں بنا دیا۔

جنگِ بدر میں کٹے ہاتھ کا جوڑنا اور لکڑی کا تلوار میں تبدیل ہونا

معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگِ بدر میں حبیب بن یساف کے ہاتھ پر تلوار کی ایک ضربت لگی وہ شانے سے جدا ہوگیا وہ اپنا ہاتھ لئے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لائے حضرت نے اس کی جگہ پر رکھ کر دعا کی وہ اس طرح درست ہوگیا کہ کٹنے کا نشان تک ظاہر نہ رہا۔ عکاسہ بن محصن کی تلوار جنگِ بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ آنحضرت نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی وہ حضرت کے اعجاز سے نہایت تیز تلوار بن گئی اس سے اُنہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ کفار بھاگ گئے۔ وہ اس تلوار کو حفاظت سے اپنی وفات تک رکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح سلمہ بن اشہل کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت نے ایک چھڑی ان کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا اس سے جہاد کرو۔ وہ ایک عمدہ تلوار ہوگئی اور وہ

ہمیشہ اُسی سے جہاد کرتے تھے۔

روایت ہے کہ جنگِ اُحد میں امیر المومنین کو چالیس زخم آئے تھے آنحضرت نے اپنے دہن اقدس میں پانی لے کر اُن پر چھڑک دیا وہ اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔

ابی بن خلف کا حضرت کے ہاتھوں قتل ہونا

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مکہ میں ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور جب آنحضرت اُس کی طرف سے گزرتے تو وہ کہتا کہ اے محمدؐ میں تم کو اسی پر سوار ہو کر قتل کروں گا اُس نے جنگِ اُحد میں آنحضرت پر حملہ کا ارادہ کیا۔ حضرت نے اس پر وار کیا جو بظاہر اُن پر پورے طور سے کارگر نہ ہوا لیکن النار النار چلانے لگا اور وہ اُس گھوڑے سے گر کر جہنم واصل ہوا۔ شیخ طبرسی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں وہ ملعون اُبی بن خلف تھا وہی اُس گھوڑے پر سوار ہو کر حضور کی طرف بڑھا اور کہتا تھا کہ اگر میرے ہاتھ سے آپ کو نجات مل جائے تو مجھے نجات نہ ملے۔ اس کے مقابلے کے لئے جو بھی جانا چاہتا تھا حضرت اس کو روک دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر کے قریب آیا اور ایک نیزہ مار کر اُن کو شہید کر دیا تو حضرت نے سہل بن حنیف کا نیزہ لے کر اُس کی طرف پھینکا وہ اس کے گلے کے قریب زرہ پر لگا اور ذرا سی خراش اُس کے گلے پر بھی آ گی۔ وہ

ملعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گیا اپنے لشکر میں بھاگا۔ گائے کی طرح چلاتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا یہ جزع وفزع کیسی یہ تو ایک ذرا سی خراش ہے۔ وہ بولا وائے ہو تجھ پر تو نہیں جانتا کہ کس نے مارا ہے یہ حربہ محمدؐ نے مجھ کو مارا ہے وہ مکہ میں ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ میں جانتا تھا کہ یقیناً ان کا کہنا سچ ہو کر رہے گا۔ اگر اُن کی لگائی ہوئی یہ ذرا سی خراش تمام اہل مکہ کو لگ جاتی تو سب مرجاتے دوسری روایت کے مطابق اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ پر تھوک دیتے تب بھی میں مرجاتا۔ غرض وہ ملعون چلاتے چلاتے جہنم واصل ہوا۔

تیر کا معجزہ

ایک روایت کے مطابق حضرت ایک مسلمان کے پاس سے گزرے جو کمان میں تیر جوڑ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مشرک کو نشانہ بنائے۔ حضرت نے تیر کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور فرمایا اب اس کو رہا کرو اس نے تیر چھوڑا اور کافر گھوم کر دوسری طرف چلا گیا وہ تیر بھی اس کی طرف گھوم گیا وہ ملعون جدھر جدھر گھومتا رہا وہ تیر اس کا پیچھا کرتا رہا آخر اسکے سر پر لگا اور وہ جہنم واصل ہوا۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی "(تم نے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا لیکن خدا نے قتل کیا اور تم نے جب تیر ان کی طرف پھینکا تھا تو تم نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکا تھا)"

(پ ۹ سورۂ الانفال آیت ۱۷)

ایک شخص کو جہنم کی خبر دینا

امام محمدؑ باقرِ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اصحابِ رسولؐ میں ایک شخص قربان نامی تھا۔ ایک دن لوگوں نے رسول اللہؐ سے اس کی تعریف کی کہ وہ مومنین کی بہت مدد کیا کرتا ہے حضرت نے فرمایا وہ اہلِ جہنم سے ہے۔ روزِ اُحد اس کے بارے میں لوگوں نے کہا وہ شہید ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر لوگوں نے آکر عرض کی یا رسول اللہ اُس نے خود کو اپنے تئیں مار ڈالا۔ حضرت نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ امام فرماتے ہیں اس نے سخت جہاد کیا چھ یا سات مشرکوں کو قتل کیا جب وہ بہت زخمی ہوگیا لوگ اس کو بنی ظفر کے گھر اُٹھا لے گئے لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ تم نے خوب جہاد کیا۔ اس نے کہا کیا تعریف کرتے ہو اور کیا خوشخبری دیتے ہو میں نے جنگ کی تو اپنی قوم کی طرفداری اور حمیت کے سبب کی اسلام کے لیے نہیں کی اگر قومی حمیت نہ ہوتی تو جنگ نہ کرتا۔ جب اس کے زخم زیادہ تکلیف دہ ہوئے ایک تیر کمان سے نکال کر اپنے کو مار ڈالا۔

کافر جنوں کا حشر

شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت غزوۂ بنی المطلق کے لئے تشریف لے گئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا جب رات آخر ہوئی جبرئیل نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافران جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ شرّ وفساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیر المومنین کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اس وادی میں جا کر دشمن جنوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے آپ کو مخصوص فرمائی ہے اور ۱۰۰ افراد کو آپ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا علیؑ کے ساتھ رہو اور وہ جو حکم دیں اُن کی اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیر المومنین روانہ ہوئے اور جب اس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سو آدمیوں سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے اُس کے کنارے پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظمِ خدا زبان پر جاری کئے پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لئے فرمایا اور خود وادی میں داخل ہوئے پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وہ سب اشخاص منہ کے بل گر پڑیں اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیر المومنین نے نعرہ مارا کہ میں علی ابن ابی طالب رسولؐ خدا

کا وصی اور اُن کا چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیاہ فام گروہ ظاہر ہوا جو کہ زنگیو کی مانند تھا جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے اور تمام وادی اُن سے بھر گئی حضرت نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیات قرآنی تلاوت فرماتے رہے اور اپنی تلوار دہنی اور بائیں جانب چلاتے رہے آخر وہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا پھر حضرت نے تکبیر کہی اور پھر وادی سے اوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا خوف کی وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم لوگ ہلاک ہو گئے ہوتے۔ حضرت نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُن کو شکست دی اور وہ سب بھاگ کر آنحضرت کے پاس پناہ کے لئے گئے ہیں اگر وہ کھڑے رہتے تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو اجنہ بچ گئے تھے۔ میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

حضرت کا پانی اور کھانا جاری کرنا

براء بن عازب سے روایت ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ سب سے بڑی فتح فتح مکہ ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے بڑی فتح بیعت رضوان اور جنگ، حدیبیہ ہے

اُس غزوہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جس میں سے تھوڑا سا پانی کھینچنے کے بعد پانی ختم ہوگیا۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی آپ کنویں پر آئے اور پانی طلب فرمایا۔ وضو کیا۔ کلی کرنے کے لئے پانی منہ میں لیا پھر کنویں میں کلی کی جیسے ہی آپ نے کلی کی پھر تو اُس کنویں سے پانی جوش مارتا ہوا بلند ہوا۔ جس سے ہم اور ہمارے تمام جانور سیراب ہوگئے۔

ایک اور اسی طرح کی روایت ہے کہ جنگِ حدیبیہ میں مسلمانوں پر بھوک کی شدت ہوئی اور ان کے غلّے وغیرہ کم ہوگئے کیونکہ وہاں دس روز سے زیادہ رُکنا پڑا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی گئی تو آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھوادی اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہو وہ لے آئے اور اس چادر پر ڈال دیے۔ لوگوں نے تھوڑا سا آٹا اور خرمے کے چند دانے جو بچے تھے لا کر چادر پر ڈال دیے حضرت کھڑے ہوگئے اور برکت کی دعا کیا ور حکم دیا اپنے اپنے ظروف لاؤ۔ یہ سن کر سب برتن لائے اور بھر کر لئے گئے۔

سرکارِ دوعالمؐ کا گھوڑوں سمیت پانی پر چلنا

امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ اسلام سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ خیبر سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک نہر پڑی جو پانی سے بھری ہوئی

تھی اس کی گہرائی چودہ آدمیوں کے قد کے برابر اندازہ کی گئی۔لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ دشمن ہمارے پیچھے ہیں اور یہ نہر ہمارے سامنے ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے ہمراہیوں نے کہا تھا اِنَّا لَمُدرَکُون یہ سن کر حضرت پیادہ ہوئے اور دعا کی پالنے والے ہر پیغمبر کے لئے تو نے ایک علامت قرار دی ہے۔لہٰذا ہمارے لیے بھی اپنی قدرت کا اظہار فرما۔ پھر حضرت نے پانی پر تازیانہ مارا اور سوار ہو کر فرمایا میرے پیچھے آؤ۔ بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوئے۔اور صحابہ حضرت کے پیچھے پیچھے چلے۔گھوڑوں کے سم اور اُونٹوں کے پیر تک تر نہ ہوئے اور سب پانی سے گزر گئے۔

غیب سے کھانے کا آنا

شیخ طوسی نے خدیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفر مدینہ میں آئے تو آنحضرتؐ خیبر میں مقیم تھے جعفر اُن کے لئے ہدیہ لائے جس میں خوشبو اور کپڑے وغیرہ تھے۔وہ سب جعفر نے آنحضرت کی خدمت میں پیش کیے۔حضرت نے اس لباس میں سے ایک چادر اُٹھا کر فرمایا یہ اُس کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔صحابہ نے گردنیں اس کے لیے بلند کیں آپ نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں۔عمار یاسر یہ سنتے ہی دوڑے اور علیؑ کو بلا کر لے آئے۔حضرت نے وہ چادر اُن کو عطا فرمائی۔چونکہ وہ

چادر سونے کے تاروں سے تیار کی گئی تھی حضرت علیؑ نے مدینہ پہنچ کر بازار بقیع میں ایک زرگر کو دیا کہ اُس کے تاروں کو علیحدہ نکال دیئے اس نے الگ کیا تو ہزار مثقال سونا نکلا۔ حضرت نے اُس کو فروخت کیا اور تمام قیمت فقیروا ور مہاجرین و انصار کے مسکینوں پر تقسیم کردی اور آپ جب گھر آئے تو آپ کے پاس اُس سونے میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے ملاقات کی صحابہ کی ایک جماعت آنحضرتؐ کے ساتھ تھی جس میں جناب عمار اور حذیفہ بھی تھے۔ حضرت نے امیر المومنین سے فرمایا کہ تم کو کل ہزار مثقال سونا ملا ہے آج ہم اس گروہ صحابہ کے ساتھ تمہارے گھر پر دوپہر کا کھانہ کھائیں گے۔ امیر المومنین کے گھر میں اُس روز کوئی چیز نہ تھی۔ آپ کو آنحضرت سے عذر کرتے ہوئے شرم آئی کہا ہاں یارسول اللہ آیئے اور جو شخص چاہے آئے۔ غرض رسول اللہؐ خانۂ اقدس جناب امیرؑ میں داخل ہوئے اور اپنے رفیقوں کو بھی لے گئے۔ حذیفہ کہتے ہیں ہم پانچ افراد تھے۔ میں تھا عمار تھے سلمان۔ ابوذر۔ مقداد تھے۔ جناب امیرؑ نے جناب سیدہ سے چاہا کہ کچھ کھانا مہمانوں کے لئے طلب کریں۔ جب گھر میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک پیالہ ثرید گھر کے درمیان میں رکھا ہے جس میں سے بھاپ نکل رہی ہے اور بہت سا گوشت اس کے اوپر رکھا ہوا ہے اور مشک کی خوشبو اُس میں سے نکل رہی ہے۔
جناب امیرؑ وہ کاسہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت لائے ہم سب نے

اس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے مگر اُس میں کچھ کمی نہ ہوئی پھر آنحضرت اُٹھے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا اے فاطمہ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ معصومہ نے فرمایا یہ کھانا خدا کی طرف سے آیا تھا۔ بیشک وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے یہ سن کر آنحضرت آبدیدہ ہوئے ہم لوگوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا خدا کا شکر ہے میں نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کے بارے میں وہ شرف دیکھ لیا جو جناب ذکریا نے مریمؑ کے لئے مشاہدہ کیا تھا۔ وہ جب اُس کے محراب عبادت میں جاتے تو میوہ وغیرہ دیکھتے تو دریافت کرتے کے اے مریمؑ یہ کہاں سے آئے تو وہ کہتی تھیں کہ خدا کی طرف سے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

منافقین کی اطلاع دینا

امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ ایک رات آنحضرت جنگ تبوک کے سفر میں اپنے ناقہ پر سوار جا رہے تھے اور لوگ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ جب عقبہ کے قریب پہنچے تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا چودہ اشخاص آپ کے اصحاب میں سے جن میں سے چھ افراد تو قریش میں سے ہیں باقی تمام دوسرے لوگوں میں سے ہیں وہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تا کہ آپ کے ناقہ کو بھڑ کائیں اور آپ کو ہلاک کر دیں۔ تو حضرت نے ان کے نام لے کر فرمایا کہ تم عقبہ پر اس

ارادہ سے بیٹھے ہو کہ مجھکو ہلاک کرو۔ اُس وقت حذیفہ آنحضرت کے ناقہ کے پیچھے تھے اور حضرت کی آواز سن رہے تھے۔ حضرت نے اُن کو پکارا اور فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا تم نے سنا عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا پوشیدہ رکھنا۔

گم شدہ ناقہ کی خبر دینا

ایک روایت کے مطابق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کی جانب متوجہ ہوئے تو حضرت کا ناقہ عضبا گم ہو گیا عمارہ بن خرم نے جو ایک منافق تھا مذاق اُڑانے کے لئے کہا کہ محمد ہم کو آسمان وزمین کی خبر دیتے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں رکھتے کہ کہاں ہے۔ حضرت کو وحی الٰہی کے ذریعہ اس کی اطلاع ہوگئی تو فرمایا کہ میں اُنہیں باتوں کو جانتا ہوں جو خداوند عالم مجھے تعلیم دیتا ہے۔ ابھی خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا ناقہ فلاں درہ میں ہے اور اُس کی مہار ایک درخت سے اُلجھ گئی ہے۔ جب لوگ اُس درہ کے پاس پہنچے ناقہ کو اُسی حال میں پایا جیسا کہ حضرت نے بیان فرمایا تھا۔

پہاڑ کے رونے کی خبر دینا

ایک روایت کے مطابق جنگِ تبوک میں حضرت کے ساتھ پچیس ہزار صحابہ

کے علاوہ ملازمین اور خدمت گار تھے اثنائے راہ میں ایک پہاڑ کے قریب پہنچے جس سے پانی قطرے قطرے ٹپک رہے تھا لیکن پانی جاری نہیں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہؐ اس پہاڑ سے ترشح کا ہونا عجیب ہے حضرت نے فرمایا یہ پہاڑ روتا ہے۔ صحابہ کو اس بات سے تعجب ہوا۔ حضرت نے فرمایا جاننا چاہتے ہو کہ ایسا ہی ہے عرض کی ہاں یارسول اللہ تو حضرت نے پہاڑ سے فرمایا کہ تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ پہاڑ بحکمِ خدا گویا ہوا اور نہایت فصاحت کے ساتھ حضرت سے خطاب کیا کہ یارسول اللہؐ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ اسلام میری طرف سے گزرے اور انجیل کی چند آیتوں کی تلاوت فرمائی کہ ایک پتھر ہے قیامت میں جس کی آگ سے لوگ جلائے جائیں گے۔ میں اُسی روز سے رو رہا ہوں کہ کہیں وہ پتھر میں ہی نہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ ساکن ہو جا کہ تو وہ پتھر نہیں ہے۔ وہ پتھر سنگ کبریت ہے۔ یہ سن کر وہ پہاڑ ساکن اور خشک ہو گیا پھر کسی نے اُسے ترشح ہوتے نہیں دیکھا۔

آندھی آنے کی اطلاع دینا

معتبر ترین کتابوں میں روایت ہے کہ جب حضرت وادیٔ القریٰ میں پہنچے رات کو ایک پتھر کے نیچے قیام فرمایا اور خبر دی کہ آج رات بہت سخت اور تیز ہوا چلے گی۔ تم میں سے کوئی تنہا نہ نکلے اور جس کے ساتھ اونٹ ہو اُس کے پیر مضبوط

باندھ دے۔ غرض سخت آندھی آئی لوگ ڈرے اور کوئی شخص اکیلا نہ نکلا سوائے دو شخصوں کے کہ جن کا تعلق بنی ساعدہ سے تھا۔ اُن میں سے ایک قضائے حاجت کے لئے اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا۔ جو قضائے حاجت کے لئے گیا تھا وہ ہوا کی شدت سے ہلاک ہو گیا اور جو اونٹ تلاش کرنے کی غرض سے نکلا تھا اُسے ہوا نے اُڑا کر بنی طے کے کوہستان میں ڈال دیا۔ حضرت نے اُس شخص کے لئے دعا کی جو قضائے حاجت کے لئے گیا تھا وہ زندہ ہو گیا اور واپس آیا اور دوسرے کو جب حضرت مدینہ واپس آئے تو بنی طے نے حضرتؐ کی خدمت میں پہنچایا۔ اور اسی جگہ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ جب حضرتؐ اُس پتھر کے نیچے سے روانہ ہو کر دوسری منزل میں پہنچے صحابہ میں سے کسی کے پاس پانی نہ تھا اور نہ اس منزل میں پانی تھا لوگوں نے حضرتؐ سے پیاس کی شکایت کی۔ حضرتؐ قبلہ رُخ ہو کر دعا میں مشغول ہوئے۔ اثنائے دعا میں بادل ظاہر ہوئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ وہ سب سیراب ہو گئے اور اپنی اپنی مشکیں بھر لیں۔ پھر فوراً ابر برطرف ہو گئے۔

یمن کا معجزہ

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا رسولؐ خدا نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا کسی سے جنگ نہ کرنا جب تک کہ

اس کو اسلام کی دعوت نہ دے دو۔ خدا کی قسم اگر حق تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کی بھی ہدایت فرمائے تو تمہارے لئے بہتر ہے اُن تمام چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اور تم اُس کے امام ہو اور اگر وہ کوئی وارث نہ رکھتا ہو تو اُس کی میراث تمہاری ہے اگرچہ لوگ تم پر کچھ الزام رکھیں۔ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ وہ لوگ کثیر جماعت ہیں اور میں کمسن جوان ہوں حضرت نے فرمایا جب عقبہ افیق کی چوٹی پہنچنا تو بلند آواز سے کہنا اے درختو۔ پتھرو اور زمینوں رسولؐ خدا نے تم کو سلام کہا ہے۔ جناب امیر فرماتے ہیں میں روانہ ہوا۔ جب اُفیق کی پہاڑ پر پہنچا اور شہر یمن کے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ تمام اہلِ یمن اپنے نیزے سیدھے کیے کمانیں حمائل کیے اور تلواریں کھینچے ہوئے میرے ہلاک کرنے کے ارادہ سے آئے تو میں نے باواز بلند جو کچھ آنحضرت نے فرمایا تھا کہا تو کوئی پتھر ڈھیلا درخت اور کوئی قطعہ زمین ایسا نہ تھا جس کو لرزہ نہ ہوا ہو۔ اور سب نے یک آواز ہو کر کہا خدا کے رسول محمدؐ پر اور آپ پر سلام ہو۔ جب اہلِ یمن نے یہ حال مشاہدہ کیا اُن کے پیر اور زانوں کانپنے لگے اور ہتھیار اُن کے ہاتھوں سے گر گئے اور اطاعت کے ساتھ میرے پاس آئے تو میں نے اُن کی اصلاح کی اور واپس آیا۔ اسی مقام پر جناب امیرؑ مزید فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا مجھے یمن بھیج رہے تھے تو میں نے عرض کی آپ مجھے اُن کے درمیان حکم و فیصلہ اور ہدایت کرنے کے واسطے بھیج رہے ہیں

حالانکہ میں سن رسیدہ نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیونکہ حکم کرنا چاہئے تو حضرت نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر پھیرا۔ اور فرمایا خداوندہ اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو حق کے ساتھ گویا فرما۔ یہ تو اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اُس کے بعد پھر کبھی کسی دو شخص کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے شک نہ ہوا۔

عروہ بن مسعود کو موت کی اطلاع دینا

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن مسعودِ ثقفی آنحضرت کی خدمت حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور حضرت سے اجازت طلب کی کہ اپنی قوم میں واپس جائیں حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ تجھے مار نہ ڈالیں۔ عرض کی یا حضرت وہ لوگ تو جب مجھے سوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بیدار نہیں کرتے تو حضرت نے اُنہیں رخصت کیا۔ وہ طائف پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور اُن کو نصیحت کی لوگوں نے انکار کیا اور اُن کو برا بھلا کہا۔ دوسرے روز وہ نماز صبح کے لئے اپنے بالا خانہ پر کھڑے ہوئے تھے لوگوں نے اذان اور تشہد میں دو کلمے اُن سے سنے تو اس قبلے کے ایک ملعون نے اُن کو ایک تیر مار کر شہید کر دیا اور آنحضرت کا معجزہ ظاہر ہوا۔ اُنکے مرنے کے بعد اُسی قبیلہ کے دس شرفاء اُن کی جانب سے پیغام لے کر آنحضرت کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے

آنحضرت نے اُن کی عزت افزائی کی اور بخشش عطا کیں۔

بلالِ حبشیؓ کو مرنے کے بعد زندہ کرنا

ابن شہر آشوب کی روایت ہے کہ رسول اللہ کے کسی غزوہ میں بلالؓ نے جمانہ دُختر رحاف اشجعی کو اسیر کیا جب وہ وادیٔ انعام میں پہنچے تو وہ عورت اُن پر غالب ہوئی اور تلوار سے چند ضربتیں لگائیں اور اُس کو اپنی چاندی سونے کی چیزوں میں سے جو جو پسند تھیں لے کر اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گئی اور شہاب بن ماذن سے جا کر مل گئی جس کا لقب کوکب دُرّی تھا اس سے پہلے شہاب نے اُس کی خواستگاری کی تھی۔ لیکن جمانہ کے باپ نے انکار کر دیا تھا اِدھر جب بلالؓ کے آنے میں دیر ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے سلمان اور صہیب کو ان کی خبر لانے کے لئے واپس بھیجا۔ جب وہ پہنچے تو دیکھا بلالؓ زمین پر مردہ پڑے ہیں اور خون اُن کے جسم سے جاری ہے اُنہوں نے واپس آ کر آنحضرت سے بیان کیا اور رونے لگے۔ حضرت نے فرمایا رونا چھوڑو بلالؓ کو اُٹھا لاؤ۔ غرض بلال لائے گئے۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی اور کچھ دعائیں کیں پھر ایک مٹھی خاک لے کر بلال پر چھڑک دی وہ اُسی وقت زندہ ہو گئے اور حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور پیروں کو بوسہ دینے لگے۔

ایک کافر کو اس کی سخاوت کی اطلاع دینا

حضرت صادقِ آلِ محمدؐ سے روایت ہے کہ اشراف یمن کا ایک گروہ آنحضرت کی خدمت میں آیا اُن میں ایک شخص تھا جس کی گفتگو سب سے بلند اور بہتر تھی اور وہ آنحضرت سے منازعت میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ آنحضرت کو غصہ آ گیا اور آپ کی آنکھوں کی رگیں اُبھر آئیں اور چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا اس حال میں کچھ دیر کے لئے حضرت نے سر جھکا لیا۔ اُسی وقت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا آپ کا پروردگار بعد تحفۂ درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ یہ شخص سخی اور جوانمرد ہے جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے یہ سنتے ہی حضرت کا غصہ دور ہو گیا۔ پھر حضرت نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ اگر جبرائیلؑ نے آ کر مجھے یہ خبر نہ دی ہوتی کہ تو سخی اور بلند حوصلہ ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے تو یقیناً تجھ کو ایسی سزا دیتا جو تیرے ساتھیوں کے لئے جو تیرے پیچھے آ رہے ہیں عبرت کا سبب ہوتی۔ یہ سن کر اُس مرد نے کہا آپ کا پروردگا رسخاوت کو دوست رکھتا ہے؟ حضرت نے فرمایا ہاں تو اُس نے کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں اُسی خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے کسی شخص کو واپس نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کو اپنے مال سے ضرور کچھ دیا ہے۔

ایک فرشتہ کا آکر صحابی کا امتحان لینا

حضرت صادقِ آلِ محمدؑ سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں میرے بہت سے عیال ہیں۔ کمزوری اور ناتوانی مجھ پر مسلط ہو چکی ہے میرے پاس کچھ نہیں ہے کیا ممکن ہے کہ آپ اس تنگی کے زمانہ میں میری مدد فرمائیں۔ یہ سن کر حضرت نے صحابہ کی جانب نگاہ کی اور صحابہ نے حضرت کی طرف نظر کی حضرت نے فرمایا اس نے اپنا حال مجھ کو اور تم سب کو سنا دیا۔ یہ سن کر ایک شخص اُٹھا اور اُس سے بولا میں کل تیری ہی طرح محتاج تھا آج خدا نے مجھے کافی مال عطا فرمایا ہے پھر وہ شخص اُس کو اپنے گھر لے گیا ایک بڑی تھیلی میں سونا چاندی بھر کے اُس کو دیا۔ اُس پیر مرد نے کہا یہ سب مجھ کو دیتا ہے کہا ہاں۔ پیر مرد نے کہا کہ اپنا مال لے لے کیونکہ نہ میں جن ہوں اور نہ میں انسان ہوں بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں تا کہ تیرا امتحان لوں۔ تو میں نے تجھے خدا کی نعمتوں پر شکر کرنے والا پایا۔ خدا تجھ کو جزائے خیر دے۔

maablib.org

ایک صحابی کو غصہ نہ کرنے کی نصیحت کرنا

ایک معتبر روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یارسول اللہؐ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا جا اور غصہ نہ کرنا۔ اُس نے کہا میں اس پر عمل کروں گا اور واپس چلا گیا۔ جب اپنے عزیزوں کے پاس پہنچا اُن میں جنگ چھڑی ہوئی تھی اور دونوں طرف صفیں بندھی ہوئی تھیں سب اسلحوں سے آراستہ تھے۔ اُس نے جب یہ حال دیکھا اس کے غصہ کی آگ بھڑک اُٹھی اور اسلحہ لگا کر جنگ پر آمادہ ہوگیا کہ رسول اللہؐ کی نصیحت یاد آئی کہ غصہ نہ کرنا اُس نے فوراً اپنے اسلحے اتار کر رکھ دیئے اور اُس گروہ کے پاس آیا جو اُس کی قوم کے دشمن تھے اور کہا کہ لوگو تم کو جو کچھ زخم و تکلیف پہنچی ہے اور جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان سب کا خون بہا اور نقصان میں اپنے مال سے دیتا ہوں اُن لوگوں نے یہ سن کر کہا جو کچھ اس جنگ میں نقصان واقعہ ہوا ہے سب ہم نے تم کو معاف کیا اور ہم احسان کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ غرض دونوں فریق نے آپس میں صلح کرلی اور غیض وغضب ان کے دلوں سے زائل ہوگیا۔

انڈے کا اوپر سے گر کر نہ ٹوٹنا

معتبر سند سے امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آنحضرت اُس کے مکان پر پہنچے دیکھا کہ ایک مرغی دیوار کے اوپر بیٹھی ہوئی ہے اُس نے وہیں انڈا دیا جو نیچے گرا اور کھونٹی پر جو دیوار پر لگی ہوئی تھی آ کر رُک گیا اور نہ ٹوٹا نہ زمین پر گرا۔ حضرت کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ اُس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس انڈے پر تعجب کرتے ہیں اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کبھی میرا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ جب آنحضرت نے یہ سنا اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس کے یہاں کھانا تناول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا خدا اُس کو دوست نہیں رکھتا۔

غرور کے متعلق آپ کا ارشاد

صادقِ آلِ محمدؐ سے ہی ایک روایت ہے کہ ایک مالدار شخص آنحضرت کی خدمت میں نہایت نفیس کپڑے پہنے ہوئے آیا اور آپ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ پھر ایک پریشان حال نہایت میلے کپڑے پہنے ہوئے آیا اور اس کے پہلو میں بیٹھ

گیا۔اُس مالدار نے اپنا لباس اُس کے زانو کے نیچے سے کھینچ لیا۔حضرت نے اُس پر عتاب فرمایا اور فرمایا کیا تو ڈر گیا کہ اس کی پریشانیاں تجھ کو لگ جائیں گی۔ اس نے کہا نہیں۔تو حضرت نے فرمایا کہ کیا اس کا خوف ہوا کہ تیری امیری اس کے پاس چلی جائے گی اس نے کہا نہیں۔تو حضرت نے فرمایا کہ تو ڈرا کہ تیرا لباس میلا ہو جائے گا اس نے کہا یہ بھی نہیں تو حضرت نے پوچھا کہ پھر تو نے ایسا کیوں کیا۔اس نے کہا یارسول اللہ میرا ایک ساتھی ہے (یعنی شیطان) جو ہر بُری بات کو میری نگاہوں میں اچھی دکھاتا ہے اور ہر نیک اور اچھی بات کو برا سمجھاتا ہے۔لہٰذا میں اس اہانت کے بدلے جو اس کی شان میں مجھ سے سرزد ہوئی ہے اپنا نصف مال اس کو دیتا ہوں آنحضرت نے اس مردِ پریشان سے پوچھا کہ تو نے قبول کیا اس نے کہا نہیں۔تو اُس شخص نے پوچھا کیوں؟ اُس مردِ پریشان نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہی نخوت اور غرور مجھ میں نہ اثر کر جائے جو تجھ میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

ثمامہ بن آثار کا مسلمان ہونا

بسند حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت نے دعا کی کہ خداوندہ مجھے ثمامہ بن آثار پر قابو دیے جو مشرکین کا ایک سرغنہ تھا۔خدا نے حضرت کی دعا قبول فرمائی اور حضرت کے لشکر کا ایک گروہ اس کے سر پر پہنچا

اور اُس کو گرفتار کرلیا اور حضرت کی خدمت میں لائے۔ جب آنحضرتؐ نے اس کو دیکھا تو اُس سے فرمایا میں نے تین باتوں میں تجھے اختیار دیا ان میں سے ایک جو تو پسند کرے گا اُسی پر عمل کروں گا۔ پہلے یہ کہ تجھ کو قتل کردوں۔ اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ایک عظیم شخص کو قتل کریں گے۔ تو فرمایا دوسرے یہ کہ تیرا فدیہ لے کر تجھ کو چھوڑ دوں۔ تو اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کو میری قیمت بہت ملے گی زیادہ سے زیادہ فدیہ میری قوم کے لوگ آپ کو دیں گے۔ حضرت نے پھر فرمایا کہ تجھ پر احسان کروں اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دوں اُس نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو مجھے شکرگزار پائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں نے تجھ پر احسان کیا اور بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ نے اُسی وقت کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اور کہا کہ پہلے ہی میں نے جبکہ آپ کو دیکھا تو سمجھ گیا تھا آپ خدا کے رسول ہیں۔ لیکن میں نے نہیں چاہا کہ جب تک آپ کی قید میں ہوں مسلمان ہونے کا اقرار کروں۔

شوہر کی اطاعت کا حکم دینا

حضرت صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ زمانہ سرور کائنات میں ایک شخص نے سفر کیا اور اپنی زوجہ کو تاکید کردی کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تو گھر سے باہر نہ جانا۔ اتفاق سے اُس عورت کا باپ بیمار ہوا۔ اُس عورت نے سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرا شوہر سفر میں گیا ہے اور مجھے تاکید کر دی ہے کہ جب تک میں واپس نہ آؤں گھر سے باہر نہ نکلوں لیکن میرے والد بیمار ہو گئے ہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے پدر کی عیادت کے لئے جاؤں۔ حضرت نے فرمایا اپنے گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ پھر اُس کے باپ کی بیماری شدید ہوئی۔ اُس نے دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کسی کو بھیج کر اجازت طلب کی آپ نے پھر وہی جواب دیا یہاں تک کہ اُس کے باپ کا انتقال ہو گیا۔ تو اُس نے حضرت سے اجازت چاہی کہ باپ کے جنازہ کی نماز میں شریک ہو۔ حضرت نے پھر وہی فرمایا کہ گھر میں بیٹھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔ آخر اس کا باپ دفن کر دیا گیا تو آنحضرت نے اُس عورت کے پاس کہلا بھیجا کہ خدا نے شوہر کی اطاعت کے سبب تجھ کو اور تیرے باپ کو بخش دیا ہے۔

عمارِ یاسرؓ اور یہودیوں کا مناظرہ

تفسیر امام حسن عسکری علیہ اسلام میں مذکور ہے کہ جب روزِ اُحد مسلمانوں پر مصائب زخم۔ تکلیف اور آلام جو گزرنا تھا گزر چکا اور وہ لوگ مدینہ واپس آئے تو کچھ یہودی حذیفہ بن الیمان اور عمار یاسر کے پاس آئے اور کہا کیا تم نے نہیں غور کیا اس پر جو روزِ اُحد تم لوگوں پر گزرا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ بادشاہوں

کی جنگ کے مانند ہے کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب اگر وہ پیغمبر ہوتے تو ہمیشہ غالب رہتے لہٰذا اُنکے دین سے پھر جاؤ جناب حذیفہ بن الیمان نے اُس سے کہا خدا کی لعنت ہو تم پر میں تمہارے پاس نہیں بیٹھوں گا اور نہ تم سے کچھ بات کروں گا اور نہ تمہاری بات سنوں گا میں تم سے اپنی جان اور اپنے دین کے بارے میں ڈرتا ہوں اور تم سے دور رہنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر اُن کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے لیکن عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس بیٹھے رہے اور اُن کے جواب میں فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز بدر اپنے اصحاب سے نصرت وظفر کا وعدہ فرمایا تھا اس شرط کے ساتھ کہ صبر کریں اصحاب نے صبر کیا اور فتح پائی اور روز اُحد بھی اسی طرح فتح کا وعدہ کیا کہ ثابت قدم رہیں اور صبر کریں ان لوگوں نے شرط پر وفا نہ کی ڈرے اور سستی کی آنحضرت کی مخالفت کی اس سبب سے اُن کو جو پہنچنا تھا پہنچا اور اس جنگ میں بھی اطاعت کرتے تو بیشک فتح پاتے۔ یہودیوں نے کہا اے عمار اگر تم محمدؐ کی اطاعت کرتے تو ان پتلی ٹانگوں سے قریش پر فتح پاتے عمار نے کہا ہاں اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرت کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشا فرمایا ہے کہ سختیوں کے درپیش ہونے اور حاجتوں کے موقع پر اُن کی اولاد طاہرہ کو شفیع قرار دینے کا حکم فرمایا ہے اور وعدہ فرمایا ہے جو کچھ وہ حکم دیں با اعتقادِ درست اُس کی طرف متوجہ ہوں تو بیشک وہ بات پوری ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر وہ مجھ کو حکم دیں کہ آسمانوں کو زمین پر گرادوں یا

زمینوں کو آسمانوں پر لے جاؤں تو بیشک میرا پروردگار میری ان دونوں پتلی ٹانگوں کے باوجود میرا بدن اتنا قوی اور طاقتور بنا دے گا۔ یہ سن کر اُن ملعون یہودیوں نے کہا اے عمار محمدؐ کی عزت خدا کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جس قدر تم نے بیان کیا ہے اور محمدؐ کے نزدیک تم اس سے پست ہو جس قدر تم نے دعویٰ کیا ہے یہ سن کر عمار اُن کی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کی حجت تم پر تمام کر دی اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کی نصیحت سے کراہیت رکھتے ہو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے عمار تمہاری گفتگو کی اطلاع مجھے ہو چکی ہے۔ لیکن حذیفہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے شیطان اور اُس کے دوستوں کی مجلس سے بھاگ آئے اور وہ خدا کے شائستہ بندوں میں سے ہیں مگر اے عمار تم نے اپنے دین کے لئے مجادلہ کیا اور خدا کے رسولؐ کی خیر خواہی کی لہذا تم راہِ خدا میں بہترین جہاد کرنے والے ہو۔ حضرت ابھی یہی گفتگو فرما رہے تھے کہ وہ یہودی بھی آ گئے جنہوں نے عمار سے بحث کی تھی اور کہا اے محمدؐ یہ عمارؓ جو آپ کے اصحاب میں سے ہیں دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر آپ ان کو آسمان کو زمین پر گرا دینے اور زمین کو آسمان پر لے جانے کا حکم دیں تو ان کا اعتقاد ہے کہ وہ آپ کے اس قول کی اطاعت کریں گے اور آپ کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کریں گے تو یقیناً خداوندِ عالم ان کی مدد فرمائے گا۔ لیکن ہم تو اس سے بہت کم عمل چاہتے ہیں۔ اگر

آپ اپنی پیغمبری کے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم اتنے پر ہی قانع ہوتے ہیں کہ عمارؓ اپنی ان پتلی ٹانگوں کے باوجود اس پتھر کو زمین سے اُٹھالیں اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک پتھر تھا جس کو دو سو اشخاص مل کر بھی اُس کو اُس کی جگہ سے حرکت نہیں دے سکتے تھے۔ یہودیوں نے کہا اگر عمار اس کو حرکت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے اور اگر اپنی قوت سے بڑھ کر زور لگائیں گے تو ان کی پنڈلیاں ٹوٹ جائیں گی اور جسم کے اعضاء ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمار کی پنڈلیوں کو کمزور اور حقیر مت سمجھو کیوں کہ وہ نیکیوں کے پلڑے میں کوہِ ثور اور کوہ ابو قبیس سے بلکہ تمام روئے زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب سے زیادہ وزنی ہیں۔ کیونکہ خدا نے محمد وآلِ محمدؐ پر اُن کے درود بھیجنے کے سبب جو کچھ اس پتھر سے زیادہ سخت ہے سبک اور ہلکا کر دیا ہے جبکہ اس نے آٹھ فرشتوں کے لئے عرش کو اُن کے کاندھوں پر اُن کے صلواۃ بھیجنے کے سبب ہلکا کر دیا ہے جب کہ بیشمار فرشتے اُس کے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے حالانکہ یہ آٹھ فرشتے بھی انہیں کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت نے عمار سے فرمایا اے عمار اعتقاد کے ساتھ میری اطاعت کرو اور کہو خداوندہ بجاہِ محمدؐ وآلِ محمد مجھ کو قوی بنا دے تا کہ خداوندِ عالم اس کو تمہارے لئے آسان کر دے جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں جس طرح اُس نے کالب بن یوقنا پر دریا کا عبور کرنا آسان کر دیا تھا جس وقت

کہ انہوں نے ہمارے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور پانی پر روانہ ہو گئے اور آخر دریا تک گئے اور واپس آ گئے اور گھوڑوں کے سم تک تر نہ ہوئے۔

غرض کے عمار نے درست اور مستحکم اعتقاد سے اُس کلمہ طیبہ کے ساتھ تکلم کیا اور اُس سنگ گراں کو اُٹھا لیا اور اپنے سر سے اونچا کیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہؐ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یہ پتھر میرے ہاتھ میں تنکے کے مانند ہے حضرت نے فرمایا اس کو اس پہاڑ پر پھینک دو اور اشارہ کیا اس پہاڑ کی جانب جو ایک فرسخ دور تھا۔ جب عمار نے ہوا میں اُس کو اس قوت کے ساتھ پھینکا جو خداوند عالم نے آپ کو اس وقت اہلبیت رسالتؐ کے توسل کی برکت سے کرامت فرمائی تھی تو وہ ہوا میں ایسا بلند ہوا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا کر ٹھہرا۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن یہودیوں سے فرمایا کہ تم نے عمار کی طاقت دیکھی۔ وہ بولے ہاں۔ پھر حضرت نے عمار سے فرمایا اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ اس پتھر سے کئی گنا بڑا ایک پتھر ہے اس کو اُٹھا کر میرے پاس لاؤ۔ جب عمار کوہ کی طرف چلے خداوند عالم نے زمین کو ان کے پیروں کے نیچے لپیٹ دیا کہ دوسرے ہی قدم میں وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پتھر کو اُٹھا لیا اور حضرت کی خدمت میں لائے اور تیسرے قدم میں حضرت کے پاس پہنچ گئے حضرت نے فرمایا اس پتھر کو زوروں

کے ساتھ زمین پر ٹیک دو۔ یہودیوں نے جو یہ حالت دیکھی ڈرے اور بھاگ گئے عمار نے اس زور سے پتھر کو پٹخا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

تب حضرت نے یہودیوں سے فرمایا کہ اے یہودیوں ایمان لاؤ کیونکہ خدا کی نشانیاں تم نے مشاہدہ کرلیں یہ سن کر اُن میں سے بعض ایمان لائے اور بعضوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کفر پر اڑے رہے۔

جناب ابوذر کو اُن کے بھتیجے کے قتل کی اطلاع دینا

ایک معتبر سند سے روایت ہے کہ ایک دن جناب ابوذر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا یارسول اللہ مدینہ منورہ کی ہوا میرے موافق نہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر قبیلۂ مزنیہ کے پاس چلا جاؤں اور وہیں زندگی گزاروں۔ حضرت نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ عرب کے سواروں کا ایک گروہ کہیں تم پر حملہ کر کے تمہارے بھتیجے کو مار نہ ڈالے اور تم پریشان حال میرے پاس آکر اپنے عصا پر تکیہ کر کے کھڑے ہو اور کہو کہ میرے بھائی کے لڑکے کو ظالموں نے مار ڈالا اور میرے حیوانات پکڑ لے گئے۔ ابوذر نے کہا انشاء اللہ جو بہتر ہوگا وہی ہوگا۔ آخر حضرت نے اُن کو اجازت دے دی اور وہ اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی زوجہ کو لے کر مدینہ سے باہر چلے گئے۔ جب قبیلۂ مزنیہ میں پہنچے کچھ دنوں کے بعد قبیلۂ فرارہ کے سواروں کا ایک

گروہ اُن پر حملہ آور ہوا۔ اور عینیہ بن حصین اُنکے حیوانات بھگا کر لے گیا اور اُن کے بھتیجے کو قتل کر دیا اور اُن کی زوجہ کو بھی پکڑ کر لے گیا جو بنی غفار کے قبیلہ سے تھیں۔ آخر ابوذر ہر مقام سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں پہنچے اور الغرض ابوذر عصا پر تکیہ کر کے بولے کہ سچ کہا تھا خدا اور اُس کے رسولؐ نے حضرت جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ظالموں نے میرے بھتیجے کو مار ڈالا اور میرے مویشی لے گئے اور اب آپ کے سامنے اپنے عصا پر تکیہ کئے ہوئے کھڑا ہوں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت نے مسلمانوں کو مدد کے لئے بلایا اور تمام مسلمان جلدی جلدی مدینہ سے باہر نکلے اور قبیلۂ فرارہ کا تعاقب کیا اور اُن سے ابوذر کا تمام مال چھین لیا اور مشرکین کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔

سرکار کا سوتے جاگتے ایک ہی حالت میں ہونا

شیخ کشی نے معتبر سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوذر سرکارِ دو عالمؐ کی تلاش میں ایک باغ میں گئے تو دیکھا کہ آنحضرت سوئے ہوئے ہیں۔ ابوذر نے چاہا کہ معلوم کریں کہ آیا واقعی آپ سو رہے ہیں یا بیدار ہیں اس لئے ایک سوکھی لکڑی لے کر توڑی جنابِ رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اُٹھا کر فرمایا اے ابوذر کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ میں تمہارے اعمال اُسی طرح نیند کی حالت میں بھی دیکھتا

ہوں۔ جس طرح بیداری کی حالت میں دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

ابوذرؓ غفاری کو جنتی ہونے کی خبر دینا

علامہ مجلسی الرحمہ نے حیات القلوب جلد میں ابن بابویہ کی روایت جناب عبداللہ ابن عباس سے نقل کی ہے کہ ایک روز رسولؑ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرماتھے اور اصحاب کا ایک گروہ حاضرِ خدمت تھا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص سب سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وہ اہل بہشت سے ہوگا۔ جب صحابہ نے یہ سنا تو اُن میں سے ایک گروہ اُٹھا کہ شاید وہ داخل ہونے میں سبقت کر جائیں۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا جو گروہ اب داخل ہوگا اور اُس میں ایک دوسرے پر سبقت کر کے جو شخص رومی مہینے ازار کے ختم ہونے کی مجھکو خوشخبری دے گا وہ اہلِ بہشت سے ہے۔

غرض اُس جماعت کے ساتھ ابوذر داخل ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا رومی مہینوں میں سے کون سا مہینہ ہے ابوذر نے کہا ازار ختم ہوگیا ہے حضرت نے فرمایا ہم جانتے ہیں۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ صحابہ سمجھ لیں کہ تم اہلِ بہشت سے ہو۔ اور کیونکہ نہ ہوگے جبکہ تم کو میرے حرم اور میرے اہلبیت کی محبت اور دوستی کے سبب تم کو باہر نکالیں گے۔ اور تم تنہائی میں زندگی بسر

کرو گے۔ اور تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی۔ اور اہل عراق کی ایک جماعت تمہاری تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل کرے گی اور وہ جماعت بہشت میں میری رفیق ہوگی۔ جس کا خدا نے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیاں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے سلسلہ میں آپ کی قیامت تک ہونے والی پیشین گوئیاں بھی ہیں۔ جو کہ مختصراً مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبرا۔ جامع الاخبار میں روایت ہے کہ سرکارِ دو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جبکہ اُن کے چہرے آدمیوں کے ایسے ہونگے اور اُن کے دل شیطانوں کے دلوں کے مانند۔ وہ لوگ پھاڑ کھانے والے بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ لوگوں کے خون بہائیں گے اور بُرے کاموں کو نصیحت سے ترک نہ کریں گے۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تمہارے بارے میں شک کریں گے اور اگر اُن سے باتیں کرو گے تو تم کو جھٹلائیں گے اگر اُن سے پوشیدہ رہو گے تو تمہاری غیبت کریں گے۔ اُن کے لئے سنت بدعت ہوگی اور بدعت سنت ہوگی۔ بردبار کو مکار اور مکار کو بردبار سمجھیں گے۔ مومن اُن کے درمیان کمزور رہوگا اور فاسق عزت والا ہوگا اُن کے لڑکے بدکار عورتیں زناکار ہوں گی اُن کے بوڑھے اُن کو اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع نہ کریں

گے اُن سے کسی امر کی التجا کرنا ذلت وخواری کا سبب ہوگا اور جو کچھ اُن کے پاس ہوگا اُس میں سے کچھ طلب کرنا فقر و پریشانی کا باعث ہوگا۔ غرض اُس وقت حق تعالیٰ اُن کو آسمانی بارش سے محروم کردے گا کہ وقت پر پانی نہ برسے گا اور بے وقت برسے گا اُس وقت خداوندِ عالم اُن پر اُن کے بدکاروں کو مسلط کردے گا جو اُن پر بدترین عذاب کریں گے۔ اُن کے فرزندوں کو قتل ان کی عورتوں کو قید کریں گے۔ اس وقت اُن کے نیک لوگ اُن کے حق میں دعا کریں گے تو وہ مقبول نہ ہوگی۔

نمبر۲۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمسے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جبکہ لوگ علماء سے گریز کریں گے جس طرح بھیڑیں بھیڑیوں سے بھاگتی ہیں۔ اُس وقت خداوند عالم اُن کو تین بلاؤں میں گرفتار کرے گا۔ اول یہ کہ اُن کے مالوں سے برکت جاتی رہے گی۔ دوسرے اُن پر جابر حاکم مسلط کردے گا سوئم دنیا سے بغیر ایمان کے جائیں گے۔

نمبر۳۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں لوگ علماء کو نہ پہچانیں گے مگر بہترین لباس کے سبب اور قرآن کو نہ سمجھیں گے مگر خوش الحانی کے ساتھ اور خدا کی عبادت نہ کریں گے مگر ماہِ رمضان میں جب ایسا ہوگا تو خداوندِ عالم اُن پر ایسا حاکم مسلط کرے گا جو نہ صاحبِ عقل ہوگا نہ بردبار ہوگا نہ رحم کرنے والا ہوگا۔

نمبر۴۔ امام جلال الدین بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اسیوطی نے اپنی کتاب تفسیر درمنثور کی جلد اول میں امام ابن زنجویہ۔ الخبدی۔ ابن مردویہ اور الاصبہانی۔ امام ابزار اور ابنِ حیان صحابہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی آئے سلام کیا پھر عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ سے سوال کرنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم چاہو تو تمہیں خود بتادوں جو تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو میں نہ بتاؤں خود پوچھو۔ اُنہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ خود ہی بتادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو مجھ سے اپنے گھر سے نکل کر بیت اللہ کی طرف آنے اور اس میں جو ثواب ہے اس کے متعلق پوچھنے آیا ہے اور ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھنے آیا ہے جو طواف کے بعد ہوتی ہیں اور ان میں ثواب کتنا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور ان میں جو ثواب ہے وہ پوچھنے آیا ہے عرفہ میں ٹھہرنے اور اس کا ثواب پوچھنے کے لئے آیا ہے۔ اپنی قربانی اور اس کا ثواب پوچھنے کے لئے آیا ہے۔ رمی۔ جمار اور اُس کا ثواب پوچھنے کے لئے آیا ہے۔ انصاری نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا واقعی میں یہی پوچھنے آیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے انصاری اور ثقفی کے سوالات کے جوابات عنایت فرمائے۔

نمبر۵۔ تفسیر درِ منثور میں امام جلال الدین سیوطی امام ابونعیم رحمہ اللہ کی

کتاب دلائل سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں قریش نے رسول اللہ کو کہا کہ جب آپ نے انہیں بیت المقدس کی سیر کے متعلق بتایا تھا۔ آپ ہمیں بتائیں کہ ہماری کون سی چیز گم ہوئی تھی اور اپنی بات کی صداقت کی کوئی نشانی لے آئیں رسولؐ اللہ نے فرمایا تمہاری ضیالی رنگ کی اونٹنی گم ہوئی تھی۔

جس پر تمہاری گندم لادی ہوئی تھی۔ جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہمارے لئے بیان کرو کہ اس پر کیا ہے جبرئیل امین نے آپ کے سامنے سب کچھ کھول دیا جو اُن پر لادا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر سب کچھ بتاتے گئے جو کچھ اُن پر لادا ہوا تھا اور وہ مشرک کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ لیکن اتنے بڑے معجزے نے بھی ان کے شک اور تکذیب میں اضافہ کیا۔

نمبر۶۔ تفسیر درِ منشور کی جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ پر امام بخاری ابنِ جریر اور ابن مردویہ کی روایت حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ تم فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو حالانکہ فتح مکہ بھی فتح تھی۔ لیکن ہم فتح سے مراد حدیبیہ کے دن بیعت رضوان لیتے ہیں۔ ہم چودہ سو کی تعداد میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے۔ ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ تک نہ چھوڑا۔ پس جب یہ خبر رسولؐ اللہ تک پہنچی۔ تو آپ تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ پانی آنے

کے بعد آپ نے وضو فرمایا۔ پھر کلی اور دعا کی پھر وہ پانی اس کنویں میں انڈیل دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پھر اس کنویں نے ہمیں اپنی جانب متوجہ کیا ہمیں اور ہماری سواریوں کی ضرورت کے مطابق پانی مہیا کر دیا۔

نمبر ۷۔ اسی واقعہ تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۳۰ پر دوسرے طریقہ سے بیان ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقامِ حدیبیہ پر پہنچے تو وہاں پر ایک کنواں تھا۔ جس میں پانی انتہائی قلیل تھا۔ لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لوگوں نے اس کا سارا پانی نکال لیا۔ پھر اللہ کے رسولؐ کے حضور پانی نہ ہونے اور پیاس کی شدت کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ارشاد فرمایا کہ اسے کنویں میں گاڑ دیں۔ راوی کا کہنا ہے قسم بخدا وہ کنواں انہیں سیراب کرنے کے لئے ابلنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد اس سے واپس آ گئے۔

جابر کے باپ کا قرض ادا کرنا

تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۱۰۵ پر امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی امام عبد بن حمید۔ ابن مردویہ اور بیہقی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ ایک یہودی کی کھجوریں بطور قرض واجب الادا تھیں۔ میرے والد محترم غزوۂ اُحد میں شہید

ہو گئے اور دو باغ ترکہ میں چھوڑ گئے اور یہودی کی کھجوریں مقدار کے لحاظ سے دونوں باغوں میں موجود کھجوروں کو محیط تھیں۔ تو حضورِ نبی کریم نے یہودی سے فرمایا کہ کیا تیرے لئے ممکن ہے کہ تو کچھ کھجوریں امسال لے لے اور کچھ کھجوریں آئندہ سال کے لئے مؤخر کر دے لیکن یہودی نے اس کا انکار کر دیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے فرمایا۔ جب کھجوریں توڑنے کا وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب کھجوریں توڑنے کا وقت آیا تو میں نے آپ کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے کھجوریں توڑنا شروع کر دیں اور کھجور کے درخت کے نیچے یہودی کو وزن کر کے دینے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکت کی دعا فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے صرف چھوٹے باغ سے ہی یہودی کا سارا کا سارا حق ادا کر دیا۔ پھر میں رسول اللہؐ اور ان کے رفقاء کے پاس کھجوریں اور پانی لے کر حاضر ہوا اور انہوں نے ان سے کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔

سرکارِ دوعالم کا زائر امام حسین کے لئے ثواب کا فرمانا

علامہ مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار کی پہلی جلد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ تحریر فرمایا ہے کہ ابن قولویہ نے کامل الزیارات میں امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسین علیہ اسلام آغوشِ

رسول اللہ میں بیٹھے اور حضرت ان سے کھیل رہے تھے اور اس معصوم کو ہنساتے تھے۔ حضرت عائشہ نے یہ حال دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس قدر اس طفل کو دوست رکھتے ہیں فرمایا اے عائشہ کیونکر اس کو دوست نہ رکھوں تیرا یہ کلام مجھے پسند نہ آیا۔ کیونکہ یہ میرا نورِ چشم میوۂ دل ہے میری اُمت اسے قتل کرے گی۔ پس جو شخص بعد شہادت اس مظلوم کی زیارت کرے گا حق تعالیٰ ثواب ایک حج کا میرے حجوں سے اس کے نامۂ عمل میں لکھے گا۔ حضرت عائشہ نے متعجب ہو کر کہا یا رسول اللہ زوارِ حسین کو اس قدر ثواب عطا ہو گا۔ فرمایا بلکہ دو حج کا ثواب پھر حضرت عائشہ نے متعجب ہو کر پوچھا آپ نے فرمایا بلکہ چار حج کا میرے حجوں سے اسی طرح ہر مرتبہ حضرت عائشہ تعجب کرتی رہیں اور حضرت ثواب زائر کو زیادہ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ فرمایا حق تعالیٰ ثواب نوے حج کا میرے حجوں سے عطا کرے گا جو مع عمرہ بجا لایا ہوں۔

سرکارِ دو عالم کا گلوئے حسین کا بوسہ لینا

کتاب کامل الزیارت میں امام محمد باقر علیہ اسلام سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ اسلام طفل تھے اور اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو آپ جناب امیرؑ سے فرماتے تھے تم اس کو لئے رہو اس وقت حضرت گلوئے حسینؑ کے بوسے لے کر روتے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر امام حسین پوچھتے

تھے نانا آپ کیوں روتے ہیں۔ فرماتے تھے کیوں نہ روؤں اے حسینؑ میں اس جگہ کے بوسے لیتا ہوں جہاں تلوار تیرے دشمن کی چلے گی عرض کیا نانا کیا میں قتل کیا جاؤں گا۔ فرمایا بخدا تو اور تیرا بھائی اور تیرا باپ سب شہید ہونگے۔ حضرت امام حسینؑ نے پوچھا اے نانا کیا ہم سب کی قبریں جدا جدا ہوں گی فرمایا ہاں۔ امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ جب قبریں ہم سب کی جدا جدا ہوں گی تو آپ کی اُمت سے ہماری زیارت کون کرے گا فرمایا تم سب کی وہ لوگ زیارت کریں گے جو صدیق ہیں میری اُمت کے۔

سرکارِ دو عالم کے ساتھ ایک بلند فرشتہ کا ہر وقت ساتھ ہونا

نہج البلاغہ میں جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ خدا نے ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو مقرر کیا جو ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا اور آپ کو مکارم آداب و محاسن اخلاق پر قائم رکھتا تھا اور میں ہمیشہ آنحضرت کے ساتھ ہوتا تھا۔ جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے گھومتا رہتا ہے آپ روزانہ میرے لئے اپنے اخلاق کا ایک علم بلند فرماتے اور مجھ سے ارشاد فرماتے کہ اس کی پیروی کرو اور ہر سال ایک عرصہ تک حرما کے پہاڑ میں قیام فرماتے میرے سوا کوئی ان کو نہیں دیکھتا تھا۔ جب آپ مبعوث ہوئے میرے اور جناب خدیجہ کے سوا ابتداء میں کوئی ایمان نہیں لایا۔ ہم نور رسالت کو دیکھتے تھے اور بوئے نبوت کو سونگھتے تھے۔

کعبہ میں حجرِ اسود کا نصب کرنا

کلینی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دورِ جاہلیت میں جب قریش نے کعبہ کو منہدم کر کے پھر سے بنانا چاہا لیکن نہ بنا سکے آخر اُنکے دل میں گزرا کہ کسی نے ان سے کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے پاکیزہ مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطعِ رحم یا دوسرے حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ مشکل دور ہوگئی اور کعبہ کو بنانا شروع کیا آخر حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو آپس میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نصب کرے یہاں تک کہ اُن میں باہم جنگ وجدال کی نوبت پہنچ گئی آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے مسجد الحرام میں آئے اُس کو حکم قرار دینا چاہئے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل کعبہ ہوئے ان لوگوں نے آپ سے حال بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک چادر بچھائی اور خود حجر اسود کو اُٹھا کر اُس پر رکھا اور روسائے قبیلہ سے کہا ہر قبیلہ کا سردار چادر کو پکڑ کر اُٹھائے اس طرح لوگ حجر اسود کو اس مقام تک لائے پھر آنحضرت نے خود اُٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کر دیا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شرف سے مخصوص فرمایا۔

اسی روایت کو دوسری کتابوں میں جو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وہ

یوں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت کی بعثت سے تمیں سال قبل مکہ میں سیلاب آیا اور کعبہ کی دیواریں شکستہ اور چھوٹی ہو گئیں چور سونے کے ہرن چرالے گئے جن کے پاؤں جواہرات کے تھے۔ قریش نے ارادہ کیا کہ دیواریں بالکل توڑ کر از سرِ نو تعمیر کریں اور کعبہ کی چوڑائی کو اور زیادہ کریں۔ لیکن یہ خوف ہوا کہ پھاوڑا اُس پر مارتے ہی کوئی بلا ان پر نازل نہ ہو جائے ولید بن مغیرہ نے کہا کہ میں کھودنے کی ابتداء کرتا ہوں اگر خدا ہمارے اس ارادہ سے خوش ہے تو کوئی بلا نہ آئے گی اور اگر وہ ہمارے اس فعل سے راضی نہیں اور کسی بلا کی علامت ظاہر ہوئی تو ہم کعبہ کو موجودہ حالت پر چھوڑ دیں گے۔ غرض وہ کعبہ کی چھت پر گیا اور ایک پتھر کو حرکت دی کہ یہاں سے ایک سانپ نکل کر حملہ آور ہوا اور سورج کو گہن لگ گیا۔ جب ان لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا۔ بارگاہِ رب العزت میں تضرع وزاری شروع کی اور کہا پالنے والے ہماری نیت فساد کی نہیں ہے بلکہ ہم تو کعبہ کی اصلاح چاہتے ہیں اس کے بعد سانپ غائب ہو گیا۔ انہوں نے دیواریں گرائیں اور جناب ابراہیم کی رکھی ہوئی بنیاد تک کھودتے ہوئے پہنچے جب اُس کو بھی کھود کر کعبہ کو وسیع کرنا چاہا ایک عظیم زلزلہ پیدا ہوا اور تاریکی چھا گئی۔ بنائے ابراہیم تمیں گز لمبی اور چوبیس گز چوڑی تھی اس کی اونچائی نو گز تھی قریش نے مشورہ کیا کہ طول وعرض کو اسی طور رہنے دو اونچائی کو زیادہ کر دو۔ جب تعمیر مکمل ہو چکی اور حجرِ اسود نصب کرنے کی باری آئی تو آپس

میں نزاع پیدا ہوگیا۔ ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ہم نصب کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آخر معاملہ حکم پر طے ہوا کہ جو شخص باب بنی شیبہ سے پہلے داخل ہو وہی فیصلہ کرے گا۔ تو دوسرے دن جو سب سے پہلے اس دروازہ سے آیا وہ سرورِ کائنات تھے لوگوں نے آپ کو دیکھ کر کہا امین آگیا جو یہ فیصلہ کرے گا ہمیں منظور ہے غرض آنحضرت نے اپنی ردائے مبارک بروایتِ اپنی عبا بچھادی اور آپ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود چادر پر رکھ دیا اور فرمایا اس چادر کے کونوں کو قریش کے ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی پکڑے۔ بنی عبدالشمس سے عتبہ بن ربیعہ نے اور اسود بن عبدالمطلب نے بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے اور ابوحذیفہ بن المغیرہ نے بنی مخزوم سے اور قیس بن عدی نے بنی سہم سے چادر کے گوشوں کو پکڑ کر اُٹھایا جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچا تو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اُٹھا کر اُسکو اس کے مقام پر نصب فرمایا دیا۔

بادشاہِ روم نے ایک کشتی میں اپنے عبادت خانے کی چھت کے لئے لکڑی وغیرہ بھر کر حبشہ بھیجی تھی۔ لیکن ہوا نے اُس کشتی کو مکہ کے ساحل پر پہنچادیا جو وہاں پہنچ کر کیچڑ میں پھنس گئی اور کسی طرح نہ نکلی قریش کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو دریا کے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور آرائش کے لئے ضرورت ہے سب کچھ اس کشتی میں موجود ہے اُنہوں نے وہ سب خرید لیا اور مکہ میں اُٹھا لائے۔ لکڑیوں کی پیمائش کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں غرض

کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اُس پر یمنی کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔

آپ کے لئے زمین کا نرم ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نرم سے نرم زمین پر بھی چلتے تھے تو پاؤں کا نشان نہیں پڑتا تھا اسی کے برعکس جب آپ سخت زمین پر مثلاً پتھر وغیرہ پر چلتے تو نشان بن جاتا تھا۔ خدا نے آپ کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی کہ باوجود تواضعِ وانکساری اور شفقت و مرحمت کے کوئی آپ کے چہرہ کو نظر بھر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہر کافر اور منافق جب آپ کو دیکھتا تو کانپ جاتا تھا اور دو ماہ کے راستہ کی مسافت سے کافروں کے دلوں پر آپ کی ہیبت کا اثر ہو جاتا تھا۔

ایک قریشی کو بددعا دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے جب فرمایا! والنجم اِذَھَویٰ مَاضَلّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوَیٰ (سورۂ نجم) ترجمہ (قسم ہے ستارہ کی جب وہ اُترا تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا نہ بھٹکا) قریش کے ایک آدمی نے سن کر کہا میں نے نجم کے رب کا انکار کر دیا۔ یہ سن کر اللہ کے حبیب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کتوں میں سے ایک کتا یعنی شیر کو تم پر مسلط کرے وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام

کی طرف روانہ ہوا ان سب لوگوں نے راستہ میں شیر کو دیکھا وہ شخص خوفزدہ ہو گیا اُس کے شانے ڈر کے مارے کانپنے لگے اس کے ساتھیوں نے کہا تم کیوں ڈرتے ہو تم اور ہم برابر ہیں۔ کہا مجھے محمدؐ نے بددعا دی تھی۔ خدا کی قسم محمدؐ سے زیادہ صادق القول کسی انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا۔ رات کا کھانا اس کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس نے ڈر کے مارے ہاتھ نہیں لگایا۔ ساتھیوں نے رات کے وقت چاروں طرف سے اُسے گھیر لیا اور اُسے اپنے درمیان سلایا۔ رات کے وقت شیر آیا اور ایک ایک آدمی کو سونگھا آخر اُس آدمی کے پاس پہنچ گیا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ مرتے وقت اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ محمد تمام لوگوں سے زیادہ سچے ہیں۔

شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کا ایمان لانا

شیبہ بن ابی عثمان بن ابی طلحہ کا بیان ہے کہ میں سب سے زیادہ محمدؐ کے ساتھ کینہ رکھتا تھا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ آپ نے ہمارے آٹھ آدمی ایسے قتل کیے تھے جو ہر ایک سپہ سالار فوج تھا۔ فوج کا علم اُٹھایا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے وقت میری اُمیدوں پر پانی پھر گیا اور میں اپنے ارادہ سے مایوس ہو گیا کہ محمدؐ کا قتل کتنا ناممکن ہے اور خیال کیا کہ اب تمام عرب محمدؐ کے دین میں داخل ہو گیا ہے۔ اب بدلہ لینا میرے لیے محال ہے جنگِ حنین کے موقع پر جب ہوازن میں اکٹھا ہوئے تو

میں ان سے جا کر مل گیا تا کہ دھوکے سے میں ان کو قتل کر دوں گا دل میں سوچ رہا تھا کہ کیا طریقہ اختیار کروں جب مسلمان بھاگ گئے صرف محمدؐ کے ساتھ کچھ لوگ رہ گئے جو جنگ میں مشغول تھے میں نے محمدؐ کو اکیلا دیکھ کر آپ کی پشت کی طرف آیا تلوار سنبھال کر وار کرنا چاہا جب قریب ہوا تو دل پر غشی کا دورہ پڑا مجھے آپ پر تلوار چلانے کی طاقت نہ رہی۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وار کرنا منع ہے۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ آگ کے شعلے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ قریب تھا کہ مجھے صفحۂ ہستی سے مٹا دیں پھر محمدؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے شبیہ میرے قریب آ جاؤ میرے ساتھ مل کر لڑائی کرو۔ آنحضرت نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ میں نے فوراً آگے بڑھ کر آپ کی حمایت میں کفار سے لڑنا شروع کر دیا۔ اگر رسول اللہ کی نصرت میں میرے مقابل میرا باپ کیوں نہ آ جاتا تو میں اُس کو بھی قتل کر دیتا۔ جنگ کے خاتمہ پر رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا۔ اللہ نے تیرے لئے بھلائی کا ارادہ کیا۔ آپ نے میرے تمام پوشیدہ ارادوں سے مجھے آگاہ فرمایا۔ ان وجوہات کی بنا پر میں مسلمان ہو گیا۔

جنت کا طعام

مصباح الانوار میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ اسلام سے

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہ کی کچھ طبیعت ناساز ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے بیٹی کے پاس بیٹھ گئے۔ پوچھا بیٹی کیا حال ہے جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا بابا اس وقت کوئی اچھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے یہ سن کر رسول اللہ گھر کے اندر سے ایک طبق اُٹھا کر لے آئے جس میں منقا۔ پنیر۔ میٹھی روٹی اور انگوروں کے خوشے تھے اور جناب فاطمہ زہراؑ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کیا اور کہا آؤ ہم سب مل کر کھائیں۔ چنانچہ آپ کے ساتھ حضرت علیؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے کھانا شروع کی اتنے میں کسی نے دروازہ پر آ کر سوال کیا اور کہا اسلام علیکم اللہ تعالیٰ نے جو رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی کھلاؤ جناب رسول خدا نے ڈانٹ کر کہا دور ہو جا مردود۔ جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا۔ بابا آپ نے تو کسی سائل کو اس طرح ڈانٹ کر کبھی نہیں بھگایا۔ آج یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹی! یہ شیطان مردود تھا۔ جب جبرئیل جنت سے کھانا تمہارے لئے لائے تو شیطان مردود نے چاہا کہ اس میں سے اسے بھی کچھ مل جائے لیکن وہ اس کا مستحق نہیں۔

صحابہ رسول سفینہ کا واقعہ

ابن اعرابی رسول اللہؐ کے غلام سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کشتی میں

سوار ہوا کشتی معہ سامان کے ڈوب گئی میرے جسم پر صرف ایک چیتھڑا رہ گیا میں کشتی کے ایک تختہ پر پڑا ہوا تھا تختے نے مجھے سمندر پر پڑے ہوئے ایک پہاڑ پر پھینک دیا میں پہاڑ پر چڑھ گیا میں نے یقین کیا کہ اب میں نے نجات پائی سمندر کی موج مجھ سے بار بار ٹکراتی تھی۔ پھر میں سمندر کے کنارے کا سہارا لے کر باہر آ گیا اور سمندر کی موج نے مجھے کچھ نہ کہا میں نے اپنی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ میں چل رہا تھا ناگاہ مجھے ایک شیر نے دیکھ لیا۔ مجھے پھاڑنے کے لئے دھاڑتا ہوا آگے بڑھا میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا (اللھم انی عبدك ومولیٰ نبیك نجیتنی من الغرق آفت سلط علی ھذا سبع)۔ اے معبود میں تیرا عبد ہوں اور تیرے نبی کا غلام ہوں تو نے مجھے غرق ہونے سے نجات دی کیا اب اس شیر کو مجھ پر مسلط کرتا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ میں نے کہا اے شیر میں رسول اللہ کا غلام سفینہ ہوں رسول اللہؐ کے غلام کا خیال رکھ۔ خدا کی قسم اس نے دھاڑنا چھوڑ دیا۔ بلی کی طرح آ کر کبھی میری اس پنڈلی پر اور کبھی اس پنڈلی پر منہ رگڑتا تھا۔ انکساری سے میری طرف دیکھتا تھا اور اپنی پشت کو خمیدہ کر دیا اور مجھے اشارہ کیا کہ اس پر سوار ہو جاؤں۔ پس میں اس کی پشت پر سوار ہو گیا وہ مجھے لے کر جتنی جلدی چل سکتا تھا چل پڑا۔ آخر کار مجھے ایک جزیرہ میں اُتارا۔ جس میں پھل درخت اور پانی کا ایک میٹھا چشمہ تھا۔ میں ڈر کے مارے آگے نہ بڑھا۔ پھر مجھے اشارہ کیا جاؤ (پھل وغیرہ لے لو)

اور خود ڈکارتا رہا ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ میں نے درختوں سے پھل توڑے اور چشمہ سے پانی پیا اور خوب سیر ہو گیا پھر میں نے چند پتوں کو جمع کر کے جوڑ لیا ان میں پھلوں کو رکھ دیا اور اپنے کپڑے کو بھگو لیا۔ پیاس کے وقت انہیں نچوڑ کر پانی پیتا تھا۔ جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی کمر خمیدہ کر دی اشارہ کیا کہ میں سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا وہ ایک اور راستہ سے سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں سمندر کے کنارے پہنچ گیا تو ایک کشتی آدمیوں سے بھری ہوئی سمندر میں جاری تھی اور وہ اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنے لگے کہ انہوں نے ایک ایسا انسان دیکھا جو شیر پر سواری کر رہا ہے۔ انہوں نے چلا کر کہا۔ اے نوجوان تم کون ہو؟ میں نے کہا میں رسول اللہ کا غلام سفینہ ہوں۔ رسول اللہ کی وجہ سے شیر نے میری حفاظت کی ہے اور یہ برتاؤ کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کشتی کے لنگر ڈال دیئے دو آدمیوں کو چھوٹی کشتیوں میں سوار کیا انہوں نے کچھ کپڑے بھی دیئے جن کو وہ میرے پاس لائے۔ میں شیر سے اُتر پڑا شیر سمندر کے کنارے سرنگوں کھڑا رہا۔ اور انہوں نے میری طرف کپڑے پھینک دیئے اور کہا کہ ان کو پہن لو۔ میں نے پہن لئے ایک آدمی نے کہا میری پشت پر سوار ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں اُٹھا کر کشتی تک لے جاؤں۔ اُمت سے زیادہ رسول اللہ کے حق کا خیال شیر نے رکھا۔ پھر میں شیر کے پاس آیا اور کہا جزاک اللہ خیراً عن رسول اللہ" اللہ تعالیٰ رسول اللہ کی طرف سے اچھا بدلہ دے خدا کی قسم میں نے شیر کے

آنسوؤں کو اُس کے رخساروں پر بہتے دیکھا شیر اپنی جگہ سے نہ ہلا میں چھوٹی کشتی پر سوار ہو گیا شیر بار بار ہماری طرف دیکھتا تھا حتیٰ کہ ہم پوشیدہ ہو گئے۔

رسول اللہ کا بمعہ اصحاب پانی پر چلنا

جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں ہمارا گزر ایک وادی سے ہوا جو پانی سے بھری ہوئی تھی نیزوں سے پانی کی گہرائی ناپی گئی تو نیزے سے بہت زیادہ گہری ثابت ہوئی۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا اے معبود آج ہمیں اپنے انبیاء اور رسولوں میں سے ایک معجزہ عطا فرما۔ پھر اپنی چھڑی کو پانی پر مارا۔ اور سواری پر سوار ہو گئے پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر میرے پیچھے چلے آؤ آپ کی سواری پانی کی سطح پر چلنے لگی اور لوگوں نے سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی جب ہم دوسری طرف نکلے تو نہ اونٹوں کے پیر گیلے ہوئے اور نہ گھوڑوں کے سم گیلے ہوئے۔

سرکار کا حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر دینا

رسول اللہ نے زید بن حارثہ کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کیا اور فرمایا اگر زید قتل ہو جائیں تو تمہارا سردار جعفر بن ابی طالب ہوں گے اگر جعفر شہید ہو جائیں

تو پھر تمہارے سردار عبداللہ بن رواحہ انصاری ہوں گے اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ نے اس ترتیب میں حضر کر دیا۔ یہ لوگ روانہ ہو گئے۔ ایک یہودی عالم جو قریب میں بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا اگر محمدؐ نبی ہیں تو یہ تینوں افراد قتل کر دیئے جائیں گے پوچھا گیا کیوں؟ اُس نے کہا کہ بنو اسرائیل کے انبیاء میں سے جو نبی بھی جہاد کے لئے لشکر روانہ کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ اگر فلاں قتل ہو جائے تو فلاں سردار ہوگا۔ اگر وہ دو آدمیوں کی سرداری یا سو آدمیوں کی سرداری یا اس سے کم وبیش کا ذکر کرتا تو جن حضرات کی سرداری کا ذکر کرتا وہ سب کے سب قتل ہو جاتے۔ جابرؓ بن عبداللہ انصاری نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جس دن ان حضرات نے جہاد کیا رسولؐ اللہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی پھر ممبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا تمہارے مسلمان بھائی جہاد کر رہے ہیں آپ ان حملوں کا ذکر فرماتے جاتے آخر کار فرمایا زید بن حارثہ شہید ہو گئے اور علم گر گیا ہے۔ اور اب جعفرؓ نے علم لے لیا ہے اور جہاد کی طرف بڑھ رہے ہیں پھر فرمایا جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے اور علم گر گیا ہے۔ اور اب جعفرؓ اور اب علم کو عبداللہ بن رواحہ نے اُٹھا لیا ہے۔ مشرکین کے فلاں۔ فلاں آدمی فی النار وستر کئے حتیٰ کہ آپ نے ان سب آدمیوں کے نام لئے جن کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ پھر فرمایا عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے اور اب علم خالد بن ولید نے لے لیا ہے۔ اور مسلمان واپس روانہ ہو چکے ہیں۔ پھر آپ ممبر سے نیچے تشریف لائے اور جعفرؓ کے گھر تشریف

لے گئے۔ جعفر کے گھر جا کر آپ نے عبداللہ بن جعفر کو بلایا اور اُسے اپنی گود میں بٹھایا اور آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ عبداللہ کی ماں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ عبداللہ کے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتے ہیں جیسے عبداللہ یتیم ہو گئے ہوں۔ آپ نے فرمایا آج جعفرؓ شہید ہو گئے ہیں۔ آنحضرت کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر فرمایا شہید ہونے سے پہلے ان کے دونوں ہاتھ قلم کیے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھوں کے بدلے سبز زمرد کے پر عطا کیے ہیں اب وہ ان کے ذریعہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں جہاں چاہے پرواز کر رہے ہیں۔

حکم بن عاص کا حشر

جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ حضرت عثمان کے چچا حکم بن عاص نے ایک دن رسول اللہ کا مذاق اُڑایا۔ حکم آنحضرت کے پیچھے ہو کر اپنے شانے ہلاتا اور دونوں شانوں کو کمان کی طرح کیے ہوئے تھا اس سے مقصد رسول اللہ کی چال کا مزاق اُڑانا تھا۔ رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ ایسے ہی تم ہو جاؤ حکم کی یہی کیفیت ہو گئی دونوں شانے حرکت کرتے تھے اور ہاتھ کمان کی طرح ٹیڑھے ہو گئے تھے پھر انحضرت نے اس پر لعنت کی اور مدینہ سے نکال دیا۔ حضرت ابوبکر و عمر نے بھی اس کو مدینہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی۔ لیکن جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس کو مدینہ میں واپس بلا لیا۔

پہاڑ کا رونا اور آپ کا خاموش کرنا

جنگِ تبوک میں رسول اللہؐ کے ساتھ غلاموں کے علاوہ پچیس ہزار ادمی تھے آپ ایک پہاڑ پر سے گزرے جس کے اوپر کے حصہ سے نیچے کی طرف پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ تعجب کی بات ہے کہ اس پہاڑ سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں یہ سُن کر آپ نے فرمایا یہ رو رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہیں پہاڑ بھی روتا ہے آپ نے فرمایا تم لوگ یہ بات معلوم کرنا پسند کرتے ہو۔ اُنہوں عرض کیا کیوں نہیں فرمایا اے پہاڑ تو کیوں روتا ہے۔ پہاڑ نے فصیح زبان میں عرض کیا جس کو ایک جماعت نے سُنا اُس نے کہا یا رسول اللہؐ میرے پاس عیسیٰ ابن مریم یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے گزرے

(وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ)

ترجمہ (جہنم کا ایدھن انسان اور پتھر ہونگے'' مجھے خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں وہ پتھر میں نہ ہوں)۔

آپ نے فرمایا رونا بند کرو تم ان پتھروں سے نہیں ہو ان پتھر سے مراد کبریت ہے پہاڑ نے اُسی وقت رونا بند کر دیا اور پھر اس سے ایک بوند تک نہ ٹپکی۔

چشموں کا پھوٹنا

جنگ، تبوک میں رسولؐ اللہ اور بادشاہِ روم کے درمیان خط و کتابت نے طول پکڑا اسامان سفر ختم ہوگیا، اس بارے میں رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس آٹا کھجوریں اور ستو موجود ہوں وہ میرے پاس لائے ایک شخص ایک مٹھی آٹے کی لایا دوسرا کھجوریں تیسرا ستو لایا۔ اس طرح یہ چیزیں جمع ہوگئیں۔ آنحضرت نے ان چیزوں کو اپنی چادر پھیلا کر ڈال دیا اور ہر ایک چیز پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پھر فرمایا لوگو اعلان کردو کہ جو شخص سامانِ خوراک لینا چاہے وہ آجائے۔ لوگ حاضر ہوگئے اور آنحضرت سے یہ چیزیں لینے لگے۔ لیکن آٹا۔ کھجوریں اور ستو ویسے کہ ویسے موجود تھے ان میں سے کوئی چیز کم ہوئی نہ زیادہ وہ پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور ایک وادی میں تشریف لائے جس میں پہلے پانی موجود تھا۔ لیکن اب خشک تھی انہوں نے عرض کیا کہ اب تو اس وادی میں پانی نہیں ہے۔ آنحضرت نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک شخص سے کہا کہ اسے لے لو اور وادی کے اوپر والے حصہ پر گاڑ دو اس شخص نے تیر جا کر گاڑ دیا۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ تیرے کے اِردگرد پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ یہ وادی کے اوپر کے حصہ سے نیچے کی طرف بہہ رہے تھے۔ لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لئے۔

حکمِ رسول اللہؐ سے علیؑ کے لیے سورج کا پلٹنا

حضرت اُم المومنین اُمہ سلمہ، اسماء بنتِ عمیس اور جابر بن عبداللہ انصاری۔ ابنِ عباس۔ ابو سعید خدری، ابو ہریرہ اور امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے "کراع الغمیم" کے مقام پر نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لائے آپ نے آپ کی حالتِ وحی کو ملاحظہ کرنے کے بعد آپ کی پشت کو سہارا دیا۔

غروب آفتاب تک یہ سلسلہ جاری رہا اور قرآنِ مجید کے نزول کا سلسلہ جاری رہا جب وحی کی آمد مکمل ہوگئی تو رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علیؑ کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی ہے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ میں نے آپ کو سہارا دیا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ سے دعا مانگو وہ تمہارے لئے سورج کو پلٹا دے۔ حضرت علیؑ نے دعا مانگی تو سورج پلٹ آیا۔ اس مقام پر ابو جعفر طحاوی لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے دعا مانگی۔ پروردگار! علیؑ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا اس کے لیے سورج کو لوٹا دے (مشکل الآثار ج ۴ صفحہ ۳۸۸۔ ۳۸۹) سرکارِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور سورج پلٹ آیا۔ حضرت علی نے نمازِ عصر ادا کی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج فوراً

غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے۔ ابوبکر بن مہرویہ لکھتے ہیں کہ اسماء بنتِ عمیس فرماتی تھیں جب سورج غروب ہوا تو ہمیں یوں آواز سنائی دی جیسے لکڑی کو آرے میں چیرا جا رہا ہو اور سورج پلٹنے کا واقعہ جنگِ خیبر کے موقع پر مقام (صہباء) میں پیش آیا۔

ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ اسلام نے اشارہ سے نماز ادا فرمائی تھی اور جب سورج پلٹ آیا تو آپ نے حکمِ رسولؐ کے تحت نماز کا اعادہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ نے حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو نظم میں بیان کرے تو اس نے یہ اشعار کہے لَا تَقْبَل التَّوْبَۃَ مِنْ تَائِبO اِلَّا بِحُبّ علیؑ بن ابی طالب

ترجمہ: علیؑ بن ابی طالب کی محبت کے بغیر کسی توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔

اَخِیّ رسول اللہ بَلْ صِہْرہٗ Oوَالصِّہْرَ لَا یَعْدِلَ بِالصَّاحِب

ترجمہ: علیؑ رسول اللہ کا صرف بھائی ہی نہیں بلکہ ان کا داماد بھی ہے اور داماد کا موازنہ دوست سے نہیں کیا جا سکتا۔

یاقَوْمَہ مَنْ مِثْلَ عَلِیّ وَقَدِO رُدَّتْ عَلَیْہِ الشَّمْسِ مِنْ غَائِب

ترجمہ۔ لوگو علیؑ جیسا کون ہو سکتا ہے جس کے لئے ڈوبا ہو سورج پلٹ آیا۔

(بحوالہ مناقب شہر آشوب ج ۲ صفحہ ۳۱۷۔ بحار الانوار ۴۱ صفحہ ۱۷۴۔ غایۃ المرام ۶۳۰۔ ارشاد مفید صفحہ ۱۸۳۔ اعلام الوریٰ طبرسی صفحہ ۱۸)

بحکم رسول اللہ علیؑ کا سورج سے کلام کرنا

امام محمدؑ باقر علیہ اسلام جابر بن عبداللہ انصاری۔ سلمانِ فارسی۔ عمار یاسر۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ نبوی میں صبح کی نماز کے بعد اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مسجد میں حضرت علیؑ داخل ہوئے تو رسول اللہ نے کھڑے ہو کر ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں اپنے قریب بٹھایا یہاں تک کہ حضرت علیؑ کے گھٹنے رسولِ خدا کے گھٹنے سے لگ رہے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے فرمایا اے علیؑ اُٹھو اور سورج سے گفتگو کرو وہ بھی تم سے گفتگو کرے گا اہلِ مسجد نے تعجب سے کہا۔ کیا سورج حضرت علیؑ سے باتیں کرے گا؟ کچھ حاسد تو آہستہ سے کہنے لگے یہ تو ہر وقت اپنے ابنِ عم کے نام کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جنابِ امیر علیہ اسلام اُٹھے اور آپ نے سورج سے فرمایا "کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَاخَلْقَ اللهِ؟" اے مخلوقِ خدا تم کیسے ہو اور تم نے کیسے صبح کی؟ سورج سے آواز بلند ہوئی "بِخَیْرٍ یَا اَخَا رَسُوْلَ اللهِ یَا اَوَّلُ یَا آخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَامَنْ هُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" (میں خیریت سے ہوں اے سردارِ رسول اے اوّل اے آخر۔ اے ظاہر اے باطن اور اے وہ شخصیت جو ہر چیز کو جانتی ہے۔

حضرت علی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمکی خدمت میں حاضر ہوئے تو

رسول اللہ نے تبسم فرمایا اور کہا تم مجھے بتاؤ گے یا میں تمہیں بتاؤں؟ حضرت علیؑ نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی زبانِ مبارک سے سننا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ سورج نے تمہیں اول کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لانے والا پہلا فرد ہے۔ سورج نے تمہیں آخر کہہ کر سلام کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تم میرے غسل وکفن میں آخر تک شریک رہو گے۔ سورج نے تمہیں یا ظاہر کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پوشیدہ رازوں پر تو ہی غلبہ حاصل کرے گا۔ سورج نے تمہیں یا باطن کہہ کر سلام کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تو میرے علم کو اپنے بطن میں سے سنبھال کر رکھے گا۔ اس کے علاوہ سورج نے تمہیں (یا مَنْ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيم) کہہ کر سلام کیا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حلال حرام، فرائض احکام، تنزیل، تاویل، ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، اور مشکل کا جو بھی علم نازل کیا ہے۔ تم ان تمام علوم کے عالم ہو۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری اُمت کے لوگ تیرے متعلق وہ کچھ نہ کہیں جو نصاریٰ نے عیسیٰؑ کے متعلق کہا ہے تو میں تیرے متعلق وہ کچھ کہتا کہ لوگ تیرے قدموں کی خاک اُٹھا کر لے جاتے اور اُسے شفا کا ذریعہ بنا لیتے۔ (الثاقب فی المناقب ج ۵ صفحہ ۳۳ فرائد السمطین جلد صفحہ ۱۱۵۔ فضائلِ شاذان صفحہ ۱۶۲۔ مناقبِ ابنِ شہرِ آشوب جلد ۲ صفحہ ۳۲۳۔ بحار الانوار جلد ۴۱ صفحہ ۱۷۶۔ الواعظین صفحہ ۱۲۸ امالی شیخ صدق صفحہ ۲۷۲۔ قصص الانبیاء راوندی صفحہ ۲۹۲۔ مناقبِ خوارزمی صفحہ ۱۶۳۔ الیقین فی مرۃ امیر المومنین صفحہ ۲۵۔ کشف

الغمہ جلد ا صفحہ ۱۵۴۔ ان تمام علمائے کرام نے اتفاق کیا ہے کہ سورج نے جناب امیر المومنین سے تین بار کلام کیا ہے۔

آسمان سے اُترنے والا جام

امام جعفر صادق علیہ اسلام سے مفضل بن عمر جعفی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ مسجدِ نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے اور امیر المومنین علیہ اسلام آپ کے دائیں اور حضرت ابوبکر و عمر بائیں جناب بیٹھے تھے کہ اتنے میں ان پر ایک بادل نے سایہ کیا جس سے چمک اور ہلکی آوازیں آرہی تھیں اور وہ بادل کافی جھک آیا۔ رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے ابوالحسن اللہ کی طرف سے ہمارے لئے ہدیہ آیا ہے۔ پھر آنحضرت نے اپنا ہاتھ بادل کی طرف بلند کیا تو بادل مزید جھکا یہاں تک کہ وہ آپ کے ہاتھ سے ٹکرانے لگا۔ اس سے ایک جام ظاہر ہوا جس کی چمک دمک اتنی زیادہ تھی کہ آنکھیں چندھیاں گئیں اور اس سے خوشبو کی اتنی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں کہ آپ کے اصحاب حیران رہ گئے اور جام سے تسبیح پروردگار کی آوازیں آرہی تھیں اور وہ تسبیح بھی خالص عربی زبان میں کر رہا تھا پھر وہ جام سیدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتھیلی پر آیا اور آتے ہی اس سے آواز آئی (اسلام علیک یا حبیب اللہ وصفوتہٖ ونبیہ)

ترجمہ:۔ اللہ کے محبوب اوران کے مصطفیٰ اور تمام عالمین میں سے اللہ کے چنے ہوئے اور اولین و آخرین کی تمام مخلوق میں سے خدا کے منتخب کردہ رسول پر سلام ہوں اور آپ کے وصی پر جو کہ تمام اوصیاء سے افضل ہے اور آپ کے بھائی پر جو تمام بھائیوں سے بہتر ہے اور آپ کے اس جانشین پر جو کہ تمام خلفاء سے بہتر ہے جو متقین کا رہبر اور مومنین کا حاکم اور روشنی طلب کرنے والوں کی روشنی اور جو متقین کا چراغ ہے اُس پر سلامتی ہو اور اُن کی زوجہ پر سلام ہو جو کہ تمام جہانوں کی عورتوں سے بہتر ہے اور جو تمام روشن اجسام میں سب سے زیادہ روشنی ہے جو بتول ہے جو آئمہ اور راشدین کی والدہ ہے اس پر سلام ہو آپ کے دونوں نواسوں دونور اور آپ کے دو پھولوں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک حسن اور حسین پر سلام ہو۔

جام سے سلام کی آواز اتنی واضح اور بلند تھی جسے رسولؐ خدا امیر المومنین، حسنین مسجد میں موجود اصحاب نے اپنے کانوں سے سنا جبکہ اس کی تیز روشنی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی اس تمام عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر ادا کرتے رہے پھر اس جام سے یہ آواز بلند ہوئی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ اور علیؑ اور آپ کی صاحبزادی فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی طرف بھیجا ہے اب آپ مجھے علیؑ کی ہتھیلی پر رکھیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے علی اب تم اللہ کے اس تحفہ کو اپنے ہاتھوں پہ لے لو۔ حضرت علیؑ

نے دایاں ہاتھ بڑھایا اور اس جام کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اسے بوسہ دیا اس کی خوشبو سونگھی اور فرمایا۔ اللہ کی طرف سے اس کے رسولؐ اور ان کے اہلبیت کی طرف نازل ہونے والے ہدیہ کو خوش آمدید ہو پھر حضرت علی علیہ اسلام نے کثرت اللہ کی حمد وثناء کی اور جام سے بھی تکبیر و تجلیل کی آوازیں آتی رہیں۔ اس کے بعد جام سے آواز آئی یارسول اللہ آپ علیؑ سے کہیں کہ وہ مجھے اللہ کے حکم کے مطابق فاطمہؑ زہرا اور حسنؑ و حسینؑ کے حوالے کر دے۔ رسولؐ خدا نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے ابوالحسن اُٹھو یہ جام فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھوں پہ رکھو۔

امیر المومنین علیہ السلام جام اُٹھا کر گھر کو چل پڑے اُس وقت اس جام کی روشنی سے سورج کی روشنی ماند پڑ رہی تھی اور اس کی خوشبو تمام خوشبوؤں سے افضل تھی آپ نے رسولؐ اللہ کے حکم کے مطابق وہ جام جنابِ فاطمہؑ سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہم السلام کے ہاتھوں پر رکھا اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام نے اس جام کو بوسے دیے اور اللہ کی حمد وثناء کی اس کے بعد حضرت علی علیہ اسلام نے اس جام کو اُٹھایا اور دوبارہ اس جام کو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی پر جا کر رکھ دیا۔ اب وہ جام آنحضرت کی ہتھیلی پر آیا تو اہلِ مسجد میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ یارسول اللہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ جب بھی اللہ کی طرف سے آپ کو کوئی تحفہ اور ہدیہ ملتا ہے تو آپ اس میں علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو شریک کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو بہت زیادہ جسارت

کر رہا ہے کیا تو نے جام کی باتیں خود نہیں سنیں تھیں اب اس کے بعد تو تجھے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی؟ اس شخص نے پھر کہا یا رسول اللہ کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اسے اُٹھا کر سونگھوں اور اسے بوسہ دوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تجھے یا کسی اور کو ایسا کرنے کا ہرگز اختیار نہیں ہے۔ اس نے کہا کیا آپ مجھے اتنی اجازت دیں گے کہ میں اسے اپنے ہاتھوں سے چھو سکوں؟ آپ نے فرمایا تو بہت زیادہ اصرار کر رہا ہے اُٹھ اور اسے ہاتھ لگانے کی کوشش کر اور اگر تو اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا تو پھر میں اللہ کا رسولؐ ہی نہیں ہوں کہ اللہ کی طرف سے حق تو یہی ہے کہ تو اس کو نہیں چھو سکتا اور تجھے اس کی اجازت ہی نہیں ہے۔ یہ فقط میرے اہلبیت کے لئے مخصوص ہے۔

اصحاب کہف اور حضرت علی علیہ السلام

امام جعفر صادق علیہ اسلام نے اپنے آباؤ اجداد کی سند سے بیان فرمایا ہے کہ ایک دن رسول خدا مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ اسلام اور ان کی بساط اور اصحاب کہف کا ذکر ہوا۔ اور لوگ پوچھنے لگے کہ کیا وہ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اصحاب کہف کو دیکھنے اور اصحابِ کہف پر سلام کرنا چاہتا ہے؟ یہ سن کر ابو بکر عمر اور عثمان نے کہا کہ ہم ان پر سلام کرنے کے خواہش مند ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درحان بن مالک آجاؤ یہ آواز سن کر ایک نوجوان معطر لباس پہنے ہوئے حاضر ہوا رسول اللہ نے فرمایا ہمارے پاس بساطِ سلیمان لاؤ۔

چند لمحات کے بعد وہ جوان مسجد میں حاضر ہوا اور اس نے ایک چادر اُٹھائی ہوئی تھی جوان نے وہ چادر مسجد میں رکھی اور غائب ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال اور اپنے غلام ثوبان کو بلایا اور اُن سے فرمایا کہ وہ اس چادر کو زمین پر پھیلا دیں بلال اور ثوبان نے حکم کی تعمیل کی پھر رسول اللہؐ نے حضرت ابوبکر عمر عثمان سلمانِ فارسی اور امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب سے فرمایا کہ تم لوگ اُٹھو اور تم میں سے ہر ایک شخص چادر کے ایک ایک کونے پر بیٹھ جائے اور جناب امیر المومنین علیؑ تمہارے درمیان میں بیٹھ جائیں پھر پانچوں افراد اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت علیؑ نے آواز دی۔ اے منشؑ! آجاؤ۔ پھر اس چادر کے نیچے ہوا داخل ہوئی جس نے چادر کو بلند کیا اور چادر فضا میں پرواز کرنے لگی یہاں تک کہ وہ اس غار کے دہانے تک آ کر رک گئی جس میں اصحاب کہف موجود تھے۔ تمام افراد چادر سے اُترے امیر المومنین علیہ اسلام نے حضرت ابوبکر سے فرمایا تم شیخ قریش ہو لہٰذا آگے بڑھو اور انہیں سلام کرو۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا علیؑ میں انہیں کن الفاظ کے ساتھ سلام کروں حضرت علیؑ علیہ اسلام نے فرمایا تم للہ الفاظ سے سلام کرو (السلام علیکم اَیَّتُهَا الْفِتْیَه الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ بِرَبِّهِم،

اسلام علیکم یا نَجَدُ اللہ فِي اَرْضِہٖ) یعنی اپنے رب پر ایمان لانے والے جوانوں تم پر سلام ہو خدا کی زمین پر خدا کے منتخب کردہ لوگوں تم پر سلام ہو۔ حضرت ابوبکر غار کے دروازہ کی طرف بڑھے اُس وقت غار کا دروازہ بند تھا۔ انہوں نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ تین بار سلام کیا لیکن کسی نے بھی انہیں جواب نہ دیا۔ وہ واپس آئے اور امیر المومنین سے کہا مجھے تو کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ امیر المومنین نے حضرت عمر سے کہا اب تم اُٹھو اور ان پر سلام کرو۔ حضرت عمر نے بھی تین مرتبہ اصحابِ کہف پر سلام کیا لیکن کسی نے انہیں بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر امیر المومنین نے حضرت عثمان سے کہا تم اُٹھو اور اصحاب کہف کو سلام کرو چنانچہ انہوں نے بھی سلام کیا لیکن کسی نے بھی انہیں جواب نہیں دیا۔ پھر امیر المومنین نے سلمانِ فارسی سے کہا اب تم اُٹھو اور انہیں سلام کرو۔ سلمان اُٹھے اور اُنہوں نے بھی اصحاب کہف کو سلام کیا اس وقت غار سے آواز آتی تو ایک ایسا بندہ ہے جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لئے امتحان لیا ہے تو بھلائی پر ہے تیرا انجام بھی بہتر ہوگا۔ لیکن ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم صرف انبیاء واصیاء کے سلام کا ہی جواب دیتے ہیں۔ ان کا یہ جواب سن کر سلمان آئے اور وہ بھی بیٹھ گئے۔ پھر حضرت امیر المومنی علی ابن ابی طالب علیہ اسلام اُٹھے اور آپ نے انہیں سلام کرتے ہوئے فرمایا۔ اسلام علیکم یَانَجبَا اللہ فی اَرْضِہٖ اَلْوَاقِیْنَ بِعھْدُ اللہِ نِعَمَ الْفِتْیَۃَ اَنکم۔ خدا کی زمین پر اس کے منتخب لوگو تم پر سلام ہو اللہ کے عہد کو

نبھانے والو تم پر سلام ہو۔ تم بہترین جوان ہو۔ اُس وقت غار کے اندر سے بہت سی آوازیں بلند ہوئیں۔ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ وَقَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ فَازَ وَاللهِ مَنْ وَالَاكَ وَخَابَ مَنْ عَادَاكَ امیر المومنین سید المسلین اور اور قائدِ الغر لحجلین آپ پر بھی سلام ہو" خدا کی قسم وہ کامیاب ہوا جس نے آپ سے محبت رکھی اور وہ شخص ناکام ہوا جس نے آپ سے دشمنی رکھی۔ امیر المومنین علیہ اسلام نے ان سے فرمایا تم نے میرے ساتھیوں کو جواب کیوں نہیں دیا؟ اصحاب کہف نے کہا اے امیر المومنین ہم زندہ ہیں لیکن ہمیں کلام کرنے سے روک دیا گیا ہے اور ہم نبیؐ یا نبیؐ کے وصی کے علاوہ کسی کو جواب نہیں دیتے اور آپ پر اور آپ کے بعد آپ کے اولیاء پر سلام ہو اللہ ان کے ہاتھوں پر اپنے حق کو غالب کرے گا اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ اسلام نے پھر سب کو بیٹھنے کا حکم دیا سب بیٹھ گئے تو آپ نے مثنہ کو حکم دیا اس نے بساط کو بلند کیا۔ چادر پرواز کرتی ہوئی مدینہ واپس آ گئی اور صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا۔ بحوالہ عیون المعجز ات صفحہ ۱۴ بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۶۔

سام بن نوح کا زندہ ہو کر گواہی دینا

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ بحار الانوار جلد ۴۱ صفحہ ۲۱۲۔ تفسیر البرہان جلد ۴ صفحہ ۱۱۸ پر تحریر ہے کہ ایک مرتبہ یمن سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ ہم سابقہ سلاطین کی اولاد ہیں۔ اور ہمارا تعلق آلِ نوح سے ہے اور ہمارے نبیؑ کے وصی سام تھے اور ان کی تعلیمات میں ایک بات یہ بھی تھی کہ ہر نبی کوئی نہ کوئی معجزہ لے کر بھی آتا ہے اور ہر نبیؑ کا ایک وصی ہوتا ہے جو اس کا جانشین ہوتا ہے اب آپ بتائیں کہ آپ کا وصی کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا وصی ہے۔ ان لوگوں نے کہا اگر ہم ان سے یہ سوال کریں کہ وہ ہمیں سام بن نوح کی زیارت کرائیں تو کیا وہ ایسا کر سکیں گے؟ رسول اللہ نے فرمایا جی ہاں وہ اذن خدا سے ایسا کریں گے پھر رسول اللہ یا نجد اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علی انہیں لے کر مسجد کے اندرونی حصہ میں جاؤ اور محراب کے پاس زمین پر پاؤں کی ٹھوکر مارو۔ چنانچہ حضرت علی علیہ اسلام انہیں لے کر روانہ ہوئے ان کے ہاتھوں میں صحائف تھے اور انہیں مسجد کے اندر محراب پیغمبر کے قریب لے گئے اور وہاں آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر زمین پر ٹھوکر ماری زمین پھٹ گئی اور ایک لحد اور ایک تابوت ظاہر

ہوا۔ پھر اُس تابوت سے ایک بزرگ نمودار ہوئے جن کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح سے چمک رہا تھا ان کی داڑھی تھی انہوں نے سر سے مٹی جھاڑی اور حضرت علی پر درود پڑھا پھر انہوں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ سید المرسلین وانک علی وصی محمد سید الوصیین انا سام بن نوح'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد مصطفےٰ اللہ کے رسول اور تمام رسولوں کے سردار ہیں اور آپ محمد مصطفےٰ کے وصی اور تمام اوصیاء کے سردار ہیں میں سام بن نوح ہوں۔ اہل یمن کے ہاتھوں میں جو صحیفے تھے انہوں نے اپنے صحیفے کھول کر ان کے حلیہ کو پڑھا نوجوان کا حلیہ صحیفوں میں لکھا تھا وہی حلیہ انہیں مسجد میں دکھائی دیا۔

اہل یمن نے کہا۔ اگر یہ سام بن نوح ہیں تو پھر ہماری خواہش ہے کہ وہ اپنے صحائف میں سے کوئی سورت تلاوت کریں۔ حضرت سام بن نوح نے ایک پوری سورت پڑھ کر سنائی پھر انہوں نے حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا اور دوبارہ نیند کی آغوش میں چلے گئے زمین دوبارہ ہموار ہوگئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر اہل یمن نے کہا بے شک اسلام ہی خدا کا پسندیدہ دین ہے اور انہوں نے اسلام قبول کیا اللہ تعلیٰ نے اس سلسلہ میں یہ آیات بھیجی ترجمہ۔ کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے لئے اور سرپرست بنا لئے ہیں جب کہ وہی سب کا سرپرست ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور تم جس چیز میں بھی

اختلاف کرو گے اس کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی میرا پروردگار ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (سورہ شوریٰ آیت ۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ابوصمصام عبسی سے وعدہ کرنا

عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ابوصمصام عبسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس نے اپنے ناقے کو دروازۂ مسجد پر بیٹھایا اور اصحاب پر سلام کیا اس کے بعد اُس نے کہا تم میں وہ (نعوذ باللہ) گمراہ شخص کون ہے جو نبوت کا دعویدار ہے۔ سلمان فارسیؓ نے اُٹھ کر کہا۔ اے اعرابی کیا تو اس روشن چہرے چمکتی جبین اور حوض و شفاعت قرآن وقبلہ تاج وعلم جمعہ و جماعت کے مالک کو نہیں دیکھ رہا۔ یہ صاحب تواضع و تسکین ہیں۔ یہ کائنات کے بڑے فیاض وسخی ہیں۔ یہ صاحب سیف وعصا ہیں یہ تکبیر وتہلیل بلند کرنے والے نور و شرف کے مالک بلند ورفعت کے حامل۔ سخاوت وشجاعت میں بے نظیر نماز وزکوۃ کو قائم کرنے والے۔ حج واحرام وزمزم ومقام مشعر حرام یومِ مشہود مقامِ محمود حوض، مورود اور شفاعت کبریٰ کے مالک اور ہمارے آقا وحاکم محمد رسول اللہ یہی ہیں۔ اعرابی نے کہا اگر آپ نبیؐ ہیں تو مجھے یہ بتائیں قیامت کب ہوگی؟ بارش کب آئیگی اور میری ناقہ کے بطن میں کیا ہے؟ اور کل مجھے کیا حالات پیش آئیں گے اور میں کب مروں گا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے کوئی جواب

نہیں دیا۔ اس وقت جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے (ترجمہ) اللہ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور جو کچھ شکموں میں ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل اُسے کیا پیش آئے گا اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا۔ بیشک اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ جب اعرابی نے یہ آیت سنی تو اُس نے کہا۔ آپ ہاتھ بڑھائیں میں بیعت کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر اس نے کہا اگر میں اپنے خاندان اور اپنی قوم کو مسلمان کر دوں تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میں تجھے اسّی اونٹنیاں دوں گا جن کی پشت سرخ پیٹ سفید آنکھیں سیاہ اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔ اعرابی نے کہا بہتر ہے آپ معاہدہ کو تحریر کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ اسلام سے فرمایا اے ابوالحسن تم یہ تحریر لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بذریعہ تحریر ابوصصام عبسی سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر اس نے تبلیغ کے ذریعہ سے اپنے خاندان اور قوم کو مسلمان بنا دیا تو پھر میں اسّی اونٹنیاں دوں گا جن کی پشت سرخ شکم سفید اور آنکھیں سیاہ ہوں گی اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہار ہو گی۔

یہ تحریر لے کر ابوصصام اپنے وطن چلا گیا اور وہاں اس نے اپنی قوم کو تبلیغ کی اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی قوم نے اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد ابوصصام اپنا انعام حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحلت فرما چکے تھے جب اس نے آپ کی رحلت کا سنا تو اسے شدید صدمہ ہوا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے اپنا جانشین کسے مقرر کیا ہے۔ لوگوں نے کہا حضورؐ نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ البتہ لوگوں نے ان کے بعد حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ابوصصام عبسی مسجد میں آیا اور اس نے حضرت ابوبکر سے کہا۔ اے خلیفہ رسولؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے اسی اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا جن کی پشت سرخ پیٹ سفید آنکھیں سیاہ ہوں گی اور اُن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔ حضرت ابوبکر نے کہا بھائی عرب تو نے مافوق العقل مطالبہ کیا ہے رسول اللہ کوئی سونا چاندی چھوڑ کر نہیں گئے آپ نے ذلول نامی ایک خچر اور فاضلہ نامی ایک زرہ چھوڑی تھی اور وہ دونوں چیزیں بھی علیؑ ابن ابی طالب کے پاس ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے فدک چھوڑا تھا اُس پر ہمارا حق بنتا تھا اس لئے ہم نے اس پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ انبیاء کی وراثت ہی نہیں ہوتی۔ یہ سن کر سلمان فارسی نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تم نے کیا اور کچھ نہ کیا اور تم نے علیؑ کے حق پر قبضہ کیا

یہ معاملات اُس کے سپرد کردو جو ان کا اہل ہے

پھر سلمان ابوصصامِ عبسی کو ہاتھ سے پکڑ کر حضرت علیؑ علیہ السلام کے

دروازہ پر لے آئے اُس وقت آپ نماز کے لئے وضوع فرمار ہے تھے سلمانؓ نے دروازہ پر دستک دی تو آپ نے فرمایا سلمان ابو صصام کو لے کر اندر آجاؤ۔ ابو صصام نے بڑے تعجب سے کہا رب کعبہ کی قسم یہ بڑی عجیب بات ہے۔ یہ کون ہے جس نے دیکھے بغیر مجھے پہچان لیا ہے۔ حضرت سلمان نے کہا یہ وہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا۔ میں شہرِ علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جسے علم کی ضرورت ہو دروازے پر آئے۔ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ کے حبیب نے فرمایا علی تمام انسانوں سے افضل ہے جو اس پر راضی ہوا اُس نے شکر ادا کیا جس نے انکار کیا اس نے کفر کیا۔ یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہم نے ان کے لئے علی کو زبان صداقت قرار دیا (سورۂ مریم آیت ۵۰) یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا کیا جو مومن ہے وہ کسی فاسق کی طرح ہوسکتا ہے وہ برابر نہیں ہیں (سورۂ سجدہ آیت ۱۸) یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کی تولیت کو اس کے برابر قرار دیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے وہ اللہ کے یہاں برابر نہیں ہیں (سورۂ توبہ آیت ۱۹) یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ اے رسولؐ اس بات کی تبلیغ کر دو جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کی گئی ہے (سورۂ مائدہ آیت ۶۶)

یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا جو علم آنے کے بعد اسے جھگڑا کرے

تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو بلاؤ پھر ہم ایک دوسرے پر بددعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں (سورۂ آلِ عمران آیت ۶۱)

یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہیں جنتی ہی کامیاب ہیں (سورۂ حشر آیت ۲۰) یہ وہی ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا اے اہلِ بیت اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ وہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور رکھے جیسا دور رکھنے کا حق ہے (سورۂ احزاب آیت ۳۳) (اے ابوصصامِ عبسی اگر تجھے اب بھی سمجھ میں نہیں آیا ہے تو سن یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا اس کے ماسوا اور کچھ نہیں کہ تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ اہلِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں (سورۂ مائدہ آیت ۵۵) پھر سلمان فارسی نے ابوصصام عبسی سے فرمایا اندر چلو اور آپ کو سلام کرو ابوصصامِ عبسی اندر آیا اور آپ پر سلام کرنے کے بعد کہا۔ رسول اللہ نے مجھ سے اسی (۸۰) اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا جن کی پشت سرخ پیٹ سفید آنکھیں سیاہ اور جن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔ حضرت علی علیہ اسلام نے فرمایا۔ تمہارے پاس رسول اللہ کی تحریر ہے؟ اس نے کہا جی ہاں ہے پھر اُس نے رسول اللہ کا لکھا ہوا وثیقہ پیش کیا۔ امیر المومنین علیہ اسلام نے سلمانؓ سے فرمایا اے

سلمان تم مدینہ شہر میں جاؤ اور اس شہر کے ہر گلی اور ہر کوچے میں اعلان کرو کہ جس نے بھی رسول اللہ کے وعدہ کی تکمیل دیکھنا ہو تو کل شہر سے باہر آجائے۔ یہ اعلان سُن کر منافق ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بھلا علیؑ رسول اللہ کے وعدہ کو کیسے پورا کرے گا جبکہ اس کے پاس دولت کا نام ونشان نہیں بے چارہ شرمندہ ہوگا۔ علیؑ کے پاس سرخ پشت سفید پیٹ سیاہ آنکھوں والی اونٹنیاں کہاں ہیں جن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں۔ دوسرا دن ہوا تو امیر المومنین علی ابنِ ابی طالبؑ اپنے فرزندوں اور اپنے چاہنے والوں کو لے کر شہر سے باہر آئے اور پورے شہر کے لوگ یہ منظر دیکھنے کے لئے جوق درجوق اکٹھے ہوگئے آپ نے راستے میں اپنے بیٹے حسنؑ مجتبےٰ کے کانوں میں کوئی بات کہی اور اس کے بعد آپ نے ابوصصام عبسی سے فرمایا۔ تم میرے بیٹے حسن مجتبےٰ کے ساتھ ریت کے ٹیلے پر جاؤ۔ ابوصصام امام حسن علیہ السلامؑ کے ساتھ ریت کے ٹیلے پر گیا وہاں جا کر امام حسن علیہ اسلام نے دو رکعت نماز ادا کی اور آپ نے زمین سے کچھ کلمات کہے جو کہ حاضرین کی سمجھ میں بالکل نہیں آئے۔ پھر آپ نے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عصا مارا۔ آپ نے جیسے ہی عصا مارا تو ریت ہٹ گئی اور ایک چکنی چٹان نمودار ہوئی۔ جس پر نور کی یہ سطریں لکھی ہوئیں تھیں۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم O لا اِلٰہَ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ)

پھر آپ نے اس چٹان پر عصا مارا تو چٹان سے ناقہ کی مہار ظاہر ہوئی اپ

نے ابوصصام عبسی سے فرمایا اے ابوصصام یہ مہار پکڑو اور چلتے جاؤ ابوصصام عبسی چلتا رہا اور اس کے پیچھے اونٹنیاں برآمد ہوتی گئیں یہاں تک کہ پوری اسی اونٹنیاں برآمد ہوئیں۔ اور ان اونٹنیوں کی پشت سرخ پیٹ سفید آنکھیں سیاہ تھیں اور اُن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں تھیں ابوصصام عبسی اونٹنیاں لے کر حضرت علی علیہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا تمہیں وعدہ کے مطابق اونٹنیاں مل گئیں؟ ابوصصام نے کہا بیشک آپ نے رسول اللہ کا کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔

پھر حضرت علی علیہ اسلام نے اس سے فرمایا اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اطلاع دے گئے تھے اور اُنہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے ان اونٹنیوں کو ناقہ صالح کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا۔ منافقین نے جب جناب امیر علیہ اسلام کا یہ معجزہ دیکھا تو جل کر خاک ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے یہ علیؑ کا کھلا جادو ہے (بحوالہ الثاقب فی المناقب صفحہ ۱۲۷)

سلمانِ فارسی کا ایمان لانا اور اُنہیں سرکار کا آزاد کرانا

ابن بابویہ نے ساتویں امام موسیٰ بن جعفر علیہما سلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیر اور قریش کی ایک جماعت سرکارِ دوعالم کی قبر کے پاس جمع

تھے۔ امیر المومنین نے جناب سلمان فارسی سے دریافت فرمایا کہ اے ابا عبداللہ کیا تم مجھے اپنے ابتدائی حالات سے آگاہ نہ کرو گے۔ سلمان نے کہا خدا کی قسم اگر کوئی دوسرا شخص پوچھتا تو میں ہرگز نہ بتاتا مگر آپ کی اطاعت لازم ہے۔ میں شیراز کے رہنے والوں میں کسانوں کی اولاد سے ہوں اور اُن کا سردار تھا میرے ماں باپ مجھ کو بہت عزیز رکھتے تھے ایک مرتبہ عید کے دن میں اپنے والد کے ساتھ عیدگاہ گیا اور عبادت خانہ میں پہنچا۔ میں نے سنا کہ وہاں کوئی بلند آواز سے کہتا ہے۔ اشھد ان لا الہ اِلا اللہ وانا عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ جب میں نے یہ آواز سنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی اور حضور کے عشق کے سبب مجھ پر کھانا پانی حرام ہوگیا۔ میری ماں نے کہا آج تم نے آفتاب کو سجدہ کیوں نہیں کیا اور پرستش کیوں نہیں کی۔ میں نے انکار کیا پھر میں اس قدر انکار پر اڑ گیا کہ وہ خاموش ہوگئیں۔

وہاں سے واپس گھر آیا تو چھت میں ایک خط لٹکا ہوا دیکھا میں نے ماں سے پوچھا یہ خط کیسا ہے۔ وہ بولیں کہ میں عیدگاہ سے آکر اسی طرح اس کو لٹکا ہوا دیکھ رہی ہوں اس کے قریب مت جانا ورنہ تمہارے والد تم کو مار ڈالیں گے۔ مجھے بھی حیرت تھی۔ میں انتظار کرنے لگا۔ یہاں تک کہ رات ہوئی اور میرے والدین سو گئے تو میں اُٹھا اور اس خط کو لے کر پڑھا اُس میں لکھا تھا۔ بسم اللہ

الرحمن الرحیم یہ وہ عہد و پیمان ہے جو خدا نے آدم سے لیا تھا کہ ان کی نسل سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا جو لوگوں کو اخلاق کریمہ اور صفاتِ پسندیدہ کا حکم دے گا اور غیر خدا کی پرستش اور بتوں کی عبادت سے منع کرے گا۔ اے روزبہ تم عیسیٰؑ کے وصی ہو۔ ایمان لاؤ مجوسیت اور گبری کو ترک کرو جب میں نے یہ خط پڑھا تو بیہوش ہوگیا اور آنحضرت کا عشق اور بڑھ گیا۔ جب میرے والدین میری اس حالت سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے مجھے ایک گہرے کنویں میں قید کر دیا اور کہا کہ اس خیال سے اگر تو باز نہ آیا تو ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ میں نے کہا جو چاہو کرو محمد کی محبت تو میرے دل سے ہرگز نہیں نکل سکتی۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں اُس خط کو پڑھنے سے پہلے عربی نہیں جانتا تھا۔ اُسی روز خدا کے الہام کے سبب عربی سے واقف ہوگیا غرض ایک مدت تک اُسی کنویں میں قید رہا۔ میرے واسطے ہر روز ایک چھوٹی روٹی اُس میں ڈال دی جاتی تھی۔ جب قید کی مدت بہت طولانی ہوگئی تو میں نے آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ خداوندہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے وصی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت میرے دل میں ڈالی ہے۔ لہٰذا اُنہیں حضرات کے قدر و مراتب اور بلندی درجات کا واسطہ مجھے اس زحمت و تکلیف سے نجات دے۔ اُسی وقت میرے پاس سفید لباس پہنے ہوئے ایک شخص آیا اور کہا اے روزبہ اُٹھ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے پاس لایا۔ میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان

عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ دیرانی نے عبادت خانہ سے سر باہر نکال کر کہا تم وہی روز بہ ہو۔ میں نے کہا ہاں اس نے مجھے اپنے پاس بلا لیا میں دو سال تک اس کے پاس رہا اور اس کی خدمت کرتا رہا۔ جب اُس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا میں تو اس فانی دنیاں کو وداع کرتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص مذہب حق میں میرے موافق ہوگا سوائے ایک راہب کے جو کہ اسکندریہ میں رہتا ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ اس سے میرا اسلام کہنا پھر ایک لوح (تختی) مجھے دی کہ اُس کو دے دینا اور انتقال کر گیا میں نے اُس کی تجہیز و تکفین کی پھر لوح لے لی اور اسکندریہ روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اس راہب کے عبادت خانہ پر آیا اور پکار کر کہا اشھد ان لا الہ اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ یہ سن کر راہب نے اپنے دیر سے دیکھا اور کہا تم ہی روز بہ ہو میں نے کہا ہاں اس نے کہا اوپر آ جاؤ میں اس کے پاس گیا اور دو سال تک اس کی خدمت میں مصروف رہا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ آیا اس نے مجھے آگاہ کیا میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اس نے بھی یہی کہا مجھے گمان نہیں کہ حق بات میں میرا کوئی ہمسر ہوگا۔ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب نزدیک ہے کہ اپنے نور سے عالم کو منور فرمائیں جاؤ اور آنحضرت کو تلاش کرو جب آنحضرت کی خدمت مین پہنچو تو میرا اسلام کہنا اور اس لوح کو حضرت کے حوالے کر دینا۔

جب میں اس کے غسل و کفن سے فارغ ہوا۔ لوح کو لیا اور باہر نکلا اور ایک گروہ کے ہمراہ ہو لیا اُن سے کہا تم لوگ مجھے اس سفر میں کھانا کھلاؤ میں تمہاری خدمت کروں گا انہوں نے منظور کر لیا۔ جب اُن کے کھانے کا وقت آیا کافروں کے طریقہ کے مطابق ایک گوسفند کو پکڑ کر اس کو لکڑی سے اس قدر مارا کہ وہ مر گئی تو اس کے تھوڑے گوشت سے کباب تیار کیا اور مجھے کھانے کے لئے بلایا میں نے انکار کیا کیونکہ وہ مردار کے کباب تھے۔ میں نے کہا میں ایک راہب ہوں اور راہب گوشت نہیں کھاتے تو مجھے اس قدر مارا کہ میں مرنے کے قریب پہنچ گیا تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو کہ یہاں تک کہ شراب پینے کا وقت آئے اگر یہ شراب سے بھی انکار کرے تو مار ڈالیں گے۔ جب وہ لوگ شراب لائے اور مجھے پینے کو دیا تو میں نے کہا میں راہب ہوں اور راہب شراب نہیں پیتے۔ یہ سنتے ہی وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا مجھے مت مارو میں تمہاری غلامی کا اقرار کرتا ہوں۔ آخر میں ان میں سے ایک کا غلام بن گیا وہ مجھ کو لے کر آیا اور ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم پر فروخت کر دیا۔ یہودی نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنی مفصل سرگزشت بیان کی اور کہا کہ میری خطا اس سے زیادہ نہیں کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے وصی کا دوست ہوں۔ یہ سن کر بولا میں بھی تجھ کو اور محمد کو دشمن رکھتا ہوں۔ پھر مجھ کو گھر کے باہر لایا۔ اس کے دروازہ پر بالو (ریت) کا ایک ڈھیر تھا اُس کو دکھا

کر اُس نے کہا اے روز بہ صبح تک اگر یہ تمام ریت کو تو نے یہاں سے نہ پھینکا تو میں تجھے مار ڈالوں گا میں تمام رات محنت کرتا رہا۔ جب عاجز آ گیا تو ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا اے میرے پالنے والے تو نے محمدؐ اور اُن کے وصی کی محبت میرے دل میں پیدا کر دی لہٰذا اُنہیں کا واسطہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے اور اس تکلیف سے راحت بخش۔ اس دعا کے ساتھ ہی قادرِ مطلق نے ایک ہوا بھیجی جس نے تمام ریت اُس مقام پر پہنچا دیا جہاں کے لئے یہودی نے کہا تھا۔ صبح کو یہودی نے جو دیکھا تو کہنے لگا تو ساحر و جادوگر ہے تیرا علاج اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتا کہ تجھے شہر سے باہر نکال دوں تا کہ ایسا نہ ہو کہ تیری نحوست سے یہ شہر خراب ہو جائے پھر مجھے شہر سے باہر لایا اور ایک نیک عورت کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ وہ عورت مجھے بہت دوست رکھنے لگی اس کا ایک باغ تھا وہ مجھے دیکر بولی کہ اس کا میوہ کھاؤ یا کسی کو دے دو یا صدقہ کر دو تمہیں اختیار ہے میں وہاں ایک مدت تک رہا ایک روز میں نے دیکھا کہ سات اشخاص آ رہے ہیں اور ابر اُن پر سایہ فگن ہے۔ میں نے دل میں کہا خدا کی قسم یہ سب پیغمبر تو نہیں ہو سکتے ہاں ان میں سے کوئی ایک پیغمبر ہے۔ غرض وہ لوگ باغ میں آئے اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین۔ حمزہ بن عبد المطلب۔ زید بن حارثہ۔ عقیل بن ابی طالبؑ ابوذر اور مقداد تھے یہ لوگ گرے پڑے خرمے کھانے لگے۔ رسول اللہ اُن سے فرماتے تھے گرے ہوئے خرمے کھاؤ اور باغ کے میووں کو ضائع نہ

کرو۔ میں اپنی مالکہ کے پاس گیا اور کہا ایک طبق خرمہ مجھے بخش دو۔ اس نے کہا چھ طبق لے جاؤ۔ میں پہلے ایک طبق خرمہ لے کر دل میں یہ سوچ کر چلا کہ اگر ان میں کوئی شخص پیغمبر ہے تو وہ صدقہ کا خرمہ نہ کھائے گا بلکہ ہدیہ قبول کرے گا۔ لہذا میں نے طبق اُن کے پاس لے جا کر کہا یہ تصدق کے خرمے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہؐ امیر المومنین حمزہ۔ عقیل چونکہ بنی ہاشم سے تھے اور صدقہ ان پر حرام ہے اُن لوگوں نے وہ خرمے نہ کھائے باقی تین اشخاص کھانے لگے۔ میں نے دل میں کہا یہ بھی ایک علامت ہے پیغمبر آخر الزماں کی جو میں نے کتابوں میں پڑھی پھر میں اپنی مالکہ کے پاس گیا اور ایک طبق خورمے کی اور اجازت چاہی اُس نے پھر چھ طبق کی اجازت دے دی میں ایک طبق بھر کے لایا اور کہا یہ ہدیہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا اور کہا بسم اللہ کھاؤ تو سب نے کھایا میں نے دل میں کہا یہ دوسری علامت ہے۔ میں بیتاب ہو کر حضرت کے گرد پھرنے لگا اور حضرت کی پشت کی جانب دیکھتا تھا۔ حضرت میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا مہر نبوت تلاش کرتے ہو میں نے عرض کی ہاں تو اپنے دوشِ مبارک کو حضرت نے کھولا میں نے مہر نبوت کو دیکھا جو حضرت کے دونوں شانوں کے درمیان نقش تھی اور چند بال اُس پر اُگے ہوئے تھے میں زمین پر گر پڑا اور حضرت کے پائے اقدس کے بوسے لینے لگا۔ حضرت نے فرمایا اے روزبہ اپنی مالکہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ اس

غلام کو (روزبہ) میرے ہاتھ فروخت کردے۔ میں نے اس کو حضرت کا پیغام پہنچایا اُس نے کہا چارسو (۴۰۰) خرمے کے درخت کے عوض فروخت کروں گی جن میں دوسو (۲۰۰) درخت خرمے کے زرد ہوں گے اور دوسو (۲۰۰) درخت خرمے کے سرخ ہوں گے۔ میں نے آکر حضور کو آگاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کوئی دشوار بات نہیں ہے۔ پھر امیر المومنین سے فرمایا اے علیؑ خرمے کے بیج جمع کرو۔ پھر آنحضرتؐ بیج زمین میں بوتے تھے اور حضرت علیؑ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت دوسرا دانہ زمین میں ڈالتے پہلا بیج درخت بن چکا ہوتا اسی طرح حضرت خرمے کے بیج بو کر فارغ ہوئے تو سب درخت تیار تھے اور سب میں پھل لگے ہوئے تھے پھر حضرت نے اس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ آکر اپنے درختوں کو لے لے اور غلام میرے حوالے کرے اس عورت نے آکر دیکھا تو کہا خدا کی قسم جب تک تمام درخت زرد خرموں کے نہ ہوجائیں غلام کو نہ دوں گی اُسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور اپنے پروں کو درختوں پر مارا تو وہ دوسرے درخت بھی تمام کے تمام زرد خرموں کے ہوگئے تو اُس عورت نے کہا خدا کی قسم ان میں سے ایک ہی درخت تم سے اور محمدؐ سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ میں نے کہا آنحضرت کی ایک روز خدمت کرنا میرے نزدیک تجھ سے اور تیری تمام املاک سے بہتر ہے پھر آں حضرت نے مجھے آزاد فرمایا اور میرا نام سلمانؓ رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی اُڑانے والوں کا انجام

علامہ ابنِ ہشام نے اپنی کتاب سیرت النبی جلد اوّل جس کا ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی نے کیا ہے اور اُس پر نظرثانی مولانا غلام رسول مہر نے کیا ہے۔ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور میں کے صفحہ ۴۵۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی اُڑانے والے پانچ اشخاص تھے۔ رسول اللہ اپنی قوم کے جھٹلانے تکلیف دینے اور ہنسی اُڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر انہیں نصیحت فرماتے رہے ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یذید بن رومان نے عروۃ بن زبیر کی روایت بیان کی ہے کہ آپ کی قوم کے ہنسی اُڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں۔ یہ لوگ اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے یعنی اسد بن عبدالعز ابن قصی بن کلاب میں سے الاسود بن عبدالمطلب بن اسد ابوزمعہ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ایذارسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لئے بددعا فرمائی اور فرمایا تھا (ترجمہ۔ یا اللہ اسے اندھا کردے اور اسے اس کے لڑکے کی موت پر رلا)

بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبدیغث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرۃ میں سے الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل بن ہشام

ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ سے الحارث بن اطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن اطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمر بن لوی ابن ملکان ۔ جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور سرکارِ دو عالم کا بہت مذاق اُڑانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری (اے نبیؐ) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرو اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹا لے تیری حفاظت کے لئے ان ہنسی اُڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں پس وہ قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)

مختلف علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ جبرئیل علیہ اسلام رسول اللہ کے پاس اُس وقت آئے جب وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے وہ آ کر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُن کے بازو میں کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاس سے الاسود بن عبدالمطلب گزرا تو آپ نے اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کا پتا پھینکا تو وہ اندھا ہو گیا۔ الاسود بن یغوث آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ استقا کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور پیٹ پھول کر مرا۔ ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے برسوں پہلے کبھی لگا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست

کر رہا تھا ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہمد میں اٹک کر اس کے پاؤں میں خراش لگ گئی وہ کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس یہ زخم تازہ ہو گیا اور یہی اس کو موت کا سبب بنا۔ عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا وہ اپنے گدے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو گدھا اسے لے کر ایک خاردار درخت پر بیٹھ گیا اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور کانٹا اس کی موت کا سبب بن گیا حارث بن اطلاطلہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا اس کے سر درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور وہ جہنم واصل ہو گیا۔

بادل سے عذاب

آنحضرتؐ نے عرب کے فراعنہ میں سے ایک فرعون کو پیغام اسلام بھیجا۔ اس نے پیغام لے جانے والے سے کہا جا محمدؐ سے پوچھ جس چیز کی طرف وہ مجھے دعوت دے رہا ہے وہ کیا ہے۔ سونا ہے۔ چاندی ہے۔ یا لوہا ہے۔ آپ نے دوبارہ پیغام بھیجا اُس نے پھر وہی جواب دیا آپ سے تیسری مرتبہ پھر پیغام بھیجا اس نے تیسری مرتبہ انتہائی جسارت آمیز الفاظ استعمال کیے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے دستِ دعا بلند کیے اس شخص کے سر پر ایک بادل آیا۔ بادل سے بجلی چمکی اور اُس کا سر اُڑ گیا۔

جنت کے میوے

بحار میں اُم المومنین جناب اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضور میرے گھر تشریف فرما تھے کہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا اپنے دونوں فرزندوں کو ساتھ لے کر آئیں۔ آپ کے ہاتھ میں کچھ کھانا بھی تھا۔ آنحضرت نے دونوں شاہزادوں کو اُٹھایا۔ امام حسنؑ کو دائیں زانو پر اور امام حسینؑ کو بائیں زانو پر بٹھا کر فرمایا۔ زہرا علیؑ کہاں ہے۔ بی بی نے عرض کیا مسجد میں ہوں گے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اُم سلمہؓ علی کو بلا۔ میں نے حضرت علی کو بلایا۔ جب وہ بھی آگئے تو آپ نے دستِ دعا بلند کیے اور عرض کیا۔ (ترجمہ اے اللہ! یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے رجس کو دور رکھ اور انہیں پاکیزہ رکھ)

میں نے عرض کیا قبلہ میں بھی تو اہلبیت سے ہوں آنحضرت نے فرمایا نہیں اُم سلمہؓ تو نیک ہے۔ پھر جبرئیل جنت سے انگور اور انار لے کر آیا۔ پہلے آنحضرت نے تناول فرمائے پھر جنابِ حسنین نے پھر حضرت علی نے اور آخر میں جناب فاطمہؑ نے ہاتھ بڑھایا۔ میں دیکھ رہی تھی کہ جو بھی انگور اور انار کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا تو اس انگور اور انار سے تسبیح کی آوازیں آتی تھیں۔ اسی اثنا میں ایک صحابی آگئے انہوں نے کھانے کی کوشش کی۔ جبرئیل نے فرمایا تم نہیں کھا سکتے یہ جنت کے میوے ہیں۔ دنیاں میں انہیں نبیؐ اولادِ نبیؐ اور وصیِ نبیؐ کے علاوہ کوئی

بھی نہیں کھا سکتا۔

امالی طوسی میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اپنے خچر اور گدھے کو سواری کے لئے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اُن دونوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علیؑ آگے آگے چل رہے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا جب یہ لوگ درۂ کوہ میں پہنچے۔ دونوں اپنی اپنی سواری سے اُترے۔ سواریاں میرے سپرد کیں اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے میں دیکھ رہا تھا ایک بادل آیا جو دونوں پر سایہ کی طرح رک گیا۔ آنحضرت نے ہاتھ بڑھایا اس میں سے ایک طبق اُٹھایا خود بھی کھایا اور حضرت علیؑ کو بھی کھلایا۔ پھر آپ نے ایک صراحی اس بادل سے اُٹھائی اس سے خود بھی پانی پیا اور حضرت علیؑ کو بھی پلایا۔ وہ بادل اُڑ کر واپس چلا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علیؑ کے ہمراہ نیچے اُتر آئے جب آنحضرت نے مجھے دیکھا تو میرے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا انس کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا قبلہ کیا بات ہوئی تھی۔ حیران ہوں کہ آپ نے بادل سے کھایا بھی اور پیا بھی۔ آپ نے فرمایا! انس اب کے بعد اس بادل سے کوئی نہ کھائے گا۔ اس وقت تک تین سو تیرہ نبی اور تین سو تیرہ وصی نبیؑ اس بادل سے کھا چکے ہیں اور مجھ سے کوئی نبیؑ افضل نہیں تھا۔ اور علیؑ سے کوئی وصی افضل نہیں تھا۔

maablib.org

قریش کے ایک گروہ کا درخت کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ

حضرت علیؑ علیہ اسلام سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔ اگر آپ واقعاً اللہ کے رسول ہیں تو سامنے جو درخت ہے اسے حکم دیں چل کر آپ کے پاس آ جائے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟ وہ کہنے لگے۔ ہم اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا جو تمہارا مطالبہ ہے وہ میں ابھی پورا کئے دیتا ہوں ساتھ ہی اپنی طرف سے بھی تمہیں ایک اور معجزہ دکھاتا ہو۔ میری طرف سے جو معجزہ ہے وہ یہ ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو یہ سب زبانی ہے۔ تم اسلام بھی قبول نہیں کرو گے اور میری عداوت سے بھی باز نہیں آؤ گے۔ حتیٰ کہ تم میں سے بعض افراد چاہِ قلب میں ڈالیں جائیں گے اور بعض افراد جنگ احزاب کا باعث نہیں گے۔

اس کے بعد آپ نے اس درخت سے فرمایا اے درخت اگر تو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے تو ان کفار کے مطالبہ کے مطابق چل کر میرے پاس آ جا۔ وہ درخت اپنی جگہ چھوڑ کر آپ کے پاس آ گیا۔

کفار نے کہا اب اسے حکم دیں کہ نصف یہیں رہ جائے اور نصف واپس اپنی جگہ چلا جائے آپ نے حکم دیا ایسے ہی ہوا۔ پھر اُنہوں نے کہا اب اس بقیہ نصف کو بھی حکم دیں جا کر اپنی جگہ اس سے مل جائے۔ آپ نے حکم دیا وہ وہیں چلا

گیا ان لوگوں نے کلمہ نہ پڑھا۔ جناب امیر فرماتے ہیں میں نے کہا قبلہ جس طرح میں نے اعلان اسلام میں سبقت کی تھی اسی طرح آج بھی اس درخت کے معجزہ پر تصدیق میں سبقت کرتا ہوں۔ وہ کافر کہنے لگے۔ محمدؐ تیری جادوگری کی نبوت پر علیؑ جیسے ہی ایمان لاسکتے ہیں۔

مردہ بچی کا جواب دینا اور گنجے کے سر پر بال کا آنا

الخرائج کے مطابق ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی قبلہ زمانہ جاہلیت میں میں اس قبیلہ سے تھا جو بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں تجارت کے طویل سفر پر جا رہا تھا میری بیوی حاملہ تھی۔ میں نے اسے کہا اگر لڑکا ہوا تو فبہا اگر لڑکی ہو تو اُسے دفن کر دینا۔ میں پانچ برس بعد واپس آیا تو میری بچی میرے گرد پھرنے لگی۔ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ یہ تیری بچی ہے۔ میں ماں ہونے کی وجہ سے اسے دفن نہ کر سکی اب تو بھی معاف کر دے یہ بڑی ہو گئی ہے۔ لیکن مجھ پر غیرتِ جاہلیہ کا بھوت سوار تھا۔ میں نے بچی کو ہاتھ سے پکڑا اور اسے جا کر زندہ دفن کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہاں دفن کی تھی۔ اس نے بتایا فلاں وادی میں۔ آپ نے فرمایا چل میرے ساتھ وہ وادی کہاں ہے۔ وہ آپ کے ساتھ آیا۔ جب اس وادی میں پہنچے تو آپ نے پوچھا بچی کا نام کیا تھا۔ اس نے نام بتایا۔ آپ نے بچی کا نام لے کر پکارا بچی نے لبیک کہی۔ آپ نے فرمایا تیرے

والدین مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر تو چاہے تو تجھے تیرے والدین میں واپس لے آؤں۔ بچی نے عرض کیا قبلہ اللہ نے مجھے والدین کی نسبت بہت اچھا دے رکھا ہے اب مجھے واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

خرائج میں ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائی اور عرض کیا یارسول اللہ اس کے سر پر بال نہیں ہیں۔ آپ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا بال بھی اُگ آئے اور دیگر تمام جسمانی بیماریاں بھی دور ہو گئیں۔ جب یہ خبر یمن میں پہنچی تو مسلیمہ کذاب کو نبی ماننے والے اپنا ایک بچہ مسلیمہ کذاب کے پاس لائے اور اسے تمام واقعہ سنایا۔ مسلیمہ کذاب نے اُس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اُس کا سر گنجا ہو گیا اور آج تک اس کی تمام نسل گنجی چلی آ رہی ہے۔

نر کھجور کے درخت کا مادہ کھجور کے درخت میں تبدیل ہونا

امالی طوسی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک رات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھوک میں گزاری صبح کو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہ کے گھر تشریف لائے۔ پوچھا بیٹی کچھ کھانے کو ہے بی بی نے عرض کیا۔ بابا جان۔ حسنین دو دن سے بلا کچھ کھائے پیئے ہیں۔ آپ نے دونوں شہزادوں کو گود میں لیا اور باری باری زبان رسالت چسائی۔ دونوں شاہزادے سیر ہو گئے پھر حضرت علی کو

لے کر ابوالہثیم کے گھر آئے۔ ابوالہثیم نے خوشروئی سے استقبال کیا اور عرض کیا۔ قبلہ کاش مجھے آپ کی تشریف لانے کا علم ہوتا۔ آج میرے گھر میں پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ جو کچھ تھا شام ہی کو پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوالہثیم تو نے اچھا کیا ہے۔ جبرئیل نے اللہ کی طرف سے مجھے پڑوسی کے حق میں اس قدر وصیت کی ہے کہ مجھے تو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

ابوالہثیم کے گھر میں ایک کھجور کا درخت تھا۔ آپ نے فرمایا آئے ابوالہثیم۔ کیا اس کھجور سے کچھ کھانے کی اجازت ہے ابوالہثیم نے عرض کیا قبلہ یہ تو نر ہے اور اس نے تو کبھی پھل ہی نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا!

میں نے نر اور مادہ کی بات نہیں کی میں نے تو اجازت مانگی ہے۔

ابوالہثیم نے عرض کیا قبلہ یہ آپ کا مال ہے۔ آپ نے پانی لیا منہ میں بھرا اور کھجور پر چھڑک دیا۔ اُسی وقت کھجور کی جنس بدل گئی۔ پھل بھی آ گیا۔ آپ نے ابوالہظیم سے فرمایا لے خود بھی کھا اور ہمیں بھی کھلا۔ لیکن پہلے پڑوسیوں کو دے۔ اس کھجور کا نام نخفتہ الجیران پڑ گیا۔ یزید کے دور تک یہ درخت ثمر دار رہا۔ واقعہ حرہ میں یزید کے حکم سے اسے کاٹ دیا گیا۔

maablib.org

حضورؐ کے معجزات کا جناب موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے تقابل

ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اے محمدؐ اگر تو دعوے میں سچا ہے تو حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح معجزہ دکھا ہم آپ کو مان لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ مانو یا نہ مانو یہ تمہارا کام ہے۔ چونکہ میں نے دعوے نبوت کیا ہے اس لئے اسکی تصدیق وتائید کا تقاضا ہے کہ میں آپ لوگوں کا مطالبہ پورا کروں۔ تمہیں معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ کا مخصوص عصا تھا صرف وہی اژدھا بن سکتا تھا۔ یہودیوں نے کہا واقعاً ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے محمدؐ کو کسی ایک مخصوص عصا کا پابند نہیں کیا۔ بلکہ میں جس چیز کا ارادہ کرلوں وہ چیز ویسے ہو جاتی ہے۔ جیسے میں ارادہ کرتا ہوں۔

اب جب تم گھر جاؤ گے تورات کو دیکھو گے۔ تمہارے مکان کی چھت میں جتنی لکڑیاں ہیں اپنے اپنے حجم کے مطابق سانپ بن جائیں گی۔ وہ تم پر حملہ آور ہونگے۔ تم میں سے چار آدمی خوف سے مرجائیں گے۔ اور بقیہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ صبح تمہاری قوم کے افراد تمہارے پاس آئیں گے تم انہیں رات کا واقعہ سناؤ گے وہ تمہاری بات ماننے سے انکار کردیں گے۔ چھت کی وہی لکڑیاں ایک بار پھر اژدھا بن جائیں گی۔ وہ یہ دیکھ کر تمہاری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔ تم میں سے جو شخص خوف سے محفوظ رہنا چاہے۔ وہ یہ دعا پڑھ لے وہ نہ بے

خوش ہوگا اور نہ مرے گا۔

اللھمہ بجاہ محمد الذی اصطفینہ وعلی الذی ارتفیۃ واولیاء ھم الدین من سلمھم امرھم لما تویتنی علی ما اری۔

اگر مرجانے والوں پر یہی دعا پڑھی جائے تو وہ بھی زندہ ہو جائیں گے۔

یہ لوگ سرکارِ دو عالم کا مذاق اُڑاتے ہوئے واپس اُس جگہ آئے جہاں کے متعلق سرکارِ دو عالم نے فرمایا تھا۔ وہاں بھی بیٹھ کر یہ لوگ مذاق ہی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ چھت میں چڑچڑاہٹ شروع ہوگئی جب انہوں نے چھت کی طرف دیکھا تو ان کی نگاہوں کے سامنے چھت کی لکڑیاں اژدھا اور سانپ بننا شروع ہوگئیں۔ یہ دہشت زدہ ہوگئے انہیں مذاق بھول گیا اور تھر تھر کانپنے لگے کسی میں اتنی ہمت تک نہ تھی کہ وہاں سے اُٹھ کر باہر بھاگ جائے۔ سانپ اور اژدھا رینگنے لگے۔ دیوار سے نیچے اُترے۔ انہیں اُترتا دیکھ کر چار آدمی تو مر گئے سانپوں نے اثاثہ خانہ کو نگلنا شروع کر دیا۔ دیگر تمام لوگ بیہوش ہوگئے۔ کچھ لوگ حضور کی بتائی ہوئی دعا پڑھنے لگے۔

کچھ دیر کے بعد وہ تمام سانپ اور اژدھا آثاثہ خانہ چٹ کرنے کے بعد واپس اپنی جگہ چلے گئے اور پہلے کی طرح لکڑیاں بن گئے۔ جو دعا کے طفیل بیہوش نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے مردہ اور بیہوش افراد پر بھی دعا پڑھنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ وہ بیدار ہوگئے۔ بیہوش ہوش میں آگئے۔ مردے زندہ ہوگئے۔ صبح کو ان کی برادری کے دیگر یہودی آپ کے پاس آئے انہوں نے وہ

واقعہ سنایا۔ وہ کہنے لگے قطعاً ناممکن ہے۔ یہ صرف حضرت موسیٰ کا معجزہ تھا۔ عصا سانپ بن کر سب کچھ ہضم بھی کر جاتا تھا۔ پھر عصا بن جاتا تھا۔ محمدؐ وہ معجزہ کیسے دکھا سکتا ہے۔

ان یہودیوں نے کہا دیکھو ہمارے گھر میں اس وقت سوئی بھی نہیں ہے۔ محمدؐ نے ہمیں یہی بتایا تھا کہ تمہارے دوسرے ہم قبیلہ تمہاری یہ بات نہیں مانیں گے۔ ایک مرتبہ پھر چھت کی ہر لکڑی سانپ بن جائے گی جسے وہ نہ ماننے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مان لیں گے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اگر ہم بھی تمہاری طرح دیکھ لیتے ہیں تو بالکل مان جائیں گے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چھت میں غیر معمولی سرسراہٹ ہوئی۔ جب انہوں نے چھت کی طرف دیکھا تو لکڑیاں اژدہے کی شکل اختیار کر رہی تھیں۔

پہلے یہودیوں نے کہا دیکھو ہمیں محمدؐ نے یہ دعا تلقین کی ہے۔ اسے پڑھ لو تو تمہارا دل مضبوط ہو جائے گا ورنہ بیہوش ہو جاؤ گے۔ چونکہ وہ پہلے سن چکے تھے اب آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اس لئے انہوں نے فوراً دعا پڑھنا شروع کر دی۔ پھر وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کیا۔

حضرت موسیٰ سے تقابل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا معجزہ ید بیضاء تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے دست مبارک میں جناب موسیٰ کے ید بیضاء سے کئی ہزار گنا اعجازی قوت زیادہ تھی آپ جب بھی جناب حسنین علیہ اسلام کے لئے شائق ہوتے تو اپنے حجرہ کے دروازے پر کھڑے ہوکر دونوں کے نام پکارتے اور تاریکی شب میں انگشت شہادت بلند کردیتے۔ جس سے مشلِ ٹارچ کے روشنی پھوٹتی تھی دونوں شاہزادے اس روشنی میں آنحضرتؐ کے پاس آجاتے تھے اور انگشتِ شہادت پھر اپنی اصلی حالت میں آجاتی تھی۔ جب شاہزادے واپس جانا چاہتے تھے تو پھر آنحضرتؐ انگشتِ شہادت سے روشنی کرکے دونوں کو گھر پہنچادیتے تھے۔

۳۔ تیسرا معجزہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبطیوں پر طوفان لائے تھے۔ آنحضرت کے لئے طوفان آیا تھا وہ جناب موسیٰ کے طوفان سے کہیں بڑھ کر تھا۔ جناب موسیٰ کا طوفان تو دریائے نیل سے اُٹھا تھا۔ طوفان کے اسباب موجود تھے۔ دریا تھا۔ پانی تھا۔ لیکن جو طوفان ذات احدیت نے آنحضرتؐ کے لئے بھیجا وہ اُحد کے میدان میں تھا جہاں نہ کوئی دریا تھا نہ پانی۔

ہوا یوں کہ آنحضورؐ کے ایک صحابی ثابت نے ایک مشرک کو قتل کردیا۔ اس مشرک کی بیوی نے منت مانی کہ میں ثابت کو قتل کرکے اس کے سر کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ جب جنگ اُحد ہوئی تو ثابت اس جنگ میں شہید ہوگئے۔ اس عورت کو اس کے ایک غلام نے جاکر مبارک باد دی۔ عورت نے اپنے اس غلام کو اس مبارک بادی کے عوض آزاد کردیا۔ اور اپنی ایک کنیز سے اس کی شادی کردی۔

پھر ابوسفیان کے پاس آکر اسے اپنی منت کے متعلق بتایا۔ ابوسفیان نے کفار مکہ میں سے دوسو نوجوان اس عورت کے ایک غلام کے ساتھ ثابت کا سر لانے کو بھیجے۔ جب یہ لوگ آئے تو انہوں نے ثابت کا لاشہ ایک ٹیلے پر دیکھا۔ یہ کاٹنے کی خاطر آگے بڑھے۔ اتنے میں اتنی موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ وہ نہ آگے بڑھ سکے نہ پیچھے ہٹ سکے۔ کثرتِ بارش سے طوفان اُٹھا جس میں دوسو کے دوسو بہہ گئے کسی کو یہ پتہ تک نہ چلا کہ وہ دوسو آدمی گئے کہاں ہیں نہ کسی کی لاش ملی اور نہ کوئی کپڑا۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا چوتھا معجزہ یہ تھا کہ ان کی دعا سے اللہ نے قبطیوں پر ٹڈی دل کو مسلط کیا تھا۔ لیکن ٹڈی دل نے ان لوگوں کی صرف کھیتوں کو ہضم کیا تھا۔ جبکہ آنحضور کی خاطر اللہ نے ٹڈی دل بھیجی تھی اس نے دوسو آدمی کھا لئے تھے۔

واقعہ یوں ہے کہ یہودی ہمیشہ اس تاک میں رہتے تھے کہ جہاں کہیں موقع ملے آنحضرت کو شہید کر دیا جائے ایک مرتبہ آپ مکہ کے باہر تشریف لے گئے۔ دوسو یہودی آپ کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ چونکہ نگرانِ رسول جناب ابو طالبؑ فوت ہو چکے تھے اس لیے ان لوگوں کی جرات بڑھی ہوئی تھی۔

ایک مقام پر آپ کسی ضرورت سے اپنے ساتھیوں سے علیحدہ چلے گئے۔ وہ دوسو یہودی بھی آپ کے تعاقب میں پہنچ گئے جب ان لوگوں نے آپ کو تنہا پایا تو

تمام کے تمام نے تلواریں بھی سونت لیں اور کمانوں پر چلوں میں تیر بھی چڑھا لئے اور آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ آہستہ آہستہ گھیرا تنگ کرنے لگے آپ اطمینان سے اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ ذاتِ احدیت نے آپ کے قدموں سے ٹڈی دل نمودار کیا۔ اور ٹڈیوں نے ان یہودیوں پر حملہ کر دیا وہ سب اپنی حفاظت میں مصروف ہو گئے۔

اور آپ ان کے درمیان سے نکل کر واپس آ گئے۔ آپ کے صحابہ نے عرض کیا۔ قبلہ وہ دو سو یہودی آپ کے تعاقب میں گیا تھا۔

آپ نے فرمایا! ہاں اُس وقت تو تم اُنہیں دیکھتے رہے۔ اور اب مجھے باسلامت دیکھ کر تمہیں یہودیوں کی سلامتی کی فکر لاحق ہو گئی ہے۔ اللہ نے ان پر ٹڈی دل مسلط کر دیا ہے وہ اپنے تحفظ میں مصروف ہیں۔ تمام لوگ چل کر دیکھنے آئے۔ جب آخر دیکھا تو ان میں سے اکثر کے جسم سے تو ٹڈیوں نے گوشت نوچ ڈالا تھا اور وہ مر چکے تھے اور کچھ ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ صحابہ کے دیکھتے دیکھتے وہ بھی اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ گئے۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا پانچواں معجزہ یہ تھا کہ آپ کی دعا سے اللہ نے ان کے دشمنوں کو جوؤں کے عذاب میں مبتلا کیا تھا۔ ذاتِ احدیت نے آنحضرتؐ کے اعداء کو بھی اس عذاب کا مزہ چکھایا ہے۔

واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لا چکے تھے ایک دن

آپ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ رُکن اور مقام کے مابین ستر نبی شہید مدفون ہیں۔ جنہیں ان کی اُمتوں نے بھوک سے شہید کیا تھا۔ قریش اور یہود کے بعض منافقین نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب تو مکہ سے بھی اس کے جھوٹ (نعوذ باللہ) بڑھ رہے ہیں۔ آخر کب تک یہ سب سنتے رہیں گے کیوں نہ اس کا قصہ پاک کردیں۔ چنانچہ باہمی مشورہ کے بعد ایک دن آئے۔ آنحضرت کسی کام سے بیرونِ مدینہ تشریف لے گئے تو یہ تمام لوگ آنحضرت کے تعاقب میں چل نکلے۔ راستہ میں ایک شخص کو کھجلی ہوئی وہ کھجانے لگا۔ اس نے دیکھا تو جوؤں کی ایک لمبی قطار ہے جو چڑھی آرہی ہے۔ وہ ایک جگہ کھجاتا ہے پھر دوسری جگہ کھجاتا ہے۔ جب وہ بے بس ہوگیا تو وہ شرم کے مارے کسی کو بتائے بغیر آہستہ سے کھسک گیا۔ یہی حال دوسرے کا ہوا۔ پھر تیسرے کا اسی طرح ایک ایک کر کے یہ لوگ واپس ہونے لگے حتیٰ کہ آنحضرتؐ کے تعاقب میں کوئی بھی نہ رہا۔ دس پندرہ دن کے اندر یہ سب لوگ باری باری جوؤں کے عذاب سے مرگئے کیونکہ جوؤں نے ان سے کھانا پینا چھڑادیا تھا۔ کھانے میں جوئیں پانی میں جوئیں۔ الغرض ہر جگہ ان کے لئے جوئیں تھیں۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا چھٹا معجزہ مینڈکوں کا عذاب تھا خداوند عالم نے اعدائے محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے اس سے زیادہ المناک عذاب نازل کیا۔

ہوا یوں کہ ایام حج کے موقعہ پر کفار عرب اور قریش کے حوصلے زیادہ بڑھ

گئے تھے تو ایک مرتبہ یہودیوں نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان لوگوں نے چند آدمی چنے اور انہیں اچھا خاصہ مال دیکر مدینہ کی طرف بھیج دیا۔ یہ لوگ چل رہے تھے۔ دوران سفر ایک جگہ انہیں گڑھے میں پانی نظر آیا۔ اُنہوں نے وہ پانی چکھا تو جو پانی ان کے پاس موجود تھا اس سے کہیں عمدہ پانی تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے مشکیزوں سے پہلا پانی گرادیا اور اس گڑھے والا پانی بھرلیا۔ اور اپنے سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ایک ایسی وادی سے گزرے جس میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ وقت ایسا تھا کہ انہیں اسی وادی میں قیام کرنا پڑا۔ جب یہ اپنا سامان سفر اُونٹوں سے اُتار کر بیٹھے تو مینڈکوں نے ان کے پانی پر حملہ کردیا چونکہ تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ کوشش و بسیار کے باوجود بھی یہ مینڈکوں کو روک نہ سکے۔ اس لئے کہ مینڈکوں نے مشکیزوں کو کاٹ کر پانی زمین پر گرادیا۔ جب یہ تمام پانی بہہ گیا تو اُسوقت انہیں پیاس نے ستانا شروع کردیا۔ پانی وہی تھا جو بہہ گیا تھا۔ یہ واپس پلٹے اور اس جگہ آئے جہاں سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ مینڈک ان سے پہلے پہنچ چکے ہیں اور پانی میں مینڈھک ہی مینڈک تھے۔ انکے دیکھتے دیکھتے مینڈکوں نے گڑھے کا پانی ختم کر ڈالا۔ بالآخر یہ لوگ پیاس سے جاں بلب۔ اور ایڑیاں رگڑنے لگے اور آہستہ آہستہ مرنے لگے۔ صرف ایک زندہ رہ گیا مگر وہ بھی حیرت انگیز شکل میں اس کی زبان پر اور پیٹ پر لفظِ محمد لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ اسے ہوش آیا اس نے یوں دعا کرنا

شروع کیا۔

(ترجمہ) اے رب محمد وال محمدؐ میں محمدؐ کو اذیت پہنچانے سے توبہ کرتا ہوں بحق محمد وال محمدؐ مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔

ایک قافلہ آ گیا انہوں نے اسے پانی پلایا۔ اس کے ساتھیوں کا تمام سامان اور سواریاں اہل قافلہ نے اپنے قبضہ میں لے لیں اور اسے وہاں سے مدینہ لائے۔ اس نے آتے ہی تمام واقعہ سنایا۔ اور آنحضرت کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھ لیا۔ آنحضرت نے اس کے ساتھیوں کا تمام مال و اسباب اور سواریاں اسی کو عنایت فرمادیں۔

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا ساتواں معجزہ قبطیوں کے لئے خون کا عذاب تھا۔ ذات احدیت نے دشمنان محمدؐ کو اس سے بھی دوچار کیا۔ اور وہ یوں کہ ایک مرتبہ چند منافقین نے بیٹھ کر آنحضرتؐ کا مذاق اڑایا اور کہنے لگے۔ جانے محمدؐ اس قدر کیوں باتیں بتاتا ہے۔ جو میرا کلمہ پڑھ لے وہ جنت میں جائے گا۔ آنحضرت کو جب پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ جتنے لوگ اس محفل میں موجود تھے وہ سب اپنے خون میں مبتلائے عذاب ہوں گے۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے مذاق میں اور اضافہ کر دیا۔ قبطیوں میں سے کوئی بھی عذاب خون سے نہیں مرا تھا۔ لیکن ان منافقین میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ دوسرے سب کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ کھا سکتے تھے اور نہ پی سکتے تھے۔ چالیس دن تک ان کی

یہی حالت رہی پھر اپنے دائمی مقام میں پہنچ گئے۔

۸۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا آٹھواں معجزہ مال و دولت کی کمی تھی۔ ذات احدیت نے آنحضرت کو بھی اس معجزہ سے محروم نہیں رکھا۔ ہوا یوں کہ جب بنی نضر کی چیرہ دستیاں حد سے بڑھ گئیں اور وہ مسلمانوں کو زیادہ تنگ کرنے لگے۔ تو آنحضرت نے عرض کیا۔ بارالہا انہیں قوم یوسف کی طرح مبتلائے قحط فرما۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کے پاس جس قدر ذخیرہ تھا سب کرم زدہ ہوگیا۔ چند دنوں میں یہ سب لوگ خالی ہوگئے جو کچھ بھی ان کے پاس آتا تھا سب متعفن ہوجاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ساری دولت چلی گئی۔ لیکن بھوک کا علاج نہ ہوسکا۔ آخر یہ لوگ کتے کھانے پر مجبور ہوگئے۔ جب کتے بھی ختم ہوگئے تو پھر ان لوگوں نے مردار اور ہڈیاں کھانا شروع کردیں۔ جب ہڈیاں بھی ختم ہوگئیں تو ان لوگوں نے قبروں سے جو کچھ بھی ملتا نکال کر کھاتے تھے۔ آخر نوبت بایں جا رسید کے عورتیں بچے کھانے لگے۔ ان حالات میں قریش کے چند افراد آنحضرتؐ کے پاس سفارشی بن کر آئے۔ آنحضرت نے دعا فرمائی۔ اور پھر وہ لوگ اپنی پہلی حالت پر آگئے۔

۹۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا نواں معجزہ قبطیوں کی دولت و مال و زر کی تباہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہترین معجزہ سے نوازا تھا۔ اور وہ یوں کہ ایک مرتبہ ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ اور

عرض کی قبلہ اگر چہ میں آپ کو نبی نہیں مانتا۔ لیکن میں نے آپ کی انسانیت کی بھی تعریف سنی ہے اور دیکھی بھی ہے۔ میں آپ سے ایک سفارش کرانے آیا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا بتا کیا بات ہے۔ اُس نے عرض کیا قبلہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسے میں نے ہر دکھ سہہ کر پالا ہے۔ اب آج کل میں غریب ہوں اور یہ دولت مند ہے یہ مجھے قوت لایموت بھی نہیں دیتا۔ آپ نے اس جوان سے فرمایا۔ بتا کیا خیال؟ اس نے عرض کیا حضور اگر میرے پاس اتنا ہی ہو جس سے میرا اور میرے بچوں کا پیٹ بمشکل بھر سکتا ہو تو میں کسی کو کیسے دے سکتا ہوں۔ اس کے باپ نے کہا محمدؐ! یہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ اس وقت بھی اس کے کئی کمرے غلہ سے اور کئی تھیلیاں درہم و دینار سے پر رکھی ہیں۔ آپ نے جوان سے پوچھا تیرا باپ کیا کہہ رہا ہے؟ اُس نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھ جوان ایسا کر ایک ماہ کا خرچ تیرے باپ کو میں دے دیتا ہوں۔ آئندہ تو دیا کر۔ آپ نے جناب حذیفہ سے فرمایا۔ حذیفہ نے اسے ایک سو درہم دے دیا۔ ایک ماہ گزرنے کے بعد وہ شخص پھر اپنے بیٹے کو آنحضرت کی خدمت لایا اور عرض کی کہ جو آپ نے دیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے اور یہ دینے سے انکاری ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دیکھ جوان اللہ نے تجھے سب کچھ دے رکھا ہے اور باپ سے بخل کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اُس نے کہا جناب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر تو کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو

اب تیرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ واپس جاسکتے ہیں۔ وہ واپس چلا گیا جب گھر پہنچا تو دروازہ پر لوگوں کا اجتماع دیکھا۔ اُس نے پوچھا کیا بات ہے۔ لوگوں نے بتایا۔ بات کیا ہے تو نے غلہ وغیرہ کے ذخیرہ کے انبار لگا رکھے تھے۔ ان میں بدبو پیدا ہوگئی ہے۔ جلدی سے باہر نکالو ورنہ تمام شہر بیمار پڑ جائے گا۔ وہ حیران ہوکر انبار کے کمروں پر آیا۔ وہاں اتنی بدبو تھی کہ رُکنا مشکل ہوگیا۔ اس نے اُجرت پر وہ سب کچھ باہر پھینکوایا۔ جہاں درہم و دینار کی تھیلیاں رکھی تھیں۔ وہاں سے دھواں اُٹھنے لگا۔ جب اس نے دیکھا تو تمام سونا چاندی کنکر بن چکے تھے۔ اس نے وہ بھی باہر پھینک دے۔ خلاصہ یہ کہ سورج غروب ہونے سے پہلے اس کے گھر میں اتنا بھی نہ بچا کہ وہ شام کا کھانا کھاسکے۔

پھر آپ نے فرمایا والدین کا عاق شدہ۔ یہ جس طرح دنیاں میں غریب کر دیتا ہے اس طرح آخرت میں بھی انسان خالی ہاتھ جائے گا۔

ہرنی کا کلام

امالی طوسی میں حوالہ سے جناب امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہ اسلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ایک قبیلہ کی طرف سے گزرے آپ نے دیکھا کہ ایک خیمہ کی طناب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔ جب اس ہرنی نے آپ کو دیکھا تو فصیح عربی میں عرض کیا۔ اسلام علیک یا حبیب اللہ میں نے اپنے

پیچھے دو پیاسے بچے چھوڑ کر آئی ہوں اس وقت میرے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔اگر آپ نوازش فرمائیں تو مجھے آزاد کردیں میں انہیں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔اتنے میں خیمہ کا مالک بھی آگیا اُس ہرنی کی گفتگو سن لی۔ یہ شخص منافقین میں سے تھا۔

آپ نے اس سے فرمایا۔تو سن رہا ہے ہرنی کیا کہہ رہی ہے۔اس نے کہا سن تو لیا ہے لیکن یہ حیوان ہے اس پر کیسے بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔آپ نے فرمایا اگر میں ضمانت لے لوں تو۔اُس نے کہا اگر آپ ضمانت لے لیں تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔آپ نے ہرنی سے فرمایا۔تو سن رہی ہے۔ ہرنی نے عرض کیا قبلہ میں تو آپ سے وعدہ کر چکی ہوں اب آپ ضمانت لے رہے ہیں تو بھلا کیسے ممکن ہے کہ میں واپس نہ آؤں۔آپ نے اُس منافق سے فرمایا ہرنی کی رسی نکال لے اور اسے جانے دے۔اُس منافق نے ہرنی کے گلے سے رسی نکال لی۔اسے چھوڑ دیا اور کہا قبلہ جب تک ہرنی واپس نہیں آجاتی آپ یہیں تشریف رکھیں۔آپ تشریف فرما ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ ہرنی واپس آگئی۔ وہ منافق مسلمان ہوگیا۔اور عرض کی۔قبلہ اب میں اس ہرنی کو آپ کے قدموں کا صدقہ آزاد کرتا ہوں۔

دیگر انبیاء کے معجزات سے تقابلی جائزہ

حضرت آدم علیہ اسلام کا ایک مرتبہ ملائکہ نے تعظیمی سجدہ کیا اور اب ملائکہ مزار

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تا قیامت سجدۂ تعظیمی ادا کرتے رہیں گے۔

۲۔ حضرت آدم قبلہ ملائکہ بنے تھے اور سید الانبیاء شب معراج تمام انبیاء کا قبلہ بنائے گئے۔

۳۔ حضرت آدم مٹی سے پیدا ہوئے اور آپ نور سے پیدا ہوئے۔

۴۔ حضرت آدم ابوالبشر ہیں اور آپ سید السادات ہیں۔

۵ حضرت آدم اولِ انبیاء ہیں اور آپ کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین کا مصداق ہیں۔

۶۔ حضرت آدم علیہ اسلام کے مقابلہ میں ملائکہ ہار گئے تھے اور آپ کے مقابلہ میں اولین و آخرین ہیچ ہیں حضرت آدم نے جنت کی سیر کی اور آپ قابا قوسین تک تشریف لے گئے۔

سید الانبیاء اور جناب ادریس علیہ اسلام

جناب ادریس علیہ سلام کے لئے حکم قرآن ہے (رفعناہ مکاناعلیا) ترجمہ۔ ہم نے ادریس کو بلند مقام عنایت کیا۔ آپ کا ذکر اعلیٰ ہے۔ رفعنا لک ذکرک۔ جناب ادریس نے اللہ سے مناجات کی اور آپ سے اللہ نے مناجات کی اوحی الی عبدہٖ ما اوحیٰ۔ ۳۔ جناب ادریس علیہ سلام کو دنیا سے اُٹھ جانے کے بعد طعام جنت ملا اور آپ زندگی بھر جنت کے کھانے کھاتے رہے۔

جناب نوح اور سلطان الانبیاء

ا۔ کشتی نوح پانی پر چلی اور سلطان الانبیاء نے پتھر کو پانی پر چلایا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ ایک چشمہ کے کنارے کھڑے تھے عکرمہ ابنِ ابوجہل نے کہا محمدؐ اگر تو رسول ہے تو ذرا اس پتھر کو حکم دے کہ وہ پانی میں تیر کر آپ کے پاس آجائے۔ آپ نے پتھر کو انگلی سے اشارہ کیا۔ وہ پتھر تیرتا ہوا آپ کے پاس آیا پھر آپ کے حکم سے اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ ۲۔ جناب نوح رسولؑ عذاب تھے آپ رسولِ رحمت تھے۔ ۳ جناب نوح نے اپنے چند اقرباء کے لیے دعائے نجات کی تھی اور آپ نے تا قیامت اپنی امت کے لیے دعائے نجات کی۔ ۴ کشی نوح دنیا میں باعث نجات تھی اور کشی سرورِ انبیاء (اہلبیتؑ) آخرت کے لیے موجب نجات ہیں۔ ۵۔ جنابِ نوح نے کشی میں بیٹھ کر دشمنوں سے نجات حاصل کی تھی۔ اور آپ نے شبِ ہجرت دشمنوں میں گھِر کر نجات حاصل کی۔

حضرت ہود اور سلطانِ کائنات

ا۔ جناب ہود کو اللہ نے آندھی کے ذریعہ دشمنوں سے نجات دلائی تھی اور جدالحسنین کو اللہ نے جنگِ خندق میں دشمنوں سے بذریعہ بادوباراں دشمنوں سے

نجات دلائی تھی اور تین ہزار ملائکہ کا اضافہ تھا۔

۲۔ جناب ہود کو اپنے دشمن ہو بان سے عذاب آنے کے بعد چھٹکارا ملا جبکہ سلطانِ کونین کو اللہ نے بادِ رحمت بنا کر بھیجا۔

۳۔ جناب ہود علیہ اسلام نے صبر کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی صبر کیا ہے۔

جناب صالح اور سلطانِ کونین

نمبر ا۔ جناب صالح کے لئے پہاڑ سے ناقہ آئی تھی اور آپ کے لیے پہاڑ سے انسان برآمد ہوا جو کہتا تھا اے اللہ ذکر محمد بلند فرما۔ اے اللہ اجر محمد کو دو چند فرما۔ ۲۔ حضرت صالح کی ناقہ کو امت نے پے کیا تھا جبکہ آپ کی ذریت کو اُمت نے پارہ پارہ کیا۔

۳۔ جناب صالح کی قوم نے عذاب مانگا تھا تو آپ نے دعا کر کے انہیں معذب کر دیا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلمکی امت نے عذاب مانگا تو آپ نے بددعا کے لئے عرض کیا۔ بارِ الہا میری قوم کو میری معرفت عنایت فرما یہ مجھے جانتے نہیں۔

۴۔ جناب صالح کی ناقہ نے کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ جبکہ آپ سے کئی ناقاؤں نے نہ صرف بات کی بلکہ آپ کی نبوت کی گواہی بھی دی۔

جناب لوط اور رسول رحمت

جناب لوط نے اپنی امت کے لیے عذاب مانگا آپ ﷺ نے اپنی اُمت کے لئے رحمت مانگی۔

جناب خلیل اور حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ا۔ اللہ نے جناب ابراہیم کو ملکوت سماء زمین سے دکھائے آپ کو اللہ نے ملکوت سماء زمین سے دکھائے۔ ۲۔ جناب ابراہیم طالبِ رب تھے اور آپ مطلوب رب تھے۔ ۳۔ جناب ابراہیم علیہ اسلام نے دعا کی میرے اللہ مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ آپ سے اللہ نے خود وعدہ فرمایا تجھے کبھی شرمندہ نہ کروں گا۔

۴۔ جناب ابراہیم نے آتشِ نمرود میں خود حسبی اللہ کہا۔ آپ کی طرف اللہ نے خود حسبک اللہ فرمایا۔ ۵۔ جناب ابراہیم نے لسانِ صدق کا مطالبہ کیا۔ اللہ نے آپ کو بغیر مانگے لسان صدق عطا فرمائی۔ ۶۔ جناب ابراہیم نے ارنا سکنا کہہ کر مقامات عالیہ کی زیارت کا مطالبہ کیا۔ آپ کو اللہ نے رآئی ایاتِ رب لکبریٰ کا مصداق بنایا۔ جناب ابراہیم نے جنت کے وارثوں سے ہونے کی دعا کی۔ اللہ نے آپ کو بلا مانگے وارثِ جنت بنایا۔ ۸۔ جناب ابراہیم نے اللہ سے

طعام کا مطالبہ کیا اور آپ کی امت کو اللہ نے بلا مانگے دولت طعام سے نوازا۔ اطعمھم من جوع لاجلک۔ ۹۔ جناب ابراہیمؑ نے اپنے دشمنوں کو کھلانے سے ہاتھ روکا۔ جبکہ آپ نے دشمنوں کے لئے دستر خوان بچھائے رکھا۔ لاکل ابسط۔ انہیں زیادہ نہ کھلا۔ ۱۰۔ جناب ابراہیمؑ اللہ کی قسم کھاتے تھے اور اللہ آپ کی قسم کھاتا ہے لعمرکَ۔

۱۱۔ جناب ابراہیم کا صرف ایک مقام مصلّٰی قرار دیا جبکہ آپ کی پوری سیرت کو واجب العمل قرار دیا۔ لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ ۱۲۔ جناب ابراہیم نے بت پرستوں کی عدم موجودگی میں بت توڑے۔ اور آپ نے بت پرستوں کی موجودگی میں بت توڑے۔ ۱۳۔ جناب ابراہیم کو اللہ نے آزمانے کے بعد مصطفےٰ کیا آپ کو اللہ نے مصطفیٰ بنا کے بھیجا۔ ۱۴۔ جناب ابراہیم نے اللہ کے لیے مال خرچ کیا اور اللہ نے آپ کے لیے کائنات کو بیدار کیا۔ ۱۵۔ جناب ابراہیم کا مقام مقامِ خدمت ہے۔ جبکہ آپ کا مقام مقامِ شفاعت ہے۔ ۱۶۔ جناب ابراہیم کے لئے آتشِ نمرود سرد ہوئی اور آپ کے لیے سم قاتل بے اثر ہوئی۔ ۱۷۔ جناب ابراہیمؑ صرف حج کے منادی تھے اور آپ اسلام وایمان کے منادی تھے۔

۱۸۔ جناب ابراہیمؑ سے اولم تومن کا خطاب ہوا۔ اور آپ کے لیے من الرسول کی تصدیق ہوئی۔ ۱۹۔ جناب ابراہیمؑ نے بتوں کو اپنا دشمن بتایا۔ آپ کو اللہ نے فرمایا لولا کما خلقت الافلاک۔ ۲۰ جناب ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کے عوض دنبہ

قربان کیا آپ نے اسمٰعیل کے عوض حسینؑ قربان کیا۔ ۲۱۔ جناب ابراہیمؑ کی اولاد بکثرت ہوئی۔ آپ کو اعطینا ک الکوثر کا خطاب ملا۔ ۲۲۔ جناب ابراہیم نے بالواسطہ آیات الہیہ ملاحظہ کیں۔ اور آپ نے قاب قوسین پر بلاواسطہ آیات الہیہ مشاہدہ کیں۔ ۲۳۔ جناب ابراہیم نے خوشنودی خالق کے لیے تعمیر کعبہ کی اور اللہ نے آپ کی خوشی کی خاطر کعبہ کو آپ کا قبلہ بنایا۔

جناب یعقوب اور سرورِ کائنات۔

جناب یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے اور آپ کے بارہ وصی اور معصوم ہوئے جناب یعقوبؑ کی ذریت میں نبوت تھی اور آپ کی ذریت میں رسالت وامامت ہے۔ ۳ جناب یعقوبؑ کی اولاد میں مریمؑ تھی آپ کی بیٹی فخرِ مریمؑ تھی۔ ۴۔ جناب یعقوبؑ نے فراق یوسف پر صبر کیا جبکہ وہ زندہ تھا۔ اور آپ نے اپنے متوفی بیٹے ابراہیم کی وفات پر صبر کیا۔

جناب یوسفؑ اور مظہر جمالِ نورِ الٰہی

جناب یوسف حسین تھے اور آپ مسیح تھے۔ ۲۔ جناب یوسفؑ صرف وقت درخشندہ تھے۔ آپ کے نورِ جمالی کے سامنے سورج ماند پڑتا تھا۔ ۳۔ جناب

یوسفؑ نے مالک ابن دعر کے لیے درازیٔ عمر اور کثرتِ اولاد کی دعا کی تھی۔ جبکہ آپ نے جابر بن عبداللہ انصاری کو امام محمد باقر علیہ اسلام کے لیے زندگی عنایت فرمائی۔ ۴۔ جناب یوسفؑ نے چند برس زندان میں گزارے تھے اور آپ نے پوری زندگی زندان کی طرح گزاری۔ ۵۔ جناب یوسف تعبیر خواب بتاتے تھے۔ اور آپ علم ماکان وما یکون کے عالم تھے۔

جناب موسیٰ اور رحمت عالم

۱۔ جناب موسیٰؑ کے اپنے ہاتھ سے عصا مارنے پر بارہ چشمے پھوٹے تھے اور آپ نے حدیبیہ میں براء بن عازب کو حکم دیا کہ میرا نیزہ گاڑ دے اس سے بارہ چشمے پھوٹے۔

۲۔ جناب موسیٰؑ کا اپنا ہاتھ ید بیضا تھا اور آپ نے جسے چاہا اُسی کا ہاتھ ید بیضا بنا دیا۔ قتادہ ابن نعمان کو ایک لکڑی درخت سے توڑ کر دی اور فرمایا۔ تم جب چاہو گے روشنی دے گی۔ ۳۔ جناب موسیٰؑ کو نو معجزات عطا کیے گئے (تفصیل سابق صفحات پر درج کیے گئے ہیں) ۴۔ جناب موسیٰؑ کے صرف ہاتھ سے روشنی پھوٹتی تھی جبکہ آپ کے تمام جسم سے روشنی پھوٹتی تھی۔ ۵۔ جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو دریائے نیل سے گزارا اور آپ نے اپنے پورے لشکر کو وادیٔ خران کے قد آدم سیلاب سے گزرا۔ ۶۔ جناب موسیٰؑ سے اللہ نے کوہِ طور پر کلام

کیا۔ اور آپ سے حجابات قدرت میں کلام کیا۔ ۷۔ جناب موسیٰؑ سے چالیس دن بعد کلام ہوا۔ آنحضرت کو متعدد مرتبہ کلام کے لیے معراج پر پہنچایا گیا۔ ۸۔ معراج موسیٰ دن میں تھا معراج محمدؐ رات کو ہوا۔ ۹۔ معراج موسیٰؑ زمین پر تھا معراج محمدؐ آسمان پر ہوا۔ ۱۰۔ معراج موسیٰؑ کے مذاکرات پوشیدہ رکھے گئے۔ معراج محمدؐ کے مذاکرات اوحیٰ الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ کے پردے میں رکھے گئے۔

جناب داؤد اور فخرِ کائنات

نمبر ۱۔ جناب داؤد کو حق و باطل میں امتیاز کی خاطر زنجیر دی گئی تھی اور آپ کو حق و باطل میں امتیاز کے لئے تا قیامت قرآن دیا گیا۔

۲۔ جناب داؤد علیہ اسلام کو لحن داؤدی عطا کیا گیا اور آپ کو ترتیلِ قرآن دی گئی۔

۳۔ جناب داؤد علیہ السلام اپنی حفاظت کے لئے انسانوں کے محتاج تھے آپ کا محافظ اللہ تھا۔

۴۔ جناب داؤد کے لیے لوہا موم ہوتا تھا اور آپ کے لیے پوری کائنات مسخر تھی۔

۵۔ جناب داؤد کے لیے پہاڑ مسخر تھے اور آپ کے لیے پتھروں نے نبوت کی گواہی دی۔

۶۔ جناب داؤد کے لیے پرندے مسخر تھے اور آپ کے لیے براق تابع تھا۔

۷۔ جناب داؤدؑ کو حکومت دنیادی اور آپ تمام شریعتوں کے ناسخ تھے۔

۸۔ جناب داؤدؑ کو خواہشات کی عدم پیروی کا حکم ملا اور آپ کے ترک خواہشات کی شہادت اللہ نے دی۔

حضرت سلیمان اور فخرِ موجودات

نمبر۱۔ جناب سلیمانؑ کے لیے ہوا کو اللہ نے مسخر کیا تھا۔ آپ کو تمام کائنات کا حکمراں بنایا گیا۔

۲۔ جناب سلیمانؑ کے لیے جن مسخر تھے اور آپ جنوں کے بھی نبیؑ تھے۔

۳۔ جناب سلیمانؑ تسخیر جنات کے لیے انگشتری کے محتاج تھے اور آپ کی جنوں نے بیعت کی تھی۔

۴۔ جناب سلیمانؑ نے حکومت دنیا کی دعا مانگی تھی اور آپ نے حکومت دنیا ٹھکرا دی۔

۵۔ جناب سلیمانؑ کو اللہ نے احسان کر کے بھول جانے کی ہدایت فرمائی اور آپ کے لئے ما اتاکم الرسول فخذوہ کا حکم امت کو دیا جناب سلیمان دوشِ ہوا پر اڑتے تھے اور آپ پشت براق پر سوار ہوئے تھے۔

mablib.org

جنابِ یحییٰ اور علت غائی کائنات

۱۔ جناب یحییٰ اپنے وقت کے عابد تھے۔ اور اللہ نے آپ کو خود کثرت عبادت سے روکا۔

۲۔ جناب یحییٰ کمسنی میں نبی تھے اور آپ کنت نبیاء و آدم بین الماء والطین کے مصداق تھے۔

جناب عیسیٰ اور فخرِ انبیاء

۱۔ جناب عیسیٰ مریضوں کو شفا دیتے تھے اور آپنے بھی مریضوں کو شفا بخشی۔

۲۔ جناب عیسیٰ مردے زندہ کرتے تھے اور آپ نے بھی مردے زندہ کیے۔

۳۔ جناب عیسیٰ علم غیب جانتے تھے اور آپ عیسیٰ سے زیادہ علم غیب جانتے تھے۔

maablib.org